کہانت، جنات، آسیب

برائے

فتاویٰ

فتاویٰ کمیٹی کبار علمائے حرمین شریفین المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا فیصل الرحمٰن ہزاروی
نظر ثانی: حافظ عبداللہ سلیم

مکتبہ بیت السلام
لاہور / ریاض

www.KitaboSunnat.com
کہانت، جنات، آسیب
فتاویٰ برائے

کہانت، جنات، آسیب
برائے
فتاویٰ
فتاویٰ کمیٹی کبار علمائے حرمین شریفین المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان
ترجمہ: فضیلۃ الشیخ مولانا فیصل الرحمن ہزاروی
نظرثانی: حافظ عبداللہ سلیم
مکتبہ بیت السلام
لاہور
ریاض
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel: 042-37361371 Mob: 0321-9350001

کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

اشاعت .... مئی 2015

مکتبہ بیت السلام

کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

ریاض
Tel: +966114381155 - +966114381122 Fax: +966114385991
Mob: +966542666646,+966566661236,+966532666640

لاہور
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel: 042-37361371
Mob: 0321-9350001
0320-6666123
Email: bait.us.salam1@gmail.com
Fb:Baitussalam book store

فہرست

❀ عرضِ ناشر ---------- 15

❀ باب 1 جنات ---------- 17

❀ جنات ---------- 19

❀ جن کا اجمالی حکم کیا ہے؟ ---------- 20

⊙ جن کا وجود ---------- 20

⊙ جنات کا مختلف اشکال میں ڈھلنے کی قدرت پانا ---------- 20

⊙ جنوں کی رہائش گاہیں اور ان کے کھانے پینے کے مقامات ---------- 22

⊙ محمد ﷺ کی بعثت پر ایمان لانے میں جنوں کا مکلّف ہونا ---------- 23

⊙ جنات کو ان کے اعمال پر بدلہ ملے گا ---------- 25

⊙ بدنِ انسانی میں جن کا داخل ہونا ---------- 26

⊙ جنات کا حدیث روایت کرنا کیسا ہے؟ ---------- 27

⊙ جنات کے لیے ذبح کرنا ---------- 28

⊙ وہ اذکار جن کے ذریعے شیاطین اور سرکش جنات کے شر سے بچا جا سکتا ہے ---------- 29

❀ جنات اور ان کی تاثیر سے متعلق کچھ فتوی جات ---------- 36

❀ جنات کا چھونا اور اس کا علاج ---------- 44

⊙ زوجین کے باہمی تعلق میں رکاوٹ ---------------------- 44

⊙ کوئی شخص رات کے وقت گھر کے اندرونی حصے سے اپنے اوپر پتھر گرتے دیکھتا ہے، لیکن وہ کسی کو یہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا ----- 45

⊙ نفاس والی عورت اور مختون بچے کے پاس نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے لوہا رکھنا ---------------------- 50

⊙ فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا جن کے بدنِ انسان میں دخول اور منکرین کے رد پر حق کو واضح کرنے والا ایک خط --------------- 53

⊙ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا .... مِنَ الْمَسِّ﴾ کے متعلق بعض مفسرین کی تفاسیر ---------------------- 59

⊙ تنبیہ ---------------------------------- 64

❀ روحوں کو حاضر کرنے والے شخص کا حکم (مقالہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ) ------ 67

❀ فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا مقالہ جو 1395ھ کو نشر کیا گیا--------- 76

❀ مسئلہ تلبس الجن بالانس کی وضاحت وتکذیب ----------------- 80

❀ جن کا اِنس کے ساتھ تلبس حقیقت ہے ------------------------ 90

⊙ انسان جب اپنے آپ کو دم کرنا چاہے تو کیا پڑھے؟--------- 91

⊙ زوجہ سے صحبت میں مربوط کا علاج---------------------- 93

⊙ صحبت سے مربوط شخص کے علاج کی کیفیت --------------- 94

⊙ کیا کوئی جن انسان کو اغوا کر سکتا ہے؟ ---------------- 95

⊙ کیا جن بھیڑیوں سے ڈرتے ہیں؟ ---------------------- 95

⊙ نفع کے حصول اور نقصان سے بچاؤ کے لیے نیکو کار جنوں سے مدد مانگنے کا حکم ---------- 96
⊙ کیا جن غیب جانتے ہیں؟ ---------- 97
⊙ کیا جن کو مسخر کرنا جائز ہے؟ ---------- 99
⊙ کیا جن وانس کے مابین جماع کا وقوع ممکن ہے؟ ---------- 99
⊙ کیا جن بنی آدم کی عورتوں سے مجامعت کر سکتا ہے؟ ---------- 100
⊙ جنات کو پکارنا جائز نہیں ---------- 101
⊙ جن کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے ---------- 102
⊙ مرض کی پہچان میں مسلمان جن سے خدمت لینے کا حکم ---------- 103
⊙ جن کو استعمال کرنے والے پر مخفی رہنے کا حکم ---------- 103
⊙ سلف صالحین کے طریقے کی اتباع کرنے والے معالج ان کے بارے میں علما کے چند فتوے ---------- 104
⊙ جن نکالنے کے لیے انسان پر کچھ پڑھنے کا حکم ---------- 106
⊙ کیا مصروعین کے علاج میں جنات سے مدد لینا جائز ہے؟ ---------- 109
⊙ قرآن سنتے وقت بیمار ہو جانے والے کا حکم ---------- 111
⊙ جن کی خاطر ذبح کرنا ---------- 113
⊙ ارواح کی حاضری اور ان سے سوال کرنا ---------- 115
⊙ کیا جن انسان کو نظرِ بد لگا سکتا ہے؟ ---------- 116
❀ روحوں کو حاضر کرنا ---------- 130
⊙ ان ارواح کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟ ---------- 131

❀ 2 باب کہانت ---------------------------- 170

❀ کہانت ---------------------------- 170

⊙ کہانت سے متعلقہ احکام ---------------------------- 170

⊙ کاہن کا حکم ارتداد اور عدمِ ارتداد کے لحاظ سے ---------------------------- 174

❀ کہانت اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں علما کے فتاویٰ ---------------------------- 177

⊙ ''رمالون'' کون ہیں؟ ---------------------------- 179

⊙ کاہن کے پاس جانا مکڑی کے دھاگے سے لٹکنے کے مترادف ہے ---------------------------- 186

⊙ کاہن شیاطین کے واسطے سے غیب کے دعوے دار ہوتے ہیں ---------------------------- 188

⊙ کاہن وعراف کے پاس جانے اور ان کی تصدیق سے ڈرانا ---------------------------- 188

⊙ مریض کا کاہن کی طرف جانا جائز نہیں ---------------------------- 190

⊙ کاہن کے پاس آنے اور کہانت کرنے کا حکم ---------------------------- 191

⊙ عراف سے سوال کرنے کا حکم ---------------------------- 193

⊙ تنجیم کا حکم ---------------------------- 194

⊙ جادو کہانت اور تنجیم میں فرق ---------------------------- 195

⊙ تنجیم اور کہانت کے درمیان تعلق ---------------------------- 196

⊙ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ---------------------------- 197

⊙ تشاؤم (نحوست پکڑنے) کی ممانعت کا بیان ---------------------------- 199

⊙ گھر سے نحوست پکڑنے کا بیان ---------------------------- 200

⊙ کاہن اور عراف کے پاس جانے کا حکم ---------------------------- 201

⊙ عرافین اور کاہنوں کے پاس مریضوں کا علاج ---------- 208
⊙ عراف سے سوال اور اس کی تصدیق کے حکم میں فرق -------- 209
⊙ دیوانگی اور بانجھ پن کا علاج ---------------------- 210
⊙ نجومیوں کی طرف جانے کا حکم -------------------- 211
⊙ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے والوں کی دیانت داری کا حکم --- 214
⊙ اہلِ تصوف کے پاس جانا ---------------------- 216
⊙ سوالی صوفیہ کا گروہ ---------------------- 217
❀ نجومیت ------------------------------ 220
⊙ تنجیم کا شرعی حکم کیا ہے؟ -------------------- 220
⊙ عرافت اور اس کا شرعی حکم -------------------- 223
⊙ عرافت کا حکم -------------------------- 223
❀ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب کی "کتاب التوحید" سے کاہنوں وغیرہ کا بیان -------------------------- 226
⊙ فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے "القول المفید" میں فرمایا ---- 228
❀ وساوس، صرع اور جنات کی شکایت کے علاج کے متعلق کبار علما کے فتاویٰ ---------------------- 247
⊙ وساوس کا علاج -------------------------- 247
⊙ طہارت میں وساوس سے نجات کیسے ہوگی؟ -------------- 248
⊙ بعض اشخاص کو پیش آمدہ وساوس کا علاج -------------- 250
⊙ اعصابی مریض سے شرعی امور کے خاتمے کا حکم ---------- 251

⊙ کیا وسوسے پر انسان کا مواخذہ ہوگا؟ ---------------- 252
⊙ وساوس اور ان کے دفاع کی کیفیت ------------------ 253
⊙ شرعاً مباح ادویات سے علاج کرنا جائز ہے -------------- 254
❀ دوا لینا قرآن وسنت کی نظر میں ------------------- 266
⊙ گھاس کے ساتھ علاج -------------------------- 269
❀ قرآنی آیات اور مباح ادویات سے مصروع کا علاج ----------- 272
❀ دل کی تنگی اور شکوک وشبہات کا شرعی علاج --------------- 276
⊙ کیا کوئی مسلمان اپنے آپ کو دم کر سکتا ہے؟ -------------- 279
⊙ شرکیہ دعائیں ------------------------------ 282
⊙ مرغی ذبح کر کے علاج کرنا ---------------------- 283
⊙ طبِ عربی کے ذریعے علاج کا دعوی کرنا --------------- 284
⊙ مضبوطی سے دین کو پکڑنا امراضِ نفوس سے نجات کا ذریعہ ہے ---- 286
⊙ جسمانی امراض کا علاج قرآن کے ساتھ ---------------- 288
⊙ پرندوں کا گلہ گھونٹ کر علاج ---------------------- 285
❀ پگھلے ہوئے سیسے سے علاج ----------------------- 296
⊙ کیا چہرے کے دانوں کا علاج جادو سے ہو سکتا ہے؟ --------- 296
⊙ جادو زدہ شخص کا شرعی علاج ---------------------- 301
⊙ زار کے ذریعے علاج -------------------------- 304
❀ تعویذات، تمائم اور مختلف قسم کے دموں کے متعلق علما کے فتاوی ------- 307
⊙ شرعی دم اور خرافات سے اس کا امتیاز ---------------- 307

⊙ قرآن قلوب وابدان کے لیۓ شفا ہے ---------------- 320
⊙ سورت فاتحہ، اخلاص اور معوذتین کی قراءت شرعی دم ہے ----- 323
⊙ نبی کریم ﷺ کا قرآن، اذکار اور دعاؤں کے ساتھ دم کرنے کی اجازت دینا، جب تک وہ دم شرکیہ نہ ہوں ---------------- 324
⊙ قرآن کو دوا بنانا درست ہے، لیکن اس کے تعویذ بنانا جائز نہیں---- 327
⊙ نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار، ادعیہ اور کے ساتھ دم کرنا------ 333
⊙ بازار میں دم اور منتر فروخت کرنے کا حکم ---------------- 333
⊙ زہریلے جانوروں کے ڈسنے کے دم جنھیں بعض دیہاتی لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں ---------------------------- 337
⊙ ایسے آدمی کی طرف جانا جو قبر والوں کا وسیلہ ڈالتا، ان سے مدد مانگتا اور تبرک حاصل کرتا ہے ------------------------ 340
⊙ جبریل علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور جن نکالنے میں مدد کرنا محض ایک گمان ہے ------------------------------ 341
⊙ قرآنی دم اور تعویذ کا حکم ------------------------ 342
⊙ نظر کی تاثیر -------------------------------- 342
⊙ نفسیاتی مرض کا علاج "ماء زمزم لما شرب له" ----------- 343
❀ تعویذات -- 346
⊙ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے ------------------ 346
⊙ نظرِ بد اور حسد سے بچنے کے لیے قرآنی آیات کو اپنے پاس رکھنا---- 349
⊙ زم زم کا پانی کھانے والے کا کھانا اور مریض کے لیے شفا ہے ---- 357

❀ شفا کی امید سے مریض کے بدن سے قرآنی آیات لٹکانا -------- 360
⊙ تعویذ لٹکانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ --------- 360
⊙ قرآنی آیات کا حجاب اور تعویذ -------------------- 361
⊙ قرآنی و غیر قرآنی تعویذات کو لٹکانا ------------------- 362
⊙ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو ---- 363
⊙ قرآنی آیات اور اذکار لکھ کر لٹکانا --------------------- 363
⊙ مریض پر شفایابی کے لیے پردہ لٹکانا ------------------- 365
⊙ حفاظت و شفا کی امید سے قرآنی آیات لٹکانا ------------- 366
⊙ تعویذات لکھنے کی اُجرت لینا ------------------------ 367
⊙ جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ اس کو فائدہ نہ دے ------------ 367
⊙ تمام تعویذات شرک ہیں -------------------------- 368
⊙ تعویذ لکھنے والے کی اقتدا میں نماز --------------------- 368
⊙ تعویذ لٹکائے ہوئے نماز ---------------------------- 369
⊙ آیاتِ قرآنیہ اور شرکیات سے مرکب تعویذات -------------- 369
⊙ جان کی حفاظت .... تعویذ کے ذریعے ------------------- 370
⊙ کلمہ گو اور نمازی شخص کا ذبیحہ، جب کہ وہ قرآنی تعویذات
بھی لٹکاتا ہو -------------------------------- 371
⊙ تعویذات کا حکم -------------------------------- 371
⊙ شرکیہ ادعیہ و حجاب ----------------------------- 373
⊙ دم پڑھنے کے بعد مریض پر تھوک پھینکنا ------------------ 374

⊙ شرعی دم کرنے کے آداب وصفات ---------------------- 376
⊙ دم کا حکم اور مریض کے گلے میں آیات لٹکانا ---------------- 379
⊙ عورت کا علاج کرنے والے کی صفات ------------------- 380
⊙ حفاظت اور منتر ---------------------------------- 381
⊙ زہر زائل کرنے کا پیالہ ---------------------------- 382
❀ خواب.... اسلام کے میزان میں ------------------------ 384

عرضِ ناشر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کی طرح ہی جنوں کو بھی اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، لیکن ان کو بعض ایسی قوتیں اور طاقتیں بخشی ہیں جن کی بدولت شیطان اور شریر جن بنی آدم کے لیے تکلیف اور نقصان کا سبب بنتے ہیں۔ کتاب وسنت میں ان کی شرارتوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہنے کے لیے ایسے موثر ذرائع اور وظائف بیان ہوئے ہیں کہ اگر ہم ان کو اپنی روز مرہ زندگی میں شامل کر لیں تو جنات وشیاطین ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

زیرِ نظر کتاب میں جنات اور ان کے متعلقہ بعض عقدی وعلمی پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے:

- جنات کا اجمالی حکم اور ان کا وجود
- جنات کا مختلف شکلیں اختیار کرنا
- جنات کی رہائشیں اور ان کا کھانا پینا
- جنات کا انسانی بدن میں اثر ونفوذ
- جنات وشیاطین کا مقابلہ کیسے ممکن ہے؟

ایسے ہی کتاب میں کہانت کی شرعی حیثیت بھی بیان کی گئی ہے کہ جو شخص کاہن کے پاس جاتا ہے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو اس کی تصدیق کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ نیز کاہن اور کہانت کی

شیطانی حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے۔

کتاب کے مختلف مباحث میں جنات و شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے شرعی اوراد و وظائف اور طریقہ ہائے علاج کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور ساتھ ہی جادو کے علاج کے لیے اختیار کردہ شیطانی طریقوں سے منع کیا گیا ہے۔

یہ کتاب عالمِ اسلام کے نامور علمائے دین اور مفتیانِ عظام کے فتوی جات اور تحریرات پر مشتمل ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں اور ہر شخص بے کھٹکا ان پر عمل پیرا ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مولف اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کی تکمیل میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لیے اسے بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی (ایم۔اے)

مدیر مکتبہ بیت السلام لاہور۔ ریاض

1 باب
جنات

جنات

جن انسان کے برخلاف ایک مخلوق ہے۔ ''الجان'' اس کی واحد ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ ''پوشیدہ ہونا'' ہے، جیسے کہا جاتا ہے: "جنه الليل" اور "جن عليه" وغیرہ۔

ابن منظور کا کہنا ہے کہ اسے جن کا نام اسی وجہ سے دیا جاتا ہے کہ یہ آنکھوں سے اوجھل اور پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کے بدن میں موجود بچے کو مخفی ہونے کی بنا پر ہی ''جنین'' کہتے ہیں۔

اہلِ جاہلیت فرشتوں کو بھی آنکھوں سے اوجھل ہونے کی وجہ سے جن کہتے تھے۔ جنات آگ سے بنے ہوئے اجسام ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ [الحجر: ٢٧]

''اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے سخت حرارت والی آگ سے تخلیق کیا۔''

بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا:

''جن نظروں سے مخفی عقل رکھنے والی مخلوق ہے اور ان پر ناری یا ہوائی ہونا غالب ہے۔''

ابو علی بن سینا کا فرمانا ہے کہ ''جن ایک ہوائی مخلوق ہے جو مختلف اشکال میں ڈھلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔'' فقہی اصطلاح بھی اس مفہوم کو شامل ہے۔

جن کا اجمالی حکم کیا ہے؟

جن کا وجود:

جن کا وجود قرآن اور سنت سے ثابت ہے اور اس کے وجود پر اجماع بھی ہے۔ ان کے وجود کا منکر کافر ہے، کیوں کہ اس سے دین کے بعض علم اور نصوص کا انکار لازم آتا ہے۔

جنات کا مختلف اشکال میں ڈھلنے کی قدرت پانا:

بدر الدین شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جنات میں انسانوں اور جانوروں کی مثل شکل اختیار کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ کبھی تو وہ سانپوں کی شکل اختیار کرتے ہیں اور کبھی بچھوؤں کی۔ کبھی وہ متعدد جانور جیسے اونٹ، گائے، بکری، خچر، گھوڑے اور گدھے وغیرہ کی صورت اختیار کرتے ہیں، کبھی پرندوں کی شکل اپناتے اور بسا اوقات انسانوں کی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں، جیسے: شیطان قریش والوں کے پاس سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں آیا تھا، جب انھوں نے بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [الأنفال: ٤٨]

"اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے سجا کر پیش کیے اور وہ کہنے لگا آج لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور بے شک میں تمھارا ساتھی ہوں، پھر جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا بے شک میں تم سے بری ہوں۔ بے شک میں وہ (فرشتے) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اور ایسے ہی قریش نے دار الندوہ میں رسول اللہ ﷺ کو قتل یا قید یا جلا وطن کرنے کے لیے اکٹھ کیا تھا تو شیطان ان کے پاس ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مدینے میں جنوں کی ایک جماعت نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے، اس لیے جب تمھیں کوئی گھریلو سانپ نظر آئے تو اسے تین دن چلے جانے کا کہو، اگر وہ اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دو، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔"

ابن عابدین نے کہا: "جنات کا مختلف شکلیں اختیار کرنا احادیث، آثار اور متعدد حکایات سے ثابت ہے۔"

جب کہ کچھ لوگ جنوں کی اس امر پر قدرت کے انکاری ہیں۔

قاضی ابو یعلی فرماتے ہیں کہ "شیاطین اس امر کی قدرت نہیں رکھتے کہ اپنی تخلیق تبدیل کریں یا متعدد صورتوں میں انتقال کر سکیں۔ صرف اس چیز کا جواز ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کچھ کلمات یا اعمال سکھا دیے جنھیں اپنانے پر اللہ تعالیٰ (خود) انھیں ایک صورت سے دوسری کی طرف منتقل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے انھوں نے کہا: بلاشبہہ کوئی اس چیز کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنی اس صورت کو تبدیل کر دے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق فرمایا، لیکن ان کے پاس جادوگری ہے، تمھاری جادوگری کی طرح جب تم یہ چیز دیکھو تو اذان کہو۔''

جنوں کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسانوں کو تو دیکھ پاتے ہیں، لیکن انسان انھیں کسی نادر موقعے کے علاوہ دیکھ نہیں سکتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ يَرٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف: ۲۷]

''بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔''

جنوں کی رہایش گاہیں اور ان کے کھانے پینے کے مقامات:

جنات کا مسکن عموماً معاصی اور نجاست والی جگہیں ہوتی ہیں، مثلاً: حمام، گندگی کے ڈھیر اور بیت الخلاء وغیرہ۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً یہ بیت الخلاء جنات کا محل ہیں (اس لیے) جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے آئے تو کہے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْخُبثِ وَالْخَبَائِثِ))

''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک جنوں اور جنیوں (کے شر) سے۔''

علاوہ ازیں ایسی جگہوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت بھی متعدد آثار میں وارد ہوئی ہے۔ جنات کی غذا کا ایک بڑا حصہ ہڈیاں ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ کچھ جنوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زادِ راہ مانگا تو

آپ ﷺ نے فرمایا:

”ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے، تمھارے ہاتھ لگے تو وہ تمھاری غذا ہے اور مینگنی اور لید تمھارے جانوروں کا چارہ ہے۔“

بنا بریں نبی کریم ﷺ نے ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ”یہ تمھارے جن بھائیوں کا توشہ ہے۔“

محمد ﷺ کی بعثت پر ایمان لانے میں جنوں کا مکلّف ہونا:

علما اس بات پر متفق ہیں کہ جنات درج ذیل آیات میں مخاطب اور مکلّف ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاريات: ٥٦]

”اور میں نے جن اور انسان اسی لیے تو پیدا کیے ہیں کہ وہ میری ہی عبادت کریں۔“

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾ [الجن: ١، ٢]

”(اے نبی!) کہہ دیجیے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) غور سے سنا تو انھوں نے کہا بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ وہ رشد وہدایت کی راہ دکھاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم کسی کو بھی اپنے رب کا ہرگز شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ [الرحمٰن: ۳۳،۳٤]

''اے گروہ جن و انس! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ، قوت اور غلبے کے بغیر تو تم نکل ہی نہیں سکتے، تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟''

اور دیگر متعدد آیات اس امر پر دال ہیں کہ جن بھی انسانوں کی طرح مکلّف اور مامور ہیں۔ رہی بات قرآن میں مذکور جنوں پر لعنت، ان کی مذمت، ان کے شر سے بچنے کی سعی اور اللہ تعالیٰ کا ان کے لیے عذاب تیار کرنا، یہ امور تمام جنات کے لیے نہیں، بلکہ امر و نہی کے مخالف جنات کے لیے ہے، جو کبائر کے مرتکب اور محارم میں مبتلا رہتے ہیں۔

قاضی عبدالجبار کہتے ہیں: ''جنوں کے مکلّف ہونے کے مسئلے میں اہلِ نظر کے درمیان کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں آیا۔''

علماے امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ جن بعثتِ نبوی کے عموم میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جن اور انس کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ صحیح بخاری اور مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں ....الخ''

اور دوسری حدیث جس میں ہے:

''ہر نبی کو اس کی مخصوص امت کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے جنوں

اور انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔‘‘

یہ ذکر کردہ دعوی کی دلیل بیّن ہے۔ ابن عقیل رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ’’الناس‘‘ لغوی اعتبار سے جنات کو شامل ہے۔

فیومی سے بھی اس کی مثل منقول ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا:

﴿الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ﴾ [الناس: ٥]

’’جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔‘‘

پھر ’’الناس‘‘ کی تفسیر کی:

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ [الناس: ٦]

’’خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔‘‘

جنات کو ان کے اعمال پر بدلہ ملے گا:

جمہور علما کا یہ موقف ہے کہ جنات کو فرماں برداری پر ثواب اور نافرمانی پر عذاب ہو گا۔ ان کی دلیل درج ذیل آیاتِ قرآنیہ ہیں:

﴿مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾

[الجن: ١٤، ١٥]

’’اور یہ کہ ہم میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی، پھر جو کوئی اسلام لائے تو انھوں نے ہدایت کی راہ ڈھونڈ لی اور لیکن جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔‘‘

﴿وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ [الأنعام: ١٣٢]

’’اور ہر ایک کے لیے ان اعمال کی وجہ سے درجے ہیں جو انھوں نے کیے۔‘‘

﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ [الرحمن: ٥٦]
''ان سے پہلے انھیں کسی انسان اور کسی جن نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا۔''

ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حکایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:
''جنات کو آگ سے بچانے کے سوا کوئی اجر نہیں ملے گا اس لیے کہ قرآن میں ان کے لیے ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ آیا ہے اور مغفرت اجر اور ثواب کو مستلزم نہیں، بلکہ وہ محض پردہ پوشی ہے۔''

لیث بن ابو سلیم سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ''جنوں کا ثواب یہ ہے کہ انھیں آگ سے بچایا جائے گا، پھر کہا جائے گا: مٹی ہو جاؤ۔''

ابو الزناد سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: ''جب اہلِ جنت، جنت میں اور اہلِ نار آگ میں داخل ہو جائیں گے تو ایمان دار جنوں اور بقیہ چیزوں کو کہا جائے گا: ''تم سب مٹی ہو جاؤ۔'' اس وقت کافر کہے گا: ''کاش میں مٹی ہو جاتا۔''

پھر علما اس امر پر بھی متفق ہیں کہ جنات کو آخرت میں عذاب بھی ہوگا، جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں:
﴿وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [الجن: ١٤]
''اور لیکن جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔''

اور

﴿وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ﴾ [محمد: ١٢] ''اور آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے۔''
کہہ کر اس کا ذکر کیا۔

بدنِ انسانی میں جن کا داخل ہونا:

ابو الحسن اشعری کا کہنا ہے کہ بدنِ انسان میں جن کے داخل ہونے کے

بارے میں لوگ دو مختلف رائیں رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ''جن کا بدنِ انسان میں دخول محال ہے۔'' اور بعض کہتے ہیں کہ ''جن کا انسان کے جسم میں داخل ہونا ممکن ہے۔'' آخر الذکر لوگوں کی دلیل ((أُخْرُجْ عَدُوُّ اللّٰهِ فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ)) ''نکل اے اللہ کے دشمن! پس یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔'' حدیث ہے۔ علاوہ ازیں جنات کے اجسام اس قدر باریک ہیں کہ ان کے بدنِ انسان میں داخل ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا، جیسے: کھانا اور پانی جنات کے مقابلے میں کثیف ہونے کے باوجود بطنِ انسان میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس سے متعدد جواہر کا ایک ہی حیز میں مجتمع ہونا لازم نہیں آتا، اس لیے کہ ان کا اجتماع برسبیلِ مجاورت ہوتا ہے نہ کہ حلول کے طریقے پر۔ پس جنات کا دخول انسانی بدن میں ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کسی برتن میں باریک جسم کا۔

جنات کا حدیث روایت کرنا کیسا ہے؟

جن کا انسان سے سنی ہوئی بات کو روایت کرنا جائز ہے، انھیں جنات کی موجودگی کا علم ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل سورۃ الجن کی ابتدائی متعدد آیات اور اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان ہے:

﴿قُلْ أُوحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ [الجن: ۱]

''کہہ دیجیے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) غور سے سنا۔''

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾ [الأحقاف: ۲۹]

"اور (یاد کیجیے) جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا، جبکہ وہ قرآن سنتے تھے، پھر جب وہ اس (کی تلاوت سننے) کو حاضر ہوئے تو (ایک دوسرے سے) کہا: خاموش رہو، چنانچہ جب (تلاوت) ختم ہوگئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر پھرے۔"

معلوم ہوا کہ جب ان کا قرآن مجید روایت کرنا جائز ہے تو حدیث کو روایت کرنا بالاولیٰ جائز ہے۔

اس طرح جب کوئی شیخ اپنے پاس موجود لوگوں کو اجازت دے تو وہاں موجود جن بھی اس میں شامل ہوں گے، اگرچہ شیخ کو ان کا علم نہ ہو۔

رہی بات انسان کے کسی جن سے روایت کرنے کی تو اس بارے میں امام سیوطی کا قول ہے کہ "جنات کے عادل اور ثقہ ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان سے روایت کرنا ممنوع ہے۔"

جنات کے لیے ذبح کرنا:

جنات کے لیے اور ان کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ [المائدۃ: ٣]

"تمھارے لیے حرام کیے گئے ہیں مردہ جانور، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔"

یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھے وہب نے بتایا: "کسی خلیفہ نے ایک چشمہ

کھدوایا اور اس کے افتتاح کے موقعے پر جنات کے نام پر ایک جانور ذبح کیا، تاکہ وہ اس کا پانی گہرائی میں نہ لے جائیں۔ پھر اس کا گوشت لوگوں کو کھلا دیا۔'' ابن شہاب کو جب اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا: ''یقیناً اس نے اپنا ذبیحہ حرام کیا اور لوگوں کو حرام کھلایا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات کے نام پر ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔''

وہ اذکار جن کے ذریعے شیاطین اور سرکش جنات کے شر سے بچا جا سکتا ہے:

صاحب الاحکام کے مطابق اس کے دس طریقے ہیں:

1. جنات کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [الأعراف: ٢٠٠]

''اور اگر آپ کو شیطان کا کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگیے، بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

اور صحیح حدیث میں مروی ہے کہ دو آدمی نبی اکرم ﷺ کے سامنے باہم لڑ پڑے یہاں تک کہ ایک کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

اس موقعے پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک کلمے کا علم ہے جسے کہنے سے اس کا غصہ دور ہو جائے گا، وہ کلمہ ہے ''أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم'' ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، شیطان مردود سے۔''

2 معوذتین کی تلاوت کرنا:

جامع ترمذی میں روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کے نزول سے قبل جنات اور نظرِ بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔ جب معوذتین کا نزول ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنا معمول بنالیا اور دیگر معوذات کو ترک کر دیا۔''

3 آیت الکرسی کی تلاوت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانے کے مال کی حفاظت کی ذمے داری مجھ پر عائد کی۔ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور غلے سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑا اور کہا: ''میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا...... پھر اس نے کہا: ''میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے ان کے ساتھ نفع دے گا۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیا ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہوگا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا: ''آج کی رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟'' میں نے عرض کی: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مجھے ایک چیز سکھا گیا ہے اور میں نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مجھے نفع دے گا۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر میں نے اس کی تمام گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات سن کر فرمایا: ''یقیناً اس نے سچ کہا ہے، حالاں کہ وہ خود جھوٹا ہے، ابو ہریرہ! وہ شیطان تھا۔''

4 سورۃ البقرہ کی تلاوت کرنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ بلاشبہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جائے۔“

5 سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت:

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے کفایت کریں گی۔“

نیز نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی تخلیق کے دو ہزار سال قبل ایک کتاب لکھی، اس کتاب سے دو آیتوں کا نزول کیا جن سے سورۃ البقرہ کا اختتام ہوتا ہے اور یہ دو آیات کسی گھر میں تین راتیں پڑھی جائیں تو شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے۔“

6 سورۃ المومن ﴿حٰمٓ﴾ کے آغاز سے ﴿اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ تک اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرنا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے سورۃ المومن کی ابتدائی تین آیات اور آیت الکرسی صبح کے وقت پڑھیں وہ شام تک محفوظ ہو گیا اور جس نے شام کے وقت پڑھیں وہ صبح تک محفوظ ہو گیا۔“

7 ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد و هو علىٰ كل شيءٍ قدير“ سو بار پڑھنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله

الحمد و هو علیٰ کل شيءٍ قدیر" ایک دن میں سو بار پڑھا اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا، اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹائے جائیں گے اور وہ پورا دن یعنی شام تک شیطان کے شر سے محفوظ ہو جائے گا اور کسی کا عمل اس سے فضیلت والا نہ ہو گا مگر جس نے اس سے بڑھ کر عمل کیا۔"

8 کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا:

حارث اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیں۔ قریب تھا کہ وہ اس معاملے میں تاخیر کرتے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں کہا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور بنی اسرائیل کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر آپ انھیں حکم دیتے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں خود انھیں حکم دے دیتا ہوں۔" یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ "تم اس معاملے میں مجھ پر سبقت لے گئے تو مجھے زمین میں دھنس جانے اور اللہ کی پکڑ کا اندیشہ ہے۔"

پھر انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ جب سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے تو یحییٰ علیہ السلام گویا ہوئے:

"مجھے اللہ نے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود ان پر عمل کروں اور تمھیں بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں: پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ مشرک کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے اپنے پاکیزہ مال یعنی سونے اور چاندی کے عوض ایک غلام خریدا اور اسے کہا: یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے پس تم کام کرو اور معاوضہ مجھے ادا

کرتے رہو، پھر وہ زرخرید غلام کمائی کرے اور معاوضہ کسی اور کو دے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے غلام کے اس طرزِ عمل کو پسند کرے گا؟

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس جب تم نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر نہ جھانکو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنا چہرہ بندے کے چہرے کے سامنے کرتا ہے جب تک وہ اپنی نماز میں التفات نہیں کرتا اور مزید برآں اس نے تمھیں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو لوگوں کی ایک جماعت میں ہو اور اس کے پاس کستوری کی تھیلی ہو جس سے وہ مجمع معطر ہو جائے، روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بڑھ کر ہے، اس نے تمھیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے اور صدقہ کرنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جسے دشمنوں نے قید کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے، پھر اسے قتل کے لیے قتل گاہ لے گئے۔ اس نے کہا تم مجھ سے تمام مال لے لو اور میری جان بخش دو۔ انھوں نے یہ پیش کش قبول کی اور اسے آزاد کر دیا۔

پانچویں چیز جس کا اللہ تعالیٰ نے تمھیں حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو اور ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے تعاقب میں دشمن بڑی تیزی سے نکلا اور اس نے اپنے آپ کو ایک مضبوط قلعے میں محفوظ کر لیا۔ اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر شیطان مردود سے اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا۔“

9 باوضو رہنا۔

یہ بچاؤ کا بہترین طریقہ ہے، بالخصوص غصے اور شہوت کے بھڑکنے کے وقت، اس لیے کہ ابن آدم کے دل میں ایک آگ ہوتی ہے جس کے بھڑکنے سے یہ آثار

نمودار ہوتے ہیں، جیسے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خبردار! غصہ ابن آدم کے دل میں ایک انگارہ ہے، کیا تم اس کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی باچھوں کا پھولنا نہیں دیکھتے؟ پس جو شخص یہ کیفیت محسوس کرے تو وہ زمین کی طرف مائل ہو۔''

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور یقیناً شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔''

10 بے سود نظر، کلام اور کھانے اور لوگوں سے میل جول سے رکنا:

اس لیے کہ شیطان ابن آدم پر ان چار دروازوں سے داخل ہوتا ہے۔

مسند احمد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے۔ جس نے اسے میرے ڈر سے چھوڑ دیا میں اسے اس کے عوض میں ایسا ایمان عطا کروں گا، جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے ایک چیز کا اضافہ کیا اور وہ اذان ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سہیل بن ابوصالح بیان کرتے ہیں: ''مجھے میرے باپ نے بنو حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا ایک غلام تھا۔ دیوار کے پیچھے سے کسی نے اس کا نام لے کر پکارا، میرا ساتھی دیوار پر چڑھا، لیکن اسے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ واپسی پر میں نے اپنے باپ سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے: اگر مجھے اس امر کا پتا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ بھیجتا، لیکن جب بھی تم اس طرح کی آواز سنو تو اذان کہہ دیا

کرو۔ اس لیے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کر رہے تھے کہ "جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔"

علاوہ ازیں قرآن پاک کی تلاوت شیطان کے شر سے بچنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا﴾ [بني اسرائيل: ٤٥]

"اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک مخفی پردہ ڈال دیتے ہیں۔"

جنات اور ان کی تاثیر سے متعلق کچھ فتوی جات

سوال کیا جن کا انسان پر اور انسان کا جن پر اور حاسد کی محسود پر نظر کا کچھ اثر ہوتا ہے؟

جواب جنوں کی انسانوں پر اور انسانوں کی جنوں پر تاثیر اور حاسد کی محسود پر نظر کا اثر معاشرے میں واقع اور معروف ہے، لیکن یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی کونی اور قدری اجازت سے ہوتے ہیں، البتہ شرعی طور پر ان کی اجازت نہیں۔ حاسد کی نظر کا موثر ہونا لوگوں میں عملی طور پر موجود ہے، جب کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان بھی ہے:

"نظر حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرنے والی ہوتی تو نظرِ بد ہوتی۔"[1]

علاوہ ازیں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"نظر (بد) اور بخار کے علاوہ دم نہیں ہے۔"[2]

ہم اللہ سے عافیت اور حق پر ثبات کا سوال کرتے ہیں۔

سوال کیا درج ذیل حدیث جنات کے انسانوں پر غلبے کی دلیل نہیں بنتی:

"ابو سائب بیان کرتے ہیں: "ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس دوران میں جب کہ ہم ان کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ان کی چارپائی تلے

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٨)
[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٤)

حرکت کی آواز سنی۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں سانپ تھا، میں جلدی سے اسے قتل کرنے کے لیے اٹھا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ اس وقت نماز میں مصروف تھے، انھوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے ایک گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''کیا تم اس گھر کو دیکھ رہے ہو؟'' میں نے کہا: ہاں۔

پھر وہ کہنے لگے: ''اس گھر میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف نکلے، وہ نوجوان دوپہر کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھر آتا تھا۔ ایک دن اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے ہتھیار ساتھ لے جاؤ، مجھے تم پر بنو قریظہ کے حملے کا خطرہ ہے۔'' اس نے اپنے ہتھیار ساتھ لیے اور گھر کی طرف نکل پڑا، لیکن جب وہ اپنے گھر کے سامنے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہے۔ اسے یہ دیکھ کر بڑی غیرت آئی اور اس نے نیزہ اٹھایا اور اپنی بیوی کو مارنے ہی لگا تھا کہ وہ بولی: ''نیزہ روک لیں اور دیکھیں تو سہی مجھے کس چیز نے نکلنے پر مجبور کیا۔'' وہ گھر میں داخل ہوا تو اچانک وہاں ایک کافی بڑا سانپ بستر پر بل کھائے پڑا تھا۔ اس نے اس پر نیزے سے حملہ کیا تو وہ نیزے سے لپٹ گیا۔ نوجوان نے نیزا پکڑا اور اسے صحن میں گاڑھ دیا، پھر سانپ حرکت میں آ گیا اور اس نے اپنا کام کر دکھایا، البتہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان۔''[1]

جواب پہلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث سنداً اور متناً صحیح ہے اور دوسری بات یہ ہے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٢٣٦) مشکاۃ المصابیح باب مایحل أکله وما یحرم.

کہ ابو البشر آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا، پھر انسانی شکل میں ڈھالا گیا، پھر ان سے ان کی اولاد کا تناسل ہوا، جب کہ جنوں کو آگ سے پیدا کیا گیا، پھر ان کے مختلف قبائل بنے، ان میں بھی مذکر اور مونث ہوتے ہیں۔ جن اور انس میں سے ہر ایک کی طرف نبی کو مبعوث کیا گیا، پھر بعض نے ایمان قبول کیا تو بعض نے کفر کیا۔ انسان کبھی کبھار جانے انجانے میں اذیت پہنچا دیتا ہے اور جن بھی اسے کبھی کبھار پچھاڑتا اور قتل کر دیتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے اذیت کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس موقف کی نفی وہی شخص کرے گا جو ان کے احوال سے ناواقف ہو گا اور اس کا یہ طرزِ عمل متعدد قرآنی آیات کے خلاف ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ [الرحمٰن: ١٤، ١٥]

”اس نے انسان کو ٹھیکرے جیسی کھنکتی مٹی سے پیدا کیا اور اس نے جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ﴾ [المومن: ١٢]

”اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ہے۔“

علاوہ ازیں اللہ نے انسان کی طرح جنات کو بھی خطاب کیا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ [الرحمٰن: ١٣]

”پھر (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟“

نیز فرمایا:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾ [الرحمٰن: ۳۳]

''اے گروہ جن و انس! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ، قوت اور غلبے کے بغیر تو تم نکل ہی نہیں سکتے۔''

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کے لیے بھی مسخر کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ﴾ [صٓ: ۳۶۔۳۸]

''چنانچہ ہم نے ہوا اس کے تابع کر دی تھی، وہ اس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی جہاں کا وہ ارادہ کرتا تھا اور شیاطین کو (بھی تابع کر دیا) ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کو اور دوسروں کو (جو) زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔''

علاوہ ازیں فرمایا:

﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ﴾ [سبا: ۱۲]

''اور بعض جن جو اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام

کرتے تھے اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے سرکشی کرتا تو ہم اسے خوب بھڑکتی آگ کا عذاب چکھاتے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ [الأنبياء: ٨٢]

''اور کئی شیطان بھی جو اس کے لیے (سمندر میں) غوطہ لگاتے اور اس کے علاوہ بھی کئی کام کرتے تھے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۤءُ اُولٰۤىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الأحقاف: ٢٩-٣٢]

''اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا، جب کہ وہ قرآن سنتے تھے، پھر جب وہ اس (کی تلاوت سننے) کو حاضر ہوئے تو کہا خاموش رہو، چنانچہ جب (تلاوت) ختم ہوگئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر پھرے، انھوں نے کہا: اے ہماری

قوم! بے شک ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، وہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں، وہ حق کی طرف اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے داعی کی بات کو قبول کرلو اور اس پر ایمان لے آؤ، وہ تمھارے لیے تمھارے گناہ بخش دے گا اور وہ تمھیں نہایت درد ناک عذاب سے پناہ دے گا اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات قبول نہیں کرے گا تو وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[الأنعام: ۱۲۸، ۱۲۹]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا:) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا: آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے،

تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر ان کاموں کی وجہ سے مسلط کر دیتے ہیں جو وہ کرتے رہے۔"

اسی طرح سورۃ الجن کی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کو بھی اللہ نے مکلّف ٹھہرایا اور وہ بھی سزا اور جزا کے حق دار ہوں گے، پس جنوں کا انسان کو اذیت پہنچانا تعجب خیز بات نہیں، بالخصوص جب وہ کسی حیوان کی شکل ڈھال کر سامنے آئے، جیسے سوال میں مذکور حدیث میں ہے اور جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گذشتہ رات ایک جن مجھ پر کود پڑا، تاکہ وہ میری نماز توڑ دے، لیکن اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا، پھر میں نے اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھنا چاہا، تاکہ تم صبح کے وقت اسے دیکھ سکو، لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آ گیا:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ [ص: ٣٥]

"اس نے کہا اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ وہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن اور انس میں سے ہر ایک یا مومن ہے یا کافر، پاک ہے یا ناپاک، دوسروں کے لیے نفع بخش ہے یا ضرر رساں، لیکن یہ سب معاملات اللہ پاک کی مشیت اور اجازت ہی سے ہوتے ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ جنوں کے احوال اور ان کا عالَم بہ نسبت انسانوں کے غیبی ہے اور انسان کو ان کے متعلق قرآن اور سنت میں وارد معلومات سے آگاہی

ہو سکتی ہے۔ اس لیے کتاب وسنت سے ثابت شدہ چیز پر ایمان لانا لازم ہے۔ رہی بات اسے عجیب سمجھنے اور اس کے انکار کی تو یہ بہر حال ممنوع ہے اور بغیر علم کے کوئی چیز ثابت کرنا یا کسی چیز کی نفی کرنا بھی ممنوع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [بني اسرائيل: ٣٦]

”اور جس بات کا آپ کو علم ہی نہیں اس کے پیچھے نہ لگیں، بے شک کان، آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک کی بابت سوال کیا جائے گا۔“

جنات کا چھونا اور اس کا علاج

زوجین کے باہمی تعلق میں رکاوٹ:

سوال کوئی مریض نیند سے بیدار ہونے پر معمول کے خلاف کلام کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں: اسے کوئی جن چھو گیا ہے۔ ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟ پھر وہ کسی حافظِ قرآن کے پاس جاتے ہیں، وہ اسے دم کرتا ہے تو مریض اپنی سابقہ حالت پر آ جاتا ہے۔ اسی طرح شادی کے موقع پر مخصوص قراءت کے ذریعے دلہا پر دم کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دخول کی طاقت سے محجوب ہو جاتا ہے، کیا ایسا کرنا صحیح ہے کہ نہیں؟

جواب پہلی بات یہ ہے کہ دیگر مخلوقات کی طرح جن بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، جن کا ذکر قرآن وسنت میں کئی مقامات پر وارد ہے اور وہ بھی مکلّف ہیں۔ ان میں سے ایمان دار جنت میں اور بے ایمان دوزخ میں ہوں گے۔ جن کا انسان کو چھونا فی الواقع امرِ معلوم ہے اور اس کے چھونے کے علاج کے لیے شرعی ادویات، یعنی دعا اور قرآن پاک کی تلاوت کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خاوند کو شبِ زفاف کے موقعے پر کوئی چیز پڑھ کر اس طرح کر دینا کہ وہ اپنی بیوی سے مجامعت نہ کر پائے، جادو کی ایک قسم ہے جو قطعی طور پر حرام ہے، اس کی حرمت قرآن وسنت سے ثابت ہے اور جادوگر کی حد قتل ہے۔

سوال بعض لوگوں پر جنات کا اثر ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس پر کسی سید یا

بزرگ کا سایہ ہے، جب کہ وہ کوئی جن ہوتا ہے اور کبھی کبھار وہ اسے خلافِ شرع امور، مثلاً ترکِ نماز، گرجا گھر جانے یا طاقت سے خارج چیزوں کو عمل میں لانے کا حکم دیتا ہے اور اگر وہ یہ کام نہ کرے تو اسے سزا دیتے ہیں۔ اس طرح کے معاملات سے چھٹکارا پانے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب جن کا انسان کو چھونا امر واقعی ہے اور جب جن مریض کو حرام کام کا حکم دے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مضبوطی سے تھامے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دینے میں جن کی مخالفت کرے۔ اگر ایسا کرنے پر جن اسے کوئی تکلیف پہنچائے تو وہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور قرآن پاک کی تلاوت، معوذات اور نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ کرے۔

شرعی اذکار میں سے سورۃ الفاتحہ کی قراءت ہے، نیز وہ سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکے، پھر انھیں حتی الامکان اپنے سارے بدن پر پھیرے۔ یہ عمل تین بار کرے۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی کئی سورتیں اور آیات شفا کی طلب اور جن و انس کے شر سے بچنے کا موثر ذریعہ ہیں۔ تفصیل کے لیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "الکلم الطیب" اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب "الوابل الصیب" اور امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب "الأذکار" کا مطالعہ کریں۔

کوئی شخص رات کے وقت گھر کے اندرونی حصے سے اپنے اوپر پتھر گرتے دیکھتا ہے، لیکن وہ کسی کو یہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا:

سوال ہمارے پاس ایک دیہاتی آیا، جس نے درج ذیل یہ سوال پیش کیا۔

وہ کہتا ہے کہ وہ اپنے ورثے میں ملنے والے ایک مکان میں کافی عرصے

سے رہائش پذیر ہے، لیکن گزشتہ رمضان کی دو تاریخ کو اسے یہ حادثہ پیش آیا کہ اسے رات کے وقت اچانک گھر کے اندرون اور بیرون سے پتھر پڑنے شروع ہو گئے اور جلتے چراغ بلاوجہ بجھنے لگے، لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ کام کرنے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ پھر یکا یک برتن بھی ٹوٹنے لگے، لیکن توڑنے والا کوئی محسوس نہ ہوا۔ چار دنوں تک یہ کیفیت رہی۔ اس مصیبت سے نجات پانے کے لیے میں نے مختلف حربے استعمال کیے۔ اپنے عزیزوں کے پاس گیا اور انھیں ہولناک واقعے کی خبر دی۔ وہ کہنے لگے کہ وہاں تمھارے کوئی دشمن ہوں گے، جو یہ کام کر رہے ہیں، لیکن جب میں انھیں اس چیز کے مشاہدے کے لیے لایا تو انھوں نے میرے وقوعے کی تصدیق کی۔ بہر حال پھر میں اہلِ خانہ کو لے کر گھر سے نکل گیا۔

درج بالا واقعے کے پیشِ نظر سوال یہ ہے کہ اس وقوعے کی حقیقت کیا ہے، اس کا علاج کیا ہے اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب یہ شیاطین کا ایک گروہ ہے جنھوں نے تجھے گھر سے نکالنے یا محض کھیل تماشے کی غرض سے تیرے ساتھ زیادتی پر مبنی یہ کارنامہ کیا یا پھر تو نے لاعلمی میں انھیں کوئی اذیت پہنچائی جس کا انھوں نے انتقام لیا۔ بہر حال اللہ کی پناہ طلب کریں اور اپنے گھر میں تلاوت قرآن کریں اور آیۃ الکرسی پڑھیں۔ جب آپ سونے لگیں تو تین بار "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" پڑھیں اور گھر میں داخل ہونے کی دعا "اللهم إني أسألك خير المولج و خير المخرج بسم الله و لجنا، بسم الله خرجنا، و علىٰ الله ربنا توكلنا" اور صبح و شام تین بار "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيئ في الأرض ولا في السماء و هو السميع العليم" پڑھیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اپنے گھر میں قرآن کی تلاوت کا اہتمام کریں اور نبی کریم ﷺ سے مروی اذکار ان کے اوقات پر ضرور کریں۔ جن کی تفصیل امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "الکلم الطیب" اور ابن قیم رحمہ اللہ کی "الوابل الصیب" اور امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب "الأذکار" سے دیکھ لیں۔

سوال ایک رات میرا بھائی، جس کی عمر پندرہ سال ہے، ایک وادی میں پیدل جا رہا تھا کہ اچانک اس نے سائے کی طرح اپنے ساتھ ایک جسم کو چلتے دیکھا اور وہ جسم اس کے ساتھ ایک کلومیٹر فاصلے تک چلتا گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر اس کے اعصاب میں شدت آ گئی اور وہ حواس باختہ ہو گیا۔ بھائی نے بتایا کہ ''وہ حیوان کبھی اس کے دائیں ہوتا تو کبھی بائیں ہو جاتا، کبھی پیچھے اور کبھی آگے۔ میں نے اللہ کا ذکر کرنا چاہا، لیکن نہ ہو سکا۔ اسے دور کرنا چاہا، لیکن ہمت نہ کر سکا، پھر وہ خود بخود غائب ہو گیا۔

پھر میرا بھائی گھر پہنچ گیا، لیکن دو ہفتوں تک اعصابی اضطراب میں مبتلا رہا، پھر اس کے بعد اسے دورہ پڑ گیا۔ میں اسے دمام کے ایک ہسپتال میں لے گیا، لیکن میرے کچھ دوست کہنے لگے کہ ''تمھارے بھائی کو جنون کی بیماری ہے، اس نے جن کو دیکھا ہے۔ ہسپتال میں اس کا علاج کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اسے کسی عربی طبیب کے پاس لے جاؤ۔'' پھر مجھے اطلاع ملی کہ دمام میں ایک شخص ہے جو امراضِ جنات کا علاج کرتا ہے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے علاج شروع کیا۔ بچے کو اپنے سامنے بٹھا کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھتا رہا، پھر آہستہ آواز میں کچھ کلمات پڑھے جنھیں ہم نہ سن پائے۔ پھر اس نے پانی کا پیالہ اپنے سامنے رکھا، اس پر سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد

آہستہ آواز میں کچھ کلمات پڑھے اور وہ پیالہ بچے کو پلا دیا۔ پھر اس نے بچے کو ایک گوند دیا اور کہا اسے ہمارے سامنے دھونی دو۔ یہ سارا معاملہ ہونے کے بعد ہم واپس آ گئے۔ جب ہم دوبارہ اس کے پاس گئے تو اس نے گذشتہ عمل ہی کو دہرایا، پھر کہنے لگا: تم میرے پاس ہفتہ وار چھے بار آنا۔ اس کے بعد ہم اس بچے کا نام اپنے پاس درج کریں گے اور دیکھیں گے کہ کیا اس کا علاج ہمارے پاس ہے کہ نہیں؟ علاوہ ازیں اس نے مجھے قائل کرنے کے لیے متعدد باتوں کا سہارا لیا۔

مزید برآں وہ کسی سے خود کسی قسم کے معاوضے کا سوال نہیں کرتا۔ کوئی اپنی خوشی سے خدمت کر دے تو قبول کرتا ہے۔ رہا ہمارے عقیدے کا معاملہ تو وہ یہ ہے کہ ہمارا اعتقاد اللہ تعالیٰ کی ذات پر پہاڑوں کی مانند مضبوط ہے اور ہمیں اس بات میں ذرا برابر بھی شک نہیں کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہمارا اس شخص کے پاس جانا اس نظریے سے ہرگز نہ تھا کہ وہ میرے بھائی کو شفایاب کرے گا، بلکہ اس وقت بھی اور ہر وقت ہمارا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو شفا دینے والا نہیں ہے۔

آپ سے گذارش ہے کہ آپ میری اس حوالے سے شرعی راہنمائی کریں۔ کیا ہم دوبارہ اس شخص کے پاس جائیں یا نہ جائیں؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس شخص کا مذکورہ طریقے سے لوگوں کا علاج کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب مذکورہ صورت حال سے واضح ہوتا ہے کہ تمھارے بھائی کو کسی جن نے چھوا ہے اور اس کا علاج شرعی دم سے ممکن ہے، یعنی سورۃ الفاتحہ، سورت اخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ ادعیہ اور اذکار، مثلاً: "أعيذك بكلمات الله التامة من كل

شيطان و هامة، و من كل عين لامة" اور "أذهب البأس رب الناس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاءً لا يغادر سقما" وغیرہ۔

اپنے بھائی کے علاج سے متعلقہ ادعیہ و اذکار معلوم کرنے کے لیے "الکم الطیب" امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی، "الوابل الصیب" حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی اور "الأذکار" امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کرو۔ میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے بھائی کے علاج کے لیے اس شخص اور اس کی مانند کسی دوسرے شخص کے پاس نہ جانا، اس لیے کہ اس نے اپنے طریقے میں جو پوشیدہ کلمات پڑھے اور پانی دم کر کے بچے کو پلایا وہ شیطانی تعویذات اور جنات سے مدد مانگنا تھا۔ ایسے شخص کا شمار ان کاہن لوگوں میں ہوتا ہے جن کے پاس جانے سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے اور شرعی دم اپنانے والا شخص کاہنوں کے پاس جانے سے مستغنی ہوتا ہے۔ اس کے ذکر کردہ تمام احوال اس کی کہانت اور جنات سے مدد لینے کی عکاسی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمھارے بھائی کو شفا عطا کرے اور ہمیں اور آپ کو حق پر ثابت قدم رکھے۔

سوال ایک مسلمان عورت ہے جس پر ایک جنی مسلط ہے۔ تمام حربے اختیار کرنے اور مارنے کے باوجود وہ اس سے دور ہونے کا نام نہیں لیتی۔ کیا ایسی صورت میں اسے جلانا درست ہے، تاکہ وہ اس عورت کی جان چھوڑ دے؟

جواب آگ سے جلانا بہر حال حرام ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو روا نہیں کہ وہ آگ سے عذاب دے۔

سوال میں ایک نابینا شخص ہوں اور ایک گھر میں رہائش پذیر ہوں۔ اس گھر میں ہر رات میرے پاس کچھ جن آتے اور مجھے دہشت زدہ کر دیتے تھے،

لیکن اب میں نے اپنے پاس قرآن مجید کا ایک نسخہ رکھ لیا ہے اور اسے ان کے سامنے کرتا ہوں تو وہ مجھ سے بھاگ جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تمھارا ایسا کرنا درست نہیں۔ اس حوالے سے میری رہنمائی فرمائیں؟

جواب آپ کے لیے مناسب بات یہی ہے کہ سوتے وقت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ آیۃ الکرسی، سورت اخلاص اور معوذات کی قراءت کریں اور صبح و شام تین تین بار ”أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق“ اور ”بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيئ في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم“ پڑھیں۔ ان شاء اللہ آپ جنات کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ رہی بات آپ کے مذکورہ طریقے سے قرآن مجید کے استعمال کی تو وہ درست نہیں، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی اہانت اور شیاطین کی رضا مندی لازم آتی ہے ...... ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے اور ہم سب کو شیاطین کے شر سے محفوظ رکھے۔

نفاس والی عورت اور مختون بچے کے پاس نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے لوہا رکھنا:

سوال جب کسی عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی ہے تو اس کے پاس چالیس دن تک لوہا رکھا جاتا ہے اور عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوہا ان کو جنات کے شر سے بچائے گا اور اللہ تعالیٰ کے بجائے یہ لوہا انھیں فائدہ پہنچائے گا۔ اہلِ خانہ سے میرا اس معاملے پر جھگڑا بھی ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کی نصیحت سے یہ معاملہ حل ہو جائے اور بشمول ہمارے کئی خاندانوں کو فائدہ پہنچے اور بالخصوص ان عورتوں کو جو لوہے کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھتی ہیں۔

مجھے ایسی جامع نصیحت کریں کہ میں اسے لوگوں کو دعوت دینے میں معاون بناؤں۔ ایسے ہی مختون بچے کے پاس بھی چالیس دن تک لوہا رکھا جاتا ہے، اس کی حقیقت واضح کریں اور جتنی جلدی ممکن ہو جواب ارسال کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب وہ شرکِ اکبر ہے جو دینِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ نفاس والی عورت اور مختون کے پاس فائدے کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے لوہا وغیرہ رکھنا اسی شرک کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [يونس: ١٠٧]

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ آپ کے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں ۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس (فضل) سے نوازتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ وہن کی وجہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پھینک دے، یہ تیرے وہن میں ہی اضافہ کرے گا اور اگر تو یہ پہنے ہوئے مر گیا تو تُو کبھی کامیاب نہ ہوگا۔''[1]

[1] الضعيفة (١٠٢٩)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

''جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس (کا کام) مکمل نہ کرے گا اور جس نے کوڑی لٹکائی، اللہ اسے محفوظ نہ رکھے گا۔''[1]

یہ دونوں مسند احمد کی روایات ہیں اور ایک روایت میں ہے:

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''[2]

---

[1] الضعيفة (١٢٦٦)

[2] مسند أحمد (١٥٦/٤) و رجاله ثقات.

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا جن کے بدنِ انسان میں دخول اور منکرین کے رد پر حق کو واضح کرنے والا ایک خط

الحمد للّٰہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ و علیٰ آلہ و أصحابہ و من اھتدی بھداہ.

حمد و صلات کے بعد عرض ہے کہ اسی سال شعبان المعظم کے مہینے میں اخبارات وغیرہ نے ریاض میں کسی مسلمان عورت کو لاحق ہونے والے ایک جن کے قبولِ اسلام کو نشر کیا، جس نے اپنے اسلام کا اظہار عبداللہ بن مشرف العمری (جو ریاض میں مقیم ہیں) کے پاس کیا۔ جب انھوں نے اس آفت میں مبتلا عورت پر دم کیا اور جن کو مخاطب کرتے ہوئے اسے وعظ و نصیحت کی اور اسے بتایا کہ ظلم کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، پھر اسے اسلام کی دعوت دی اور اس عورت سے نکل جانے کو کہا تو اس جن پر عبداللہ کی دعوت موثر ٹھہری اور اس نے مسلمان ہونے کا اظہار کیا۔

پھر عبداللہ بن مشرف العمری اور عورت کے دیگر رفقا عورت کو میرے پاس لائے، تاکہ میں بھی اس جن کے قبولِ اسلام کو سن سکوں۔ پھر میں نے جن سے عورت کے بدن میں داخل ہونے کے اسباب پوچھے تو اس نے جواباً عورت

کی آواز میں اسباب بتائے، جب کہ وہ آواز مرد کی تھی۔ وہ عورت میرے پہلو میں ایک کرسی پر بیٹھی تھی اور اس کا بھائی اور بہن اور عبداللہ بن مشرف اور کچھ مشائخ اس چیز کا مشاہدہ کر رہے تھے اور جن کی باتیں سن رہے تھے۔ پھر جن نے بالتصریح اسلام قبول کیا۔ میں نے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کی اور عورت کے جسم سے نکل جانے اور اس پر ظلم نہ کرنے کی نصیحت کی۔ اس نے میری بات کو قبول کیا اور کہنے لگا کہ میں اسلام پر قائم رہوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ وہ اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دے۔ اس نے بھلائی کا وعدہ کیا اور عورت سے دور ہو گیا اور آخری بات السلام علیکم کہی۔ پھر عورت نے اپنے معمول کی باتیں شروع کر دیں اور اسے محسوس ہو گیا کہ وہ جن کی طرف سے پیش آمدہ مصیبت سے محفوظ اور سلامت ہو گئی ہے۔

ایک مہینا یا زائد گزرنے کے بعد وہ اپنے بہن بھائیوں اور خالہ کے ہمراہ میرے پاس آئی اور بتایا کہ الحمدللہ وہ اب خیر اور عافیت کے ساتھ ہے۔ جن اس کی طرف پھر نہیں آیا۔ میں نے اسے پوچھا کہ جب جن اس کے وجود میں تھا تو وہ کیا محسوس کرتی تھی؟ وہ کہنے لگی کہ اس دوران اسے شریعت کے مخالف ردی قسم کے خیالات آتے تھے اور جن کے دین کی طرف میلان ہوتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے دور کیا تو یہ فاسد خیالات بھی دور ہو گئے۔

فضیلۃ الشیخ علی الطنطاوی کے متعلق مجھے خبر ملی کہ وہ اس طرح کے واقعات کو دجل اور جھوٹ سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''ممکن ہے یہ باتیں کسی عورت پر تھوپ دی گئی ہوں، جب کہ اس نے یہ باتیں نہ کی ہوں۔'' پھر میں نے وہ کیسٹ طلب کی جس میں ان کا بیان ریکارڈ کیا گیا، لیکن مجھے یہ

جان کر تعجب ہوا کہ وہ اسے بناوٹی کلام سے تعبیر کر رہے ہیں، جب کہ میں نے خود اس جن سے متعدد سوال کیے اور اس نے مجھے جواب بھی دیے۔ شیخ کے بیان میں ایک بات یہ تھی کہ کسی جن کا انسان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا اس آیت کے خلاف ہے:

﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي﴾ [ص: ٣٥]

''اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ وہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔''

ان کے اس دعوے کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ کسی جن کا انسان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر جنوں کے ایک جمِ غفیر نے اسلام قبول کیا۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''بلاشبہ شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر سختی کی، تاکہ میری نماز کاٹ دے، لیکن اللہ نے اسے میرے قابو میں کر دیا۔ میں نے اسے خوفزدہ کر دیا، پھر میں نے اسے ایک ستون کے ساتھ باندھنا چاہا، تاکہ تم صبح کے وقت اسے دیکھ لو، لیکن مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی بات یاد آ گئی:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي﴾ [ص: ٣٥]

''اس نے کہا اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ وہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔''

پھر اللہ نے اسے ناکام لوٹا دیا۔''

یہ صحیح بخاری کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم میں ہے:

''گذشتہ رات ایک سرکش جن مجھ پر آ دھمکا، تاکہ میری نماز کاٹ دے، لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دیا، میں نے اسے خوفزدہ کر دیا، پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، تاکہ تم سب صبح کے وقت اسے دیکھ لو، پھر مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آ گیا: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ پھر اللہ نے اسے ناکام لوٹا دیا۔''

سنن نسائی میں بخاری کی شرط پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا اور گرا کر اس کا گلا گھونٹا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی اور اگر سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو لوگ اسے بندھا ہوا دیکھتے۔''

احمد و ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''میں نے اپنے ہاتھ کو دبایا اور مسلسل اس کا گلا گھونٹتا رہا، یہاں تک کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان محسوس کی۔''

امام بخاری نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکات کی حفاظت پر میری ڈیوٹی لگائی، میرے پاس ایک آنے والا آیا اور غلے سے بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔'' اس نے کہا: ''میں محتاج ہوں اور میرے بیوی بچے

بھی ہیں اور سخت ضرورت مند ہوں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''ابو ہریرہ! تیرے رات کے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے سخت ضرورت مندی کی شکایت کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ آئے گا۔'' مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ پھر میں اس کی تاک میں رہا، یہاں تک کہ وہ آیا اور غلے سے بوری بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں ضرور تجھے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کروں گا۔'' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں اہل و عیال والا سخت ضرورت مند ہوں، اب دوبارہ نہیں آؤں گا۔'' مجھے پھر اس پر ترس آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تیرے رات کے قیدی کا کیا بنا؟'' میں پھر نے گذشتہ بات دہرائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔'' میں تیسری دفعہ اس کی تاک میں بیٹھا۔ وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑا اور کہا: ''اب میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، یہ تیسری بار ہے اور ہر دفعہ تو کہتا ہے کہ واپس نہ آؤں گا، مگر پھر آ جاتا ہے۔'' اس نے کہا: ''مجھے چھوڑ دے میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ دے گا۔'' میں نے کہا: ''وہ کیا ہیں؟'' اس نے کہا: ''جب تو اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی

پڑھ، لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔" میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا۔ میں نے عرض کی: "اللہ کے رسول ﷺ! اس نے کہا کہ میں تجھے کچھ کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے فائدہ دے گا اور اس سے ہونے والی ساری گفتگو سنائی تو آپ ﷺ فرمانے لگے: "وہ خود تو جھوٹا تھا، لیکن اس نے بات سچی کی ہے۔ ابوہریرہ! جانتے ہو گذشتہ تین راتیں تم سے ہم کلام ہونے والا کون تھا؟" میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ شیطان تھا۔"[1]

صحیح بخاری ومسلم میں ہے، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بلاشبہ شیطان ابن آدم کے بدن میں خون کی مانند چلتا ہے۔"[2]

مسند احمد میں صحیح سند سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! شیطان میری نماز اور میری قراءت میں خلل ڈالتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں، جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور اپنی بائیں جانب تھوکو اور یہ عمل تین بار کرو۔"[3]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۳۱۱)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۰۳۸) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۷۴)

[3] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۰۳)

کہتے ہیں کہ میں نے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

نیز صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ہر انسان کے ساتھ اس کا ساتھی فرشتوں سے اور ایک شیطانوں سے ہوتا ہے، خود نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا اور آپ ﷺ کو صرف بھلائی ہی کا حکم کرتا تھا۔"[1]

کتاب و سنت اور اجماعِ امت کی اس امر پر واضح دلالت ہے کہ جن بدنِ انسانی میں داخل ہوتا اور اسے گراتا، پچھاڑتا ہے۔ اہلِ علم کی طرف اس امر کی مخالفت منسوب کرنا، اہلِ سنت والجماعت کے مخالفین، اہلِ بدعت کی تقلید ہے۔

فاللہ المستعان، ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ.

یہ مراسلہ علی الطنطاوی کی طرف 6/11/1408ھ کو ارسال کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ کے متعلق بعض مفسرین کی تفاسیر:

امام ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ٢٧٥]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔"

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس میں ان لوگوں کا بیان ہے جنھیں شیطان

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٨١٤)

خرابی میں مبتلا کرتا اور لمس کے ذریعے انھیں پچھاڑتا اور گلے گھونٹتا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ مذکورہ آیت ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جنون ہے اور کوئی شخص مجنون ہو تو اس پر لفظ ممسوس بولا جاتا ہے۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا فرمانا ہے کہ مذکورہ آیت ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ سود خور قیامت کے روز مجنون ہو کر اٹھے گا اور اس کا گلا گھٹ رہا ہو گا۔ اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ عوف بن مالک، سعید بن جبیر، سدی، ربیع بن انس، قتادہ اور مقاتل بن حیان وغیرہ سے بھی اس کی مثل منقول ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ جن انسان کو پچھاڑ نہیں سکتے اور پیش آمدہ کیفیات طبعی امور سے متعلق ہیں اور یہ کہ شیطان بدنِ انسانی میں چل نہیں سکتا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''إیضاح الدلالة في عموم الرسالة للثقلین'' کی جلد نمبر 19 کے صفحہ نمبر 9 تا 65 میں مفصل کلام کرنے کے بعد فرمایا کہ اسی وجہ سے معتزلہ کی ایک جماعت نے مصروع کے بدن میں دخولِ جن کا انکار کیا ہے، جب کہ وہ جنوں کے وجود کے انکاری نہیں، کیوں کہ اول الذکر چیز کا ظہور آخر الذکر کے منقول از رسول احادیث میں ظہور جیسا نہیں ہے، البتہ الاشعری نے مقالات اہلِ سنت والجماعت میں ذکر کیا ہے کہ وہ جن کے بدنِ مصروع میں دخول کے قائل ہیں، جیسے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔''

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے کہا: کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ جن بدنِ انسانی میں داخل نہیں ہو سکتے تو انھوں نے کہا بیٹے! ایسے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ جن تو انسانی زبان سے بول بھی سکتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاوی کی جلد 42 صفحہ 276 تا 277 میں فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن کا وجود کتاب اللہ، سنتِ رسول اور امت کے اسلاف سے بالاتفاق ثابت ہے اور ایسے ہی جن کے بدنِ انسانی میں دخول پر اہلِ سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔''

اور صحیح حدیث میں ہے:

''شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو اپنے بیٹے سے کہا کہ جن انسان کی زبان سے باتیں بھی کرتا ہے، یہ معاملہ بڑا مشہور و معروف ہے۔ جن انسانی زبان سے وہ باتیں بھی کرتا ہے جن کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور مصروع کے بدن پر پڑنے

والی مار اگر اونٹ کو ماری جائے تو موثر ٹھہرے، لیکن اسے محسوس تک نہیں ہوتی اور کبھی مصروع شخص دوسروں کو گھسیٹنے لگ جاتا ہے، کبھی ساز و سامان کو اِدھر اُدھر کرنے لگتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ معاملات ہیں جن کا ایک انسان مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ ان امور کا محرک انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے۔ ائمہ دین میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو دخولِ جن در بدنِ انسان کا منکر ہو اور جس نے اس کا انکار کیا اور دعویٰ کیا کہ شریعت اس کی تردید کرتی ہے اس نے شرع پر جھوٹ بولا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "زاد المعاد في هدى خير العباد" (جلد 4، صفحہ 69 - 66) میں جو بات لکھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''پچھاڑنا دو طرح کا ہوتا ہے، ایک زمین کی ناپاک ارواح کی طرف سے اور دوسرا ردی اشیا کے استعمال سے۔ دوسری قسم وہ ہے جن کے اسباب ڈاکٹر ڈھونڈتے اور علاج کرتے ہیں۔ رہا ناپاک ارواح کا پچھاڑنا تو ائمہ اور عقلا اس کے معترف ہیں اور وہ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان شریر اور ناپاک ارواح کے اثرات کو پاکیزہ اور بلند درجہ رکھنے والی ارواح کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے۔ بقراط نے اپنی ایک کتاب میں اس امر کی صراحت بھی کی ہے اور اس نے پچھاڑنے کا کچھ علاج بھی ذکر کیا ہے۔

رہا جاہل اور کم عقل طبیب لوگوں کا نظریہ کہ ''ارواح کا پچھاڑنا اور ان کا بدنِ انسانی پر اثر انداز ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔'' یہ ان کی جہالت اور کم عقلی کی واضح دلیل ہے۔ حس اور مشاہدہ ایسے لوگوں کی واضح مخالفت کرتا ہے اور بعض زندیق طبیبوں کا کہنا ہے کہ پچھاڑنا صرف اخلاط سے ہی ہوتا ہے، جو شخص ان

ارواح کے اثرات سے واقف ہو، اسے ان کی کم عقلی اور جہالت پر ہنسی آتی ہے۔

ناپاک ارواح کی جانب سے پچھاڑنے کے معاملے کا علاج دو امور سے ہوتا ہے: ایک امر کا تعلق مصروع سے ہے اور دوسرے کا معالج سے ہے۔ مصروع کا کام یہ ہے کہ وہ ہمت نہ ہارے اور ان ارواح کو پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو اور صدقِ دل سے اللہ کی پناہ مانگے، یہ ایک جنگی صورت ہے اور جنگ جو کے مدِ مقابل پر غلبے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں: ایک اس کے اسلحے کا عمدہ ہونا اور دوسری قوتِ بازو۔ جب ان میں سے ایک بھی ناپید ہو تو مقصد کا حصول ناممکن ہے۔ جب مصروع کا دل توحید، توکل اور تقوی سے خالی ہوگا تو ہتھیار کیا کام کریں گے۔

معالج کے پاس ان دونوں چیزوں کا وجود ضروری ہے، حتی کہ بعض معالجین کا صرف اتنا کہنا ہی کافی ہوتا ہے کہ ''اس سے نکل جا۔'' یا ''بسم اللّٰہ'' کہہ دینا یا ''لاحول ولا قوة إلا باللّٰہ'' کہہ دینا۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی کہا تھا:

((أُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ))[1]

''اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔''

میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے شیخ کو دیکھا کہ انھوں نے ایک مصروع کی طرف ایک آدمی کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اسے مخاطب کر کے کہے: شیخ نے تجھے کہا ہے کہ ''تو اس سے نکل جا، یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔'' اتنا کہنے سے مصروع کو افاقہ ہوگیا اور ہم نے کئی بار اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ لوگوں پر ان ناپاک ارواح کا تسلط عموماً ان کے دین اور اعمال میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب آدمی شرعی اسلحے سے غیر مسلح ہو تو ایسی حالت میں ارواحِ خبیثہ اس پر حملہ آور

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥٤٨)

ہوتی ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا کلام مکمل ہوا۔

ہمارے ذکر کردہ شرعی دلائل اور اہلِ سنت و الجماعت کے علما کے اجماع سے واضح ہو گیا کہ جن کا بدنِ انسان میں دخول ممکن ہے۔ اس کے منکرین کا نظریہ باطل ہے۔ شیخ علی الطنطاوی رحمہ اللہ مغالطے کا شکار ہو گئے ہیں اور امید واثق ہے کہ وہ ہمارے مکتوب کو پڑھنے کے بعد اپنے موقف سے رجوع کر لیں گے، نیز پیش کردہ ان دلائل سے ڈاکٹر محمد عرفان کے نظریے کی بھی تردید ہو گئی جن کا کہنا ہے کہ جنون، قاموسِ طبی سے چرایا گیا لفظ ہے اور دخولِ جن در بدنِ انسان اور اس کا انسانی زبان سے کلام کرنا سو فی صد غلط ہے، جب کہ ان کا یہ نظریہ امورِ شرعیہ میں کم علمی کی بنا پر ہے۔ صدق و امانت اور بصیرت میں معروف علمائے اہلِ سنت و الجماعت ان کے جہالت پر مبنی نظریے کی تردید کرتے ہیں، جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے تمام اہلِ علم سے نقل کیا اور ابو الحسن اشعری نے اہلِ سنت والجماعت سے اور علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ شبلی حنفی (متوفی 799ھ) نے اپنی کتاب "آكام المرجان في غرائب الأخبار و أحكام الجان" کے باب نمبر 51 میں ذکر کیا ہے۔

اب قارئین سے التماس ہے کہ وہ ہمارے ذکر کردہ حقائق کو مضبوطی سے تھام لیں اور جاہل طبیبوں اور علم و بصیرت سے محروم لوگوں کے دھوکے میں نہ آئیں، جن کا کام محض جاہلوں اور معتزلہ سے تعلق رکھنے والے بدعتی لوگوں کی تقلید ہے۔ واللہ المستعان.

تنبیہ:

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث اور اسلاف کے اقوال سے ثابت

کیا ہے کہ جنات کو خطاب کرنا، انھیں وعظ و نصیحت کرنا اور اسلام کی دعوت دینا اور ان کا اسلام کو قبول کر لینا، یہ سلیمان علیہ السلام کے اس قول کے مخالف نہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ صٓ میں نقل کیا ہے:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ [صٓ: ۳۵]

”اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ وہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔“

اسی طرح اسے نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور جب وہ نکلنے سے انکار کرے تو اسے مارنا، آیت میں مذکور دعا کے منافی نہیں ہے، بلکہ یہ چیز حملہ آور کے حملے کو روکنے، مظلوم کی مدد کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قبیل سے ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں نے شیطان کو اپنے ہاتھ سے دبایا، یہاں تک کہ اس کا لعاب اپنے ہاتھ پر محسوس کیا اور فرمایا کہ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوا ہوتا اور لوگ اس کا نظارہ کرتے۔“

نیز صحیح مسلم میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بلاشبہہ اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک انگارہ لایا، تاکہ اسے میرے چہرے پر پھینکے تو میں نے تین بار کہا: ”أعوذ باللّٰه منك“۔ پھر میں نے تین بار ”ألعنك بلعنة اللّٰه“ کہا، لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا، پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا، اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوا ہوتا اور اہلِ مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔“

اس مفہوم کی متعدد احادیث ہیں جنھیں طوالت کے ڈر سے چھوڑ دیا گیا۔

یہ اہلِ علم کی بات ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے ذکر کردہ دلائل طالبِ حق کے لیے کافی ہوں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات کے ساتھ دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہمیں اس پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اقوال و افعال میں حق کی پہچان اور عمل کی توفیق دے اور ہم سب کو لاعلمی میں حق کی تردید کرنے سے محفوظ رکھے۔ آمین

وصلی اللّٰه علیٰ عبده و رسوله نبينا محمد و علیٰ آله و أصحابه و أتباعه بإحسان.

روحوں کو حاضر کرنے والے شخص کا حکم

مقالہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ

الحمد لله والصلاة والسلام علىٰ رسول الله وعلىٰ آله وأصحابه و من اهتدىٰ بهداه، أما بعد:

لوگوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جسے ارواح کو حاضر کرنے کے ماہرین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنی کاریگری سے مُردوں کی ارواح کو بھی حاضر کر سکتے ہیں اور مردوں کو پیش آنے والے احوال، یعنی نعمت اور عذاب کے متعلق ان سے پوچھ بھی سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اس موضوع پر کافی غور کیا تو مجھ پر واضح ہوا کہ یہ باطل علم ہے اور یہ شیطان کی شعبدہ بازی ہے جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کے عقائد اور اخلاق پر ڈاکا زنی کرتا ہے۔ بنا بریں میں نے امت کی خیر خواہی اور حق کو واضح کرنے اور تلبیسِ ابلیس کو آشکار کرنے کی غرض سے کچھ گذارشات لکھنے کا ارادہ کیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ دیگر مسائل کی طرح ہے جنھیں کتاب وسنت پر پیش کرنا ضروری ہے۔ کتاب وسنت سے جس کا ثبوت ملے ہم اسے راجح کریں اور جس کی تردید کتاب وسنت سے ہو ہم اس کی نفی کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي

الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ [النساء: ٥٩]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں، پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔"

روح کا مسئلہ ان غیبی امور سے ہے جن کا علم اور حقیقت کی پہچان صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ کسی شرعی دلیل کے بغیر ان میں غور وخوض درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: ٢٦، ٢٧]

"(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔"

سورت نمل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [بني اسرائيل: ٨٥]

''اور وہ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہیے: روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔''

اس میں مذکور روح سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ روح ہے جو بدنوں میں ہوتی ہے۔ اس قول کے مطابق آیت مذکورہ اس امر کی دلیل ہے کہ روح اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے ایک امر ہے جس کے متعلق لوگ کچھ نہیں جانتے، مگر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے، اس لیے کہ یہ مخلوق سے محجوب ان امور میں سے ایک امر ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ارواح بدنوں کے مُردہ ہو جانے کے بعد باقی رہتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ [الزمر: ٤٢]

''اللہ ہی موت کے وقت جانیں قبض کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہوتی، اسے اس کی نیند میں (قبض کرتا ہے) پھر وہ اس (روح)

کو روک لیتا ہے جس پر اس نے موت کا فیصلہ کر دیا ہو اور دوسری کو ایک مقرر وقت تک (واپس) بھیج دیتا ہے۔"

اور ثابت شدہ بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چودہ بڑے بڑے آدمیوں کے بارے میں حکم دیا اور انھیں بدر کے ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ جب کسی قوم پر حملہ آور ہوتے تو میدانِ جنگ میں تین دن ٹھہرتے تھے۔ بدر میں جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ کے لیے سواری تیار کی گئی، پھر آپ ﷺ وہاں سے پیدل چل پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑے۔ صحابہ کہتے ہیں: ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کو کوئی کام پڑ گیا ہے، لیکن آپ اسی کنویں کے کنارے آ کر کھڑے ہوئے اور صنادیدِ قریش کو ان کے ناموں سے مع ولدیت پکارنے لگے اور کہنے لگے:

"اے فلاں بن فلاں! کیا تمھیں اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے؟ ہمارے رب نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا ہے ہم نے اسے سچا پایا۔ کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو بھی سچا پایا ہے؟"

عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر بولے: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں موجود نہیں؟" تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اب جو بات میں نے انھیں کہی ہے وہ اسے تم سے زیادہ سن رہے ہیں، لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔"[1]

علاوہ ازیں نبی ﷺ سے یہ بات بھی منقول ہے:

"مردہ الوداع کرنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے، جب وہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٩٨٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٨٣)

اسے دفنا کر واپس پلٹتے ہیں۔''[1]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ [الزمر: ٤٥]

''اللہ ہی موت کے وقت جانیں قبض کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہوتی، اسے اس کی نیند میں (قبض کرتا ہے) پھر وہ اس (روح) کو روک لیتا ہے جس پر اس نے موت کا فیصلہ کر دیا ہو، اور دوسری کو ایک مقرر وقت تک (واپس) بھیج دیتا ہے۔''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زندوں اور مُردوں کی ارواح خواب میں ایک دوسرے سے ملتی ہیں، پھر وہ آپس میں سوال کرتے ہیں۔ پھر اللہ مردوں کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے اجسام کی طرف لوٹا دیتا ہے۔

پھر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زندوں اور مردوں کی روحوں کے ملنے پر دلالت کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے کہ زندہ مردے کو خواب میں دیکھتا ہے اور اس سے کوئی بات پوچھتا ہے اور کبھی کبھار مردہ اسے وہ بات بھی بتا دیتا ہے جس کا زندہ کو علم نہیں ہوتا اور فی الواقع وہ خبر سچی بھی ہوتی ہے۔

پس اسلاف کا موقف یہ ہے کہ مردوں کی روحیں جب تک اللہ چاہے باقی رہتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ چاہے سنتی ہیں، لیکن خواب کے علاوہ ان کا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٣٣٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٨٠)

زندوں سے ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں۔ روحوں کو حاضر کرنے والوں کا دعوی کہ ''وہ مردوں کی ارواح کو جب چاہیں حاضر کر لیں اور ان سے بات چیت کر کے حال احوال پوچھ لیں۔'' اندھیرے کو روشنی کہنے کے مترادف ہے۔ نقل اور عقل اس کی تائید نہیں کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان ارواح کو جاننے والا، ان میں تصرف کرنے والا اور ان کو جب چاہے ان کے جسموں میں لوٹانے والا ہے۔ وہ اپنی ملکیت میں اکیلا متصرف ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔

تحضیرِ ارواح کا دعوے دار اس چیز کا دعوی کر رہا ہے جس کا اسے علم نہیں اور وہ لوگوں میں جھوٹ کی اشاعت کر رہا ہے، اس کا مقصد یا تو مال کمانا ہے یا پھر لوگوں کے عقائد پر ڈاکا زنی کر کے ان میں بگاڑ پیدا کرنا ہے۔

تحضیرِ ارواح کے دعوے دار، یہ دجال لوگ حقیقت میں شیاطین کی ارواح کو حاضر کرتے ہیں، جن کو انھوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے اور ان کے مطالبات کو یہ پورا کرتے ہیں۔ جواب میں وہ شیطان جھوٹ کو ڈھال بنا کر ان کے لیے رزقِ حرام کا دروازہ کھولتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ﴾ [الأنعام: ١١٢، ١١٣]

''اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین، ہر نبی

کے دشمن بنائے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے کان میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتا رہتا ہے، تاکہ اسے دھوکے میں رکھے اور (اے نبی!) اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ چنانچہ آپ ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ جھوٹ گھڑ رہے ہیں، اس کو رہنے دیجیے اور تاکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل اس جھوٹ کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اس (جھوٹ) کو پسند کرتے رہیں اور وہ جو (برے کام) کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ [الأنعام: ۱۲۸]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا:) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے، بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔''

علمائے تفسیر نے یہ بات بیان کی ہے کہ جنوں کے انسانوں سے فائدہ

اٹھانے کا مطلب انسان کا ان کی عبادت کرنا، ان کے نام پر ذبح کرنا، نذر ماننا اور ان سے دعا کرنا ہے اور انسان کا جن سے فائدہ اٹھانے کا مطلب جن کا انسانی ضرورتوں کو پورا کرنا اور انسان کی پہنچ سے دوران غیبی امور کی اطلاع دینا جن پر جن کبھی کبھار اطلاع پا لیتا ہے یا پھر کوئی ایک بات چوری کر لی اور باقی میں جھوٹ بول دیا اور عموماً ایسے ہی ہوتا ہے۔ اگر بالفرض ہم تسلیم بھی کرلیں کہ یہ انسان اپنے اس عمل میں شیطانی ارواح کی عبادت کر کے ان کا قرب حاصل نہیں کرتا، پھر بھی ان کے ساتھ مشغلے کا جواز نہیں بنتا، کیوں کہ شیاطین، عراف، کاہن اور نجومی لوگوں سے سوال کرنا ہی شرعاً ممنوع ہے اور ان کی بتائی ہوئی خبر کی تصدیق اس سے بڑھ کر حرام اور کبیرہ گناہ ہے، بلکہ وہ تو کفر کی ایک شاخ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

> ”جو شخص کسی عامل یا عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے سوال کیا، اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔“

مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ”جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔“

اس مفہوم کی متعدد احادیث ہیں اور وہ ارواح جنھیں یہ لوگ حاضر کرتے ہیں، ان کی حاضری نبی کریم ﷺ کے منع کردہ امور میں شامل ہے، کیوں کہ کاہن اور عراف بھی اسی طرح کی ارواح کو حاضر کرتے ہیں، لہٰذا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ان سے سوال کرنا، ان کو حاضر کرنا اور ان کی تصدیق کرنا سبھی چیزیں منکر اور حرام ہیں اور ان ارواح سے منقول چیزیں غیب کی طرف منسوب

ہوتی ہیں، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[نمل: ٦٤]

”کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔“

کبھی کبھار وہ ارواح ان شیاطین ہی کی ہوتی ہیں جو مردوں کے ساتھ ان کی زندگی میں مصروف عمل رہے اور ان کے مرنے کے بعد اپنے حواریوں کے سامنے ان کی روحوں کا روپ دھار لیا اور انھیں اپنی عبادت میں لگا کر ان کی آخرت برباد کر دی اور کبھی نہ معاف ہونے والے شرک کا مرتکب بنا دیا۔

نعوذ باللّٰه من ذلك.

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا مقالہ جو 1395ھ کو نشر کیا گیا

سعودی دار الافتاء کی طرف سے مقناطیسی تنویم، جو تحضیرِ ارواح کی ایک قسم ہے، کے بارے میں ایک فتوی جاری ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے:

مقناطیسی تنویم کہانت کی ایک قسم ہے جس میں کسی جن سے مدد لی جاتی ہے جسے کاہن یا عامل مریض پر مسلط کرتا ہے اور وہ مریض پر نیند کی کیفیت پیدا کر کے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے۔ اس طرح سے عامل اپنے مطلوبہ مقصد میں بظاہر کامیاب ہو جاتا ہے۔ جن عامل کی مدد کر کے اس سے تعاون کرتا ہے اور بدلے میں اپنے مفاد کے حصول کے لیے عامل کو استعمال کرتا ہے۔ مقناطیسی تنویم کو مریض کے علاج، گم شدہ چیز کے حصول، چور پکڑنے اور دیگر کسی کام کے لیے عمل میں لانا ناجائز ہے، بلکہ شرک ہے، کیوں کہ اس میں مافوق الاسباب التجا و دعا ہوتی ہے جسے مخلوق کے عرض گزار کرنا جرم ہے۔

اس باطل طریقے کی حقیقت کا انکشاف ڈاکٹر محمد حسین نے اپنی کتاب "الروحية الحديثة حقيقتها وأهدافها" میں کیا جو بذاتِ خود کافی عرصہ یہ کام کرتے رہے، پھر اللہ نے انھیں حق کی ہدایت دی تو انھوں نے اس کام کا پول کھولا۔ ان کے مطابق اس عمل میں خرافات اور دجل کے سوا کچھ نہیں۔ انھوں نے لکھا کہ تحضیرِ ارواح میں مشغول لوگ مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ابتداءً یہ کام کرنے والے ایک چھوٹا گلاس یا پیالہ لیتے ہیں جس سے میز وغیرہ پر

کچھ حروف لکھے دکھائی دیتے ہیں جو ان کے گمان کے مطابق حاضر کی ہوئی ارواح کا جواب ہوتا ہے۔ کچھ اس کام کے لیے ڈبیا کا استعمال کرتے ہیں جس کی ایک جانب قلم رکھ دیا جاتا ہے جو سائلین کے سوالوں کا جواب لکھتا ہے اور بعض مقناطیسی تنویم کے ذریعے جن کے واسطے سے کام کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے ذکر کیا کہ تسخیرِ ارواح کے دعوے دار کے عمل میں شک ضرور پڑنے لگتا ہے، لیکن اس خطرے کو ٹالنے کے لیے وہ میڈیا کا سہارا لیتے ہیں۔ اخبارات ورسائل اور دیگر آلات ان کی تشہیر میں بڑی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔ ایمان باللہ اور دعوتِ دین کے حوالے سے انھوں نے کبھی تیزی نہیں دکھائی۔

مزید انھوں نے بتایا کہ یہ فرعونی دعوت کے احیا میں مگن ہیں اور انھوں نے سب پر غالب ہستی اللہ تعالیٰ کو بھلا کر اپنے آپ کو بڑا گرداننے کی لاحاصل سعی کی۔ اس بدعت کو رائج کرنے میں سید "أو لیفر لودج" سرِفہرست ہے، جس کا ایک بیٹا پہلی عالمی جنگ کی نذر ہو گیا تھا۔ اسی طرح أبو الخير أحمد فهمي مصر میں اس کی بنیاد رکھنے والا ہے، جس کا بیٹا 1938ء میں فوت ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر محمد حسین نے بیان کیا کہ وہ اس بدعت کا ماہر تھا۔ اس نے پیالے اور میز کے طریقے سے اس کا آغاز کیا، لیکن اس پر اکتفا کرنا کافی نہ جانا، پھر اگلے مرحلے پر پہنچا اور تجسیدِ روح اور صوتِ مباشر کے دعوے کی حقیقت کا مشاہدہ کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کام میں میرے سمیت کوئی کامیاب نہ ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ تمام خیالات زبردستی دوسروں پر مسلط کیے جاتے تھے اور سچ سے کوسوں دور تھے۔ جب ان مفاسد کی تمام منزلیں عبور کر لیں اور حقیقت کا تصور تک نہ ہوا تو میں نے اس بدعت سے توبہ کر لی اور لوگوں پر اس کی حقیقت کا انکشاف کیا اور

کہا: دینِ اسلام سے منحرف ان لوگوں کا مشن یہ ہے کہ وہ لوگوں کے قلوب و اذہان سے ایمان اور عقیدہ توحید کو خارج کر کے انھیں توہم پرستی کی لعنت میں مشغول کر دیں۔ یہ لوگ انبیا و رسل سے باذن اللہ صادر ہونے والے معجزات کو بھی روحی مظاہر کی نظر سے دیکھتے ہیں، جیسے ان کے زعیم "أرثر فندلاي" نے اپنی کتاب "علیٰ حافة العالم الأثري" میں کہا: ''انبیا وساطت کے بلند درجے پر فائز ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں صادر ہونے والے معجزات تحضیرِ ارواح کے کمرے میں ظاہر ہونے والے ظواہر کی مانند ہیں۔''

ڈاکٹر محمد حسین کا کہنا ہے کہ جب تحضیرِ ارواح میں کوئی رکاوٹ بن جائے تو یہ لوگ کہتے ہیں: وسیط ناکام ہو گیا یا پھر وہ مشغول ہے یا کسی دوسری طرف مصروف ہے وغیرہ وغیرہ۔

ڈاکٹر صاحب کی آخری بات جو انھوں نے کہی وہ یہ ہے کہ ان کے باطل نظریات میں سے ایک نظریہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام ان کے ہم مجلس ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ

مذکورہ بحث سے واضح ہو گیا کہ مقناطیسی تنویم ایک ڈراما ہے اور اس کے دعوے دار جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ ان کا ارواح کو حاضر کرنا اور ان سے سوال جواب کرنا شیطانی عمل اور باطل شعبدہ بازی ہے اور یہ سب کام وہ ہیں جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس لیے تمام مسلم حکمرانوں سے التماس ہے کہ وہ اس جھوٹ کو روکیں، قاضی اس کے خلاف فیصلہ دیں اور اسے منطقی انجام تک پہنچائیں۔ اخبارات و رسائل اور میڈیا کے دیگر آلات پر لازم ہے کہ وہ اس کی تشہیر اور تائید و حمایت میں نہیں، بلکہ تردید و تکذیب پر زور دیں۔

والله يقول الحق وهو يهدي السبيل.

اللہ ہی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کی اصلاح فرمائے اور انھیں دینِ حق کی سمجھ عطا فرمائے۔

إنه ولي ذلك و القادر عليه وصلى الله علىٰ نبينا محمد.

مسئلہ تلبس الجن بالانس کی وضاحت وتکذیب

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبي بعدہ نبینا محمد، و علیٰ آلہ و صحبہ، أما بعد.

صحیفہ ''المسلمون'' کے 1416/8/3ھ کو نشر ہونے والے شمارے میں، میں نے علی بن مشرف العمری کی طرف بھیجے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات دیکھے، جن کا خلاصہ قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔

قرآن مجید تمام نفسانی اور بدنی امراض کی شفا نہیں۔ میرے شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور دیگر ساتھیوں کا یہی موقف ہے اور میں قرآن کے ذریعے سرطان کے علاج سے متفق ہوں۔

سوال کیا ابنِ آدم کے بدن میں جریانِ شیطان کا کوئی اعتبار ہے؟

جواب جی ہاں، کئی ایک نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حدیث میں وارد جریانِ شیطان غیر حسی ہے اور اس کا حسی ہونا ممسوس کے ساتھ خاص ہے۔

سوال پھر تو آپ اس امر پر مصر ہوں گے کہ جن کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی حالت میں انسان کے ساتھ ملتبس ہو؟

جواب جی ہاں، کبھی ممکن نہیں کہ جن انسان کے ساتھ ملتبس ہو۔

سوال پھر تو آپ کا اعتراض اس پر ہوا جو ایسے شخص کو دم کرتا ہے جس کے ساتھ کوئی جن ہو؟

جواب ہاں، میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور بعض افراد سے اس حوالے سے مناقشہ بھی کیا جس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ جن کا انسان سے التباس نہیں ہوسکتا۔ پھر میں نے فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ سے رجوع کیا اور ان کے سامنے اپنے مشاہدات اور نظریات پیش کیے تو انھوں نے میری بات شروع سے آخر تک سنی، پھر مجھے کہا: ''حق تیرے پاس ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ تو اس منہج کو بغیر کسی پروا کے اپنائے رکھے۔''

سوال ابن باز رحمہ اللہ نے واقعی آپ کو یہ بات کہی کہ تم حق پر ہو، یعنی جن کا انسان سے التباس نہیں ہوتا؟

جواب میری گفتگو تو ان سے اسی موضوع پر رہی۔ پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور رسائل میں درج کیا کہ ''انسان کے بدن سے جن نکالنے کا دعویٰ جھوٹ ہے۔'' شیخ رحمہ اللہ اس کا تعاقب کر سکتے تھے۔ اگر وہ میرے مخالف ہوتے تو ضرور اس امر کی تردید کرتے، لیکن ان کے برعکس جب میں نے ان سے اس کی توثیق کا مطالبہ کیا تو انھوں نے مجھے کہا: ''یہ تمام معلومات لکھ لو۔'' پھر میں اس موضوع میں لکھنا شروع ہوا۔

درج بالا خلاصہ ہے اس کا جو مذکورہ تاریخ کو علی سے صحیفہ مذکور نے ذکر کیا ہے۔ میں (ابن باز) کہتا ہوں کہ مذکورہ شخص علی نے اپنے مذہب کی تصحیح کے لیے جو باتیں میری طرف منسوب کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں۔ میری اس کے ساتھ ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ پہلے جب ملاقات ہوئی تھی تو میں نے اسے اس بارے میں مزید تحقیق کی نصیحت کی تھی اور اسے کہا تھا کہ وہ جن کے انسان کے ساتھ تلبس کا اعتراف کر لے، جیسے دیگر علما

کا اس پر اتفاق ہے۔ ابوالحسن الاشعری اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے تمام اہلِ علم سے نقل کیا ہے۔ میں نے علی کے سامنے یہ واضح کیا تھا کہ جن کے انسان کے ساتھ ملتبس ہونے کا ہر دعوی صحیح نہیں ہوتا، بلکہ کبھی درست اور کبھی غلط ہوتا ہے۔ اس لیے کہ انسان کو لاحق ہونے والی کئی امراض ایسی ہوتی ہیں جس سے اس کی عقل مفقود ہو جاتی ہے۔ پھر ادویات کے استعمال سے بعض شفا پا جاتے ہیں اور بعض فوت ہو جاتے ہیں اور کبھی عقل میں خلل انداز ہونے والے اسباب وساوس ہوتے ہیں جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ اس لیے اس معاملے کی تفصیل کی ضرورت ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اس کی وضاحت بھی کی ہے اور دلم کے ایک رہایشی کو عقل میں خلل کا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اس کے ماہر معالجین سے رابطہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفایاب ہو گیا۔ انتھیٰ

یہ ہے شیخ الاسلام ابن باز رحمہ اللہ کا کلام۔ فتاوی میں یہ بات ذکر کرنے کے بعد شیخ نے فرمایا: ''معتزلہ کا ایک فرقہ اس کا انکاری ہے۔ وہ جن کے وجود کے انکاری نہیں، البتہ مصروع کے بدن میں دخول کے انکاری ہیں۔ اشعری نے مقالاتِ اہلِ سنت والجماعت میں لکھا ہے کہ اہلِ سنت والجماعت جن کے بدنِ مصروع میں دخول پر متفق ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرۃ: ۲۷۵]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔''

عبداللہ بن امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اپنے باپ سے کہا کہ کچھ

لوگوں کا گمان ہے کہ جن انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوسکتا۔ انھوں نے کہا: میرے بیٹے! وہ جھوٹ بولتے ہیں، وہ تو اس کی زبان سے کلام بھی کر سکتا ہے۔

ابن باز رحمہ اللہ نے الفتاوی کی جلد 24 صفحہ 2886 میں فرمایا: ''جن کا وجود کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور امت کے اسلاف وائمہ سے بالاتفاق ثابت ہے۔ اسی طرح جن کا بدنِ انسان میں دخول ائمہ اہلِ سنت والجماعت سے بالاتفاق ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ٢٧٥]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھوکر بدحواس کر دیا ہو۔''

اور نبی ﷺ کی صحیح حدیث ہے:

''بلاشبہہ شیطان ابنِ آدم (کے بدن) میں خون کی طرح چلتا ہے۔''

مسلمان ائمہ میں کوئی امام بدنِ مصروع میں جن کے دخول کا انکاری نہیں، جس نے اس کا انکار کیا اور شریعت کے اس کی تردید کا دعوی کیا، بلاشبہہ اس نے شریعت پر جھوٹ باندھا۔ جب کہ شرعی ادلہ میں ہمارے موقف کے منافی کوئی چیز نہیں اور ہمارے ذکر کردہ دلائل سے علی کے دخولِ جن در بدنِ انسان کے انکار کا باطل ہونا واضح ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے اس دعوے میں کہ میں (ابن باز رحمہ اللہ) نے اس کی تصحیح کی ہے جھوٹا ہے، جب کہ میں نے کئی سال قبل دخولِ جن در بدنِ انسان کے انکار کی تردید کی ہے، جسے میں نے اپنی کتاب ''مجموع فتاوی و مقالات متنوعۃ'' کی جلد نمبر 3، صفحہ 299 تا 308 میں نشر کیا ہے۔

رہی علی کی یہ بات کہ "اگر وہ میرے مذہب کا انکار کرتے تو ضرور میری تردید کرتے۔" اس کا جواب یہ ہے کہ لازم نہیں کہ صحف میں نشر ہونے والی ہر خبر سے میں آگاہ رہوں۔ مجھے اس خبر کی مطلقاً اطلاع نہ ہوئی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہر رذیل عمل اور قول سے ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین)

نیز علی کا دعوی کہ قرآن کریم بعض امراضِ بدنیہ کے لیے شفا ہے اور بعض کے لیے نہیں، قول باطل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ [بني إسرائيل: ٨٢]

"اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو خسارے ہی میں زیادہ کرتا ہے۔"

اور سورۃ فصلت میں فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ [حمٓ السجدة: ٤٤]

"کہہ دیجیے وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے۔"

مذکورہ بالا دونوں آیات شفائے قلوب اور شفائے ابدان کو شامل ہیں، لیکن قرآن اور دیگر ادویات سے شفا کے حصول کی چند شرائط ہیں۔ جب شرائط پوری ہوں اور رکاوٹیں ختم ہوں تو باذن اللہ شفا حاصل ہوگی۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری تک پہنچ جائے تو باذن اللہ مریض شفا پا جاتا ہے۔"[1]

بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھیں نہ اسباب فائدہ دیتے ہیں اور نہ قرآن کریم

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٢٠٤)

کا دم۔ اس لیے کہ شرائط پوری نہیں ہوتیں اور نہ رکاوٹوں کی نفی ہوتی ہے۔ اگر ہر مریض ہی دم یا دوا کے ساتھ شفایاب ہو جاتا تو کبھی کسی (مریض) کو موت نہ آتی۔ اصل بات یہ ہے کہ شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جب وہ شفا دینا چاہے تو اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے اور جب وہ نہ چاہے تو اسباب کچھ فائدہ نہیں دیتے۔

خود نبی کریم ﷺ بھی جب آپ کو کوئی بیماری لاحق ہوتی تو سوتے وقت معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور سر، چہرے اور سینے سے شروع کر کے سارے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے، لیکن آپ ﷺ کی مرض الموت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سورتیں پڑھتیں اور آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پھونکتی تھیں، پھر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو آپ کے بدن پر پھیرتی تھیں، لیکن ایسا کرنے کے باوجود آپ ﷺ اس مرض سے شفا پائے بغیر فوت ہو گئے۔[1]

اس لیے کہ آپ ﷺ کا اس مرض سے شفا پانا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس مرض میں آپ ﷺ کا وفات پانا آپ ﷺ کے مقدر میں لکھ دیا تھا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"اگر کسی چیز میں شفا ہے تو وہ تین چیزوں میں ہے: سینگی لگوانے، شہد پینے اور داغنے میں، لیکن میں داغنے کو ناپسند کرتا ہوں۔"

لیکن کئی بار دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد ان طریقوں سے علاج کرواتی ہے، لیکن انھیں شفا نہیں ملتی۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اذن نہیں ہوتا۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٣٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩٢)

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت کا ایک عرب قوم پر گزر ہوا جن کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا تھا۔ انھوں نے اس کے علاج کے لیے بڑی دوڑ دھوپ کی، لیکن بے سود۔ پھر انھوں نے صحابہ کے قافلے کو مخاطب کر کے کہا: کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر انھوں نے اس سے عوضانہ مقرر کیا، پھر ایک صحابی نے اسے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ اسی وقت شفایاب ہو گیا اور ایسے اٹھ کھڑا ہوا جیسے رسیوں سے کھولا گیا ہے۔ دم کرنے والے صحابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر عوضانہ استعمال نہ کریں گے۔ پھر جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس معاملے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے صحیح کیا ہے۔ اس میں میرے لیے بھی حصہ رکھنا۔''

اب اس حدیث میں قرآن کے ساتھ دم کرنے کا ثبوت ہے، مریض کے شفایاب ہونے اور نبی ﷺ کے اسے درست قرار دینے کا ثبوت ہے۔ یہ حدیث امراضِ بدنیہ سے قرآن کے ساتھ شفا کے حصول کی واضح دلیل ہے۔

علاوہ ازیں سورت یونس میں اللہ تعالیٰ نے وحی کو ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ کہا ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [یونس: ۵۷]

''اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور شفا ہے، ان (بیماریوں) کے لیے جو سینوں میں ہیں اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔''

یاد رہے کہ قرآن کریم کا ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ ہونا امراضِ بدنیہ

کے لیے شفا ہونے سے مانع نہیں ہے۔ البتہ اس کا ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ دونوں شفاؤں میں زیادہ اہم اور اعظم ہے۔

اس کے باوجود اکثر لوگوں کے دل قرآن سے شفا پانے سے محروم ہیں اور انھیں اس پر عمل کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ [بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو خسارے ہی میں زیادہ کرتا ہے۔''

اور اس کی وجہ ان کا قرآن سے اعراض اور اس کی دعوت کو قبول نہ کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرہ سال معاشرے کا قرآن سے علاج کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے قرآن کی ان پر تلاوت کی اور انھیں اس پر عمل کی دعوت دی، لیکن سوائے چند لوگوں کے انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [سبا: ٢٠]

''اور ابلیس نے ان پر اپنا خیال یقیناً سچ کر دکھایا، چنانچہ سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے سب نے اسی کی اتباع کی۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ [يوسف: ١٠٣]

''اور اکثر لوگ، اگرچہ آپ حرص کریں، ایمان لانے والے نہیں۔''

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دینا چاہے قرآن اس کے دل اور بدن کے لیے شفا ہے اور جس کی بدبختی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہو اسے نہ قرآن فائدہ دے سکتا ہے نہ سنت اور نہ اللہ کی طرف بلانے والے، اس لیے کہ اس کی بدبختی اور عدمِ ہدایت اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے معلوم تھی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [الأنعام: ٣٥]

”اور اگر اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر جمع کر دیتا، چنانچہ آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیں۔“

نیز فرمایا:

﴿وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾ [یونس: ٩٩]

”اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو لوگ زمین میں ہیں، سب کے سب، سارے ہی ایمان لے آتے۔“

مزید فرمایا:

﴿فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [التکویر: ٢٦-٢٩]

”پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو یہ تو سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ تم میں سے اس کے لیے جو بھی سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے۔“

علاوہ ازیں اس معنی کی کئی ایک آیات اور متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔

رہی بات علی بن مشرف کی حدیث ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرِى الدَّمِ)) کی تاویل کی کہ یہ استعارہ کے طریق پر ہے۔'' تو یہ قول باطل ہے۔ مذکورہ حدیث کو اس کے ظاہر پر رکھنا اور اس کے ظاہر کے خلاف تاویل نہ کرنا لازم ہے، اس لیے شیاطین کی کئی اجناس ہیں، ان کی تخلیق اور بنی آدم پر تسلط کی کیفیت کی تفصیل کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس ہر مسلمان کے لیے مشروع چیز ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا، حق پر قائم رہنا اور اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ تعوذات، اذکار اور فرماں برداری کے کاموں کو عمل میں لانا ہے۔ بچانے والی ذات صرف اسی کی ہے، اس کے نہ سوا کوئی رب ہے اور نہ کوئی عبادت کے لائق۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم کو اپنے دین پر قائم رکھے اور ہم سب کو خواہشات کی اتباع اور نزغاتِ شیطان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اپنے دین کی مدد کرے اور اپنے کلمے کو بلند کرے اور تمام مسلمانوں کو ہر بھلائی کی توفیق اور دین کی سمجھ عطا کرے۔ وہ بہترین لوگوں کو ان کا والی بنائے اور ان کے احوال کی اصلاح کرے۔ بلاشبہہ وہ خوب سننے والا اور انتہائی قریب ہے۔

سوال جن کے نام پر ذبح کرنے والا شخص فوت ہو جائے تو کیا اس کی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب اس کے مشرک ہونے کی وجہ سے اس کی نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے نہ کفن اور نہ غسل دیا جائے اور نہ مسلمانوں کے ساتھ اس کی قبر بنائی جائے۔

جنات سے مانگنے والا، اولیا یا اہلِ قبور سے مانگنے والا اور ان کے نام کی نذر ماننے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ والعیاذ باللہ

جن کا اِنس کے ساتھ تلبس حقیقت ہے

سوال کیا جن کا انسان کے ساتھ تلبس ثابت ہے؟ اس کی دلیل کیا ہے اور جو اسے نہ مانے اس کا حکم کیا ہے؟ (س، ن، ح، مکہ مکرمہ)

جواب بسم اللہ والحمد للہ. جن کا انسان کے ساتھ ملتبس ہونا فی الواقع امرِ معلوم ہے اور کتاب وسنت میں اس کے دلائل کثرت سے موجود ہیں۔

ان دلائل میں سے ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرۃ: ۲۷۵]

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس کا نبی ﷺ نہ کاہن ہے اور نہ مجنون ہے۔ یہ آیت کہانت اور جنون کے وجود پر دلالت کر رہی ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان دونوں چیزوں سے پاک ہیں۔ اس معنی کی متعدد آیات ہیں اور ایسے ہی نبی ﷺ سے منقول اس مفہوم کی متعدد احادیث ہیں۔ جن میں سے ایک اس عورت کی حدیث ہے جس نے نبی ﷺ سے مصروعہ ہو جانے کی شکایت کی اور نبی ﷺ سے اپنے لیے دعا کا مطالبہ کیا تو نبی ﷺ نے اسے کہا: ”اگر تو صبر کرنا چاہے تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے لیے دعا

کر دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، آپ ﷺ دعا کریں کہ (اس دوران) میرا ستر نہ کھلے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کر دی۔''

اسی طرح نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

''بلاشبہہ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔''

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ جن کے انسان کے ساتھ تلبس کا انکار ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ شرعی ادلہ کے خلاف ہے۔ لیکن یاد رہے کہ بہت سے لوگ جن کے مس کے سوا بھی مصروع ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سر کو لاحق ہونے والی وہ امراض ہیں جن سے انسان کو اپنے مجنون ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے، جب کہ وہ مجنون نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ نے خبردار کیا ہے اور بعض لوگوں میں یہ معاملہ ہم نے خود بھی دیکھا ہے۔ اس طرح کے واقعات کثرت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

انسان جب اپنے آپ کو دم کرنا چاہے تو کیا پڑھے؟

سوال کیا جن انسان پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جن انسان کو اذیت دے کر اس پر اثر انداز ہوتے ہیں اور وہ اذیت کبھی قتل اور کبھی سنگ باری کی شکل میں ہوتی ہے اور کبھی کسی اور حربے سے انسان کو مرعوب کرنے کی صورت میں۔ سنتِ نبوی ﷺ اور فی الواقع ایسے امور کا قیام ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔ جیسے:

''نبی ﷺ نے کسی غزوے میں اپنے ایک صحابی کو جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، گھر جانے کی اجازت دی۔ جب وہ گھر پہنچا تو اپنی

بیوی کو دروازے پر پا کر ناراضی کا اظہار کیا۔ بیوی نے اسے گھر میں داخل ہونے کا کہا۔ اچانک گھر میں بستر پر ایک سانپ تھا۔ اس نے نیزے کے ساتھ سانپ کو قتل کر دیا، لیکن اسی لمحے جوان بھی چل بسا اور دونوں میں سے کسے پہلے موت آئی؟ معلوم نہ ہو سکا۔ جب نبی ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ابتر اور ذو طفیتین (سانپوں کی دو قسمیں ہیں) کے سوا گھریلو سانپوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔'' [1]

مذکورہ بالا حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ جن انسان پر حملہ کر سکتے ہیں اور انھیں ایذا بھی دیتے ہیں۔ فی الواقع ایسے امور کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ کئی بار خبر ملی کہ کوئی انسان ویرانے میں گیا اور وہاں اس پر پتھر پڑے، جب کہ کوئی بندہ بھی محسوس نہ ہوا۔ کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور کبھی درختوں کے پتوں کی طرح کی آوازیں آتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ایسے بھی ہوتا ہے کہ جن کسی انسان کے بدن میں اسے اذیت دینے یا کسی اور وجہ سے داخل ہو جاتا ہے۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ﴾ [البقرة: ٢٧٥]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو۔''

اس نوع میں جن انسان کے نفس سے اور اس پر قرآن کریم پڑھنے

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٦)

والے سے ہم کلام بھی ہوتا ہے اور کبھی کبھار قاری اس سے عہد بھی کر لیتا ہے کہ وہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے وغیرہ وغیرہ۔

اس بحث کے پیشِ نظر جنات کے شر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مسنون وظائف کا ورد کرے جس سے وہ اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے، مثلاً: آیۃ الکرسی کی تلاوت ہے۔ جو انسان اسے رات کے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا ایک محافظ مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہ جائے گا۔

زوجہ سے صحبت میں مربوط کا علاج:

سوال ایک شخص کی بیس سال قبل شادی ہوئی اور گزشتہ ایک سال سے اپنی بیوی سے صحبت کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ شخص ابھی اردن میں ہے اور وہاں کے کچھ شریر لوگوں نے تعویذات وغیرہ کے ذریعے اس کو صحبتِ زوجہ سے روک رکھا ہے۔ وہاں اس نے ان تعویذات کو زائل کرنے والے لوگوں سے رابطہ کیا، لیکن انھوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ تمھارا معاملہ مشکل ہے۔ کیا کتاب وسنت میں اس کا کوئی شرعی حل ہے؟

جواب گویا آپ ایسے آدمی کے بارے پوچھ رہے ہیں جس کو بیوی سے صحبت کرنے سے روک دیا گیا تو کیا اس کا کوئی علاج ہے؟ ہاں، اس کا علاج ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے اور مخلوق کے شر سے پناہ مانگنا نیز معوذتین کی قراءت کرنا ہے۔ مزید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کرتے رہیں:

﴿مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ [یونس: ۸۱]

”جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر

دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا۔"

علاوہ ازیں نبی ﷺ سے منقول ادعیہ و اذکار جیسے: "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" اور مریض کا دم جیسے: "ربنا الله في السماء، تقدس اسمك ...... الخ" مریض خود ان دعاؤں کو پڑھے، کوئی دوسرا بھی پڑھ کر دم کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

صحبت سے مربوط شخص کے علاج کی کیفیت:

سوال صحبتِ ازواج سے مربوط کا کیا علاج ہے؟

جواب ایسا شخص بیری کے سات سبز پتے لے اور انھیں پتھر وغیرہ سے کوٹ کر ایک برتن میں غسل کے لیے کافی پانی ڈال کر یہ پتے اس میں ڈال دے۔

پھر اس پر آیۃ الکرسی، چاروں قل اور سورۃ اعراف کی یہ آیات:

﴿وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ﴾ [الأعراف: ١١٧-١١٩]

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل و خوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔"

پڑھ کر دم کرے۔ دم کرنے کے بعد کچھ پانی پی لے اور باقی سے غسل کرے اور اس پانی کو نجس جگہ بہانے سے گریز کرے۔ ان شاء اللہ ایسا کرنے سے

اس کی بیماری دور ہو جائے گی۔ اس عمل کو بیماری زائل ہونے تک دوبارہ سہ بارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

کیا کوئی جن انسان کو اغوا کر سکتا ہے؟

سوال انسان کے مفاد کے لیے جنوں کی ڈاکا زنی کے کئی واقعات سنے ہیں اور میں نے ان کے مفاد کا بھی ایک قصہ پڑھا ہے کہ ایک انصاری صحابی عشا کی نماز کے لیے نکلا تو ایک جن نے اسے قیدی بنا لیا اور وہ کئی سال لا پتا رہا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جن انسان کو اغوا کر لے؟

جواب ہاں، یہ ممکن ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جب جنوں کے گھر کے سوراخ میں پیشاب کیا تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر انھوں نے کہا:

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادۃ

و رمیناہ بسھم فلم نخطئ فؤادہ

''ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا اور ہم نے اسے تیر مارا، ہم نے اس کے دل کا نشانہ لینے میں غلطی نہیں کی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ واقعہ رونما ہوا کہ ایک شخص کو جنوں نے اٹھا لیا۔ چار سال بعد وہ آزاد ہوا اور اس نے بتایا کہ کچھ مشرک جنوں نے اسے اغوا کر کے قید میں ڈال دیا۔ پھر مسلمان جنوں نے ان پر حملہ کر کے انھیں شکست دی اور اسے آزاد کر دیا۔ یہ قصہ ''منار السبیل'' وغیرہ میں مذکور ہے۔

کیا جن بھیڑیوں سے ڈرتے ہیں؟

سوال اکثر لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جن بھیڑیے کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اور وہ اس کی بو سے ڈرتا ہے اور اگر کوئی بھیڑیا ان پر مسلط ہو تو انھیں چیر پھاڑ دیتا

ہے۔ اس نظریے کی بنیاد پر لوگ جنوں سے بچنے کے لیے بھیڑیے کے جسم کا کوئی حصہ، مثلاً: اس کی کھال، اس کے بال یا ناخن وغیرہ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے اور ایسے کام کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب ہاں یہ ممکن ہے، ہم نے بھی بہت سے لوگوں کو ایسے کہتے ہوئے سنا ہے اور میرے ایک قابلِ اعتماد دوست نے بتایا کہ ایک عورت تھی جس کے بدن میں ایک جن داخل تھا۔ وہ کبھی کبھار اسے چھوڑ بھی جاتا تھا۔ وہ عورت تو اسے دیکھ نہ سکتی تھی، البتہ جب وہ اس کی گود میں بیٹھتا تو وہ اسے محسوس کرتی تھی۔ ایک دفعہ جب وہ جنگل میں بکری چرا رہی تھی تو اچانک ایک بھیڑیا نمودار ہوا اور اس نے جن پر حملہ کر دیا۔ بھیڑیا عورت کے پاس سے ہوتا ہوا کچھ دور جا کر ٹھہر گیا۔ بھیڑیے کے جانے کے بعد عورت نے اس کے ٹھہرنے کی جگہ کا مشاہدہ کیا تو اسے کچھ خون پڑا ہوا نظر آیا۔ اس واقعے کے بعد وہ جن اس عورت کے قریب نہ آیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیڑیے نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اگر بھیڑیے کو جن کی بو سونگھ لینے کی صلاحیت دے دے تو اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور شاید اسی وجہ سے وہ بھیڑیے کی شکل نہ اپناتے ہوں اور اس کی بو سے بھی ڈرتے ہوں، لیکن بھیڑیے کے بال، ناخن یا جلد کو اپنے پاس رکھ کر یہ اعتقاد رکھنا کہ اس سے میرا بچاؤ ہوگا، کسی صورت میں صحیح نہیں ہے۔ واللہ أعلم

نفع کے حصول اور نقصان سے بچاؤ کے لیے نیکو کار جنوں سے مدد مانگنے کا حکم:

سوال بعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے

لیے نیک جنوں سے مدد مانگنا جائز ہے، اس کا صحیح حکم کیا ہے؟ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''جب تو ان سے دم یا علاج کا مطالبہ کرے تو وہ کہتے ہیں: مجھے اپنی ماں کا نام بتاؤ یا مریض سے متعلقہ کسی اور چیز کا سوال کرتے ہیں۔'' یہ کام کس حد تک صحیح ہے؟

جواب اصل بات یہ ہے کہ جن اور انسان دو الگ الگ عالم ہیں اور جنات اجساد سے مستغنی ارواح ہیں۔ اس بنا پر غالباً یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انسانوں کے انھیں پکارنے اور قرب چاہنے کے بغیر ان کی مدد نہیں کرتے، جیسا کہ جادوگروں اور شعبدہ بازوں کا کام ہے۔ اس لیے جنات سے مدد مانگنا، باوجود اس کے کہ وہ مسلمان اور نیکوکار ہیں جائز نہیں۔

رہی ان لوگوں کی بات جو علاج یا دم کے لیے ماں کا نام پوچھتے ہیں، میں اسے نیکی سمجھتا ہوں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ ایسے ہی مریض سے متعلقہ کسی چیز کو دیکھ کر علاج اور دم کرنا جادوگروں اور کاہنوں کی علامت ہے جسے وہ اپنے شیاطین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جواب میں جادوگری سیکھتے ہیں۔ یہ امورِ باطلہ سے متعلقہ امر ہے، جس کا ارتکاب جائز نہیں۔ واللہ أعلم

کیا جن غیب جانتے ہیں؟

سوال کیا جن غیب کا علم رکھتے ہیں؟

جواب جن غیب کا علم نہیں جانتے اور زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لیں:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

﴿يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [سبا: ١٤]

"پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ (نافذ) کیا تو ان (جنوں) کو زمین کے کیڑے (دیمک) کے سوا کسی چیز نے بھی سلیمان کی موت کی اطلاع نہ دی، وہ اس کی لاٹھی کو کھاتا رہا، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس رسوا کن عذاب (مشقت) میں مبتلا نہ رہتے۔"

علم کا دعوے دار اور اس کی تصدیق کرنے والا دونوں کافر ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

"کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔"

پس زمین اور آسمان کے غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو لوگ آیندہ کی خبر جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ سب کہانت پیشہ ہیں، جب کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جو عراف کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا، اس کی چالیس راتوں کی نماز غیر مقبول ہے۔"[1]

پھر اگر وہ اسکی تصدیق کرے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب کرے گا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

”کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب (کی بات) نہیں جانتا۔“

کیا جن کو مسخر کرنا جائز ہے؟

سوال کیا جن کو مسخر کرنا اور اسے انسان کے بدن میں داخل کرنا ممکن ہے اور جادوگر کا مقرر شدہ شرائط کے تحت اسے تابع فرمان بنانا ممکن ہے؟

جواب یہ بات مشہور ہے کہ جادوگر شیطانی اعمال کر کے متعدد جنوں کو اپنے ماتحت کرتا اور انھیں ایذا رسانی کے لیے جس پر چاہے مسلط کرتا ہے۔ اس کی دلیل ان میں سے اکثر کا دم کرنے یا سزا دینے کے وقت اعتراف کرنا ہے کہ وہ فلاں جادوگر کے تابع ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر خروج کی طاقت نہیں رکھتے۔ جنات تابع ہونے کی وجہ سے ان سے مرتے دم تک دور نہیں ہوتے اور وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ فلاں جادوگر نے ان پر جادو کیا ہوا ہے اور اس انسان سے ملابست پر مجبور کیا ہوا ہے۔

سیکڑوں کی تعداد میں جن مسخر ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک مرتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ان امور کے بدلے میں جادوگر ان کا قرب حاصل کرتا ہے۔ ان کی خاطر ذبح کرتا ہے اور دیگر کئی شیطانی عمل کرتا ہے جس سے جنات اس کے مطیع فرمان رہتے ہیں، پھر جب جادوگر مرتا ہے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کا حل یہی بتایا ہے:

”جادوگر کی حد، تلوار کی ایک ہی ضرب ہے۔“

کیا جن وانس کے مابین جماع کا وقوع ممکن ہے؟

سوال ایک شخص یہ شکایت کرتا ہے کہ جب وہ سونے کے لیے بستر پر آتا ہے تو

ایک عورت کو اپنے ساتھ جماع میں مصروف دیکھتا ہے، جس وجہ سے اسے انزال بھی ہوتا ہے اور یہ معاملہ اس کے ساتھ کئی بار ہوا ہے۔ اس نے اس بارے میں گفت وشنید کی تو اسے بتایا گیا کہ اس سے جماع کرنے والی کوئی جنی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے اور کیا ممکن ہے کہ انسان جن سے صحبت کرے یا اس سے شادی کرلے؟ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ مرد وزن دونوں میں ممکن ہے اور وہ جن کبھی کبھار مکمل اعضا والے انسان کا روپ دھار لیتا ہے۔ ذکر و دعا اور مسنون وظائف کے ذریعے بچنے کے علاوہ اس کے انسان سے وطی کرنے سے کوئی رکاوٹ مانع نہیں۔ مرد کی طرح عورت پر بھی جن کا غلبہ ہوسکتا ہے۔ اور ایسے بھی ممکن ہے کہ جنی مکمل اعضا والی عورت بن کر انسان کے جذبات کو بھڑکائے اور اسے یہ باور کرائے کہ وہ اس سے صحبت کر رہا ہے اور ایسا کرنے سے انسان کو انزال ہو جائے۔ بہر حال ان کے شر سے بچنے کا طریقہ مسنون ادعیہ و اذکار کا استعمال اور نیک اعمال کی بجا آوری اور محرمات سے اجتناب کرنا ہے۔ واللہ أعلم

کیا جن بنی آدم کی عورتوں سے مجامعت کرسکتا ہے؟

سوال سورۃ الرحمان میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کی عورتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ﴾ [الرحمٰن: ٥٦]

''ان سے پہلے انھیں کسی انسان اور کسی جن نے ہاتھ نہیں لگایا ہوگا۔''

تو کیا اہلِ دنیا کی عورتوں پر جن مسلط ہوسکتا ہے؟

جواب سوال میں مذکور آیت اس امر پر دال ہے کہ مومن جن بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ یہی راجح قول ہے اور کافر جن بالاتفاق آگ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ﴾ [الأعراف: ۳۸]

''اللہ فرمائے گا: تم ان امتوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ، جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں۔''

رہی بات جن کے کسی عورت پر مسلط ہو کر اس سے جماع کرنے کی یا مرد کے کسی جنّی سے جماع کرنے کی، علماے اہلِ سنت و الجماعت کے نزدیک ایسا ممکن ہے۔ سابقہ سوال میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جن کا کامل مرد کی صورت اختیار کر کے کسی عورت سے صحبت کرنا اور جنّی کا کسی عورت کی شکل اختیار کر کے انسان سے صحبت کرنا ممکن ہے۔ جن کا انسانی عورت سے اور جنّی کا انسان مرد سے معاشقہ اور التباس زیرِ مشاہدہ امر ہے۔ اسی وجہ سے مرد کو پڑنے والی مار کا اسے ایسا احساس تک نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس سے ملابس جن کو ہوتا ہے۔ ایسی تمام صورتوں میں مسنون اوراد و وظائف کا اہتمام اور ان کے شر سے بچاؤ والی آیات کی تلاوت بہترین حفاظت ہے۔

جنات کو پکارنا جائز نہیں:

سوال جب ایک انسان کو دوسرے پر غصہ آتا ہے تو معاشرے میں کچھ ایسے کلمات رائج ہیں جن سے اس کا غصہ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مثلاً: اسے پکڑو، اسے بھگا لے جاؤ سات وغیرہ۔ یہ کلمات از روئے مزاح بھی بولے

جاتے ہیں۔ ایسا کرنے والے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب یہ کلمات جائز نہیں، کیوں کہ جنات و شیاطین کو بن دیکھے بلانا اور ان سے مدد مانگنا شرک کی ایک قسم ہے، بطور مزاح اور کھیل کے بھی ایسے کلمے کہنے میں کوئی خیر نہیں۔ ایسے شخص پر توبہ کرنا اور ایسے کام سے باز آنا لازم ہے۔ مزید یہ کہ وہ ایسے اسباب کا خاتمہ کرے جس سے کسی کو غصہ آئے اور پھر یہ کلمات بولے سنے جائیں۔

جن کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے:

سوال ایک آدمی بیمار ہوا اور کچھ کاہنوں کے پاس گیا، انھوں نے اس سے جن کے نام پر ذبح کرنے کا مطالبہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کام شرک ہے اس کے باوجود اس نے جن کے نام پر ذبح کر دیا۔ کیا اسے مشرک کہہ سکتے ہیں؟

جواب جس نے جن کی تعظیم یا ان کے خوف سے ان کے لیے ذبح کیا، یہ شرک ہے اور جسے اس کے شرک ہونے کا علم ہو جائے پھر وہ اسی کام پر مصر ہو تو ایسا شخص مشرک ہے، لیکن اگر کوئی اپنے کیے پر توبہ کر لے تو یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ﴾ [الأنفال: ٣٨]

''جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہہ دیجیے کہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ انھیں معاف کر دیا جائے گا۔''

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [زمر: ٥٣]

”آپ کہہ دیجیے: (اللہ فرماتا ہے:) اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو معاف کرے اور دنیا اور آخرت میں ہمارا کارساز بنے۔

مرض کی پہچان میں مسلمان جن سے خدمت لینے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین سے سوال کیا گیا: جب کسی شخص کو آسیب وغیرہ کی بیماری ہو تو معالج کے لیے کسی مسلمان جن کی خدمت لینا جائز ہے؟

انھوں نے جواب دیا: میں اس کی رائے نہیں دوں گا۔ اس لیے کہ عموماً جن انسان کی خدمت تب کرتے ہیں جب انسان ان کی اطاعت کرے اور وہ اطاعت کسی حرام کام اور گناہ پر مشتمل ہوتی ہے، البتہ بعض نیک لوگ جن کا گمان ہے کہ وہ مسلمان جنوں کو مخاطب کرتے اور ان سے مطلوبہ سوالوں کے جواب لیتے ہیں، ہم ان پر جادوگری یا شرک کا الزام نہیں لگائیں گے۔ جب ان کا مسلمان ہونا ثابت ہو جائے تو ان سے سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ان کی ہر بات کی تصدیق لازمی نہیں۔

جن کو استعمال کرنے والے پر مخفی رہنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: ایک عورت جن کو استعمال کرتی ہے اور دلیل یہ دیتی ہے کہ اس کا عامل جن مسلمان ہے، جب یہ معاملہ درست نہ ہو تو کیا اس پر چھپنا لازم ہو گا؟ بالخصوص جب اس کی توبہ

معروف ہو، جب کہ ہم اس کی توبہ کے صحیح ہونے کا علم نہیں رکھتے؟

جواب مسلمان جن کو استعمال میں لانا جائز ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے "الفتاویٰ" "النبوات" اور "إیضاح الدلالة علیٰ عموم الرسالة" میں منقول ہے۔ انھوں نے خوب وضاحت کی ہے کہ انسان مسلمان جن کو عمل میں لا سکتا ہے، جیسے مسلم انسان سے کام لیا جا سکتا ہے، لیکن جب جن اس کا حکم نہ مانے اور اس کے کفر، مثلاً: ان کے نام پر ذبح یا بے حیائی کے کام کی سہولت یا لوگوں پر ظلم، ان کے مال ہڑپ کرنے وغیرہ کی شرط لگائے تو اسے استعمال کرنا جائز نہیں۔

ہاں جب وہ صرف بھلائی کے کام کریں تو یہ خیر کی طرف دعوت کی قبیل سے ہے، انسانوں کی طرح جنوں کو بھی خیر کی طرف بلانے اور بلاتے جانے اور شر سے روکنے کا حکم ہے۔ شیخ نے اس مسئلے میں صحابہ سے منقول قصے بھی ذکر کیے ہیں اور ہم نے بھی اپنی کتاب "العقد الثمین" میں متعدد صفحات پر اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفصیل کے لیے اس کی طرف رجوع کریں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ﴿اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

سلف صالحین کے طریقے کی اتباع کرنے والے معالج ان کے بارے میں علما کے چند فتوے:

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ہم آج کے دور میں کئی لوگوں کے بارے میں سنتے ہیں کہ وہ صرع، مس الجن اور نظر وغیرہ کا علاج قرآن سے کرتے ہیں اور بعض لوگوں نے ان کے ہاں

سے خوش کن نتائج بھی حاصل کیے ہیں۔ کیا ان کے عمل میں کوئی شرعی ممانعت ہے؟ کیا ان کی طرف جانے والا گناہ گار ہوگا؟ قرآن کے ساتھ علاج کرنے والے کے لیے کون سی شرائط کی پابندی لازم ہے؟ کیا اسلاف سے جادو زدہ اور مصروع لوگوں کا قرآن کے ذریعے علاج ثابت ہے؟

جواب صرع، نظرِ بد اور جادو کا علاج قرآن مجید کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ اسے دم کہتے ہیں، جس میں پڑھنے والا پڑھ کر مریض پر پھونکتا ہے۔ قرآن کریم اور شرعی دعاؤں کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ممنوع چیز وہ شرکیہ دم ہیں جن میں جنات اور شیاطین سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے امراضِ حسیہ اور معنویہ کے لیے شفا بنایا ہے۔ ان کا تعلق قلوب سے ہو چاہے ابدان سے، لیکن اس میں شرط دم کرنے اور کروانے والے کی نیت کا خالص ہونا ہے اور دونوں کا یہ عقیدہ ہو کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ کلام اللہ کے ساتھ دم کرنا سود مند اسباب سے ہے۔ شرعی دم کرنے والے کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں اور قرآن کریم سے دم کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور سلف کا طریقہ ہے۔ اسلاف اس کے ذریعے نظرِ بد، صرع، جادو اور دیگر تمام امراض کا علاج کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ یہ نفع بخش اور مباح سبب ہے اور شفا دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یاد رہے کہ بعض جادوگر اور شعبدہ باز سادہ لوح انسانوں کو دھوکا دینے کے لیے جن و شیطان سے مدد مانگنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بھی آیات تلاوت کرتے ہیں، جس سے ان کے صحیح ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ایسے دھوکے بازوں سے بچنا لازم ہے۔

جن نکالنے کے لیے انسان پر کچھ پڑھنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کیا کسی انسان پر جن نکالنے کے لیے کچھ پڑھنا دم میں شمار ہوگا؟ اور کیا اس کا مطالبہ کرنے والا ان ستر ہزار سے خارج ہوگا جو جنت میں بغیر حساب و عذاب کے داخل ہوں گے؟

جواب جن نکالنے کے لیے دم کرنا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

میں شامل ہے۔ مسند امام احمد میں ہے:

''نبی ﷺ کا کسی سفر میں ایک عورت کے پاس سے گزر ہوا جس کے پاس اس کا بچہ تھا اور بچے کو جن کے التباس کی شکایت تھی۔ نبی ﷺ نے اس پر قراءت کی پھر فرمایا: ''اللہ کے دشمن نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔''[1]

پس جن نکل گیا اور بچہ شفا یاب ہوگیا۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے پاس ایک مصروع لایا گیا جسے جن کی شکایت تھی۔ انھوں نے اسے دم کیا تو اس کے بدن میں موجود جننی کہنے لگی: میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اسے کہا: ''لیکن وہ تجھ سے محبت نہیں کرتا۔''

[1] صحيح، سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٥٤٨)

پھر اس نے کہا: ''میں اسے حج پر لے جانا چاہتی ہوں۔'' شیخ نے کہا: ''وہ تیرے ساتھ حج نہیں کرنا چاہتا۔'' پھر اسے نکلنے کا کہا تو اس نے نکلنے سے انکار کر دیا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ ضربیں مصروع کو پڑ رہی تھیں، لیکن درحقیقت جننی کو مار پڑ رہی تھی۔ مارتے مارتے شیخ تھک گئے۔ پھر وہ کہنے لگی: میں آپ کی عزت کی وجہ سے نکل جاتی ہوں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسے کہنے لگے تو میری کرامت سے نہ نکل، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرتے ہوئے نکل، پھر وہ نکل گئی اور آدمی کو افاقہ ہو گیا۔ وہ تعجب کرتے ہوئے بولا: مجھے شیخ الاسلام کے پاس کیوں لایا گیا؟

لوگوں نے اسے پوچھا: جس مار سے شیخ صاحب کا ہاتھ تھک گیا تھا اس کا تجھے کوئی احساس نہیں ہوا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم مجھے اس کا کوئی احساس نہیں ہوا۔ شیخ بھلا مجھے کیوں مارتے؟ بہر حال وہ جننی اس سے نکل گئی اور پھر نہ لوٹی۔ پس ممسوس الجن شخص پر دم کرنا باذن اللہ فائدہ مند ہے۔ لیکن انسان کا اسی وہم و خیال میں رہنا کہ جب بھی اسے کوئی مسئلہ بنے تو کہے: ''یہ جن ہے۔'' درست نہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے اور انسان جب کسی چیز کے تخیل ہی میں مصروف رہے تو وہ اس کے گمان میں حقیقت لگتی ہے۔ کئی دفعہ کسی دور پڑی ہوئی ساکن چیز کو متحرک ہونے کا گمان کرتا ہے تو وہ حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

ایک آدمی کسی مسجد میں داخل ہوا اور اس میں قالینوں پر کچھ نقش و نگار تھے۔ اس نے وہاں نماز پڑھی۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: تم ان قالینوں پر کیسے نماز پڑھ لیتے ہو جب کہ ان میں ہر طرف چڑیاں بنی ہوئی ہیں؟ اب انھوں نے بھی ان نقوش کو چڑیاں خیال کیا۔ ایسے ہی جب کوئی انسان کسی

چیز کو خیال میں لائے، پھر اس میں قوت پیدا کرے تو وہ خیال حقیقت کی مانند ہو جاتا ہے اور مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم تاکید کرتے ہیں کہ ہر بیماری کو جن کے اثر سے تعبیر نہ کرو۔ اس کے بعد ہم اپنے بھائیوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ایسے امور سے بچنے کی ترکیب کریں، مثلاً: ''رات کے وقت آیۃ الکرسی پڑھیں۔ اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان قریب نہ آئے گا۔''[1]

یعنی اگر تو رات کے وقت کسی انسان کو محافظ مقرر کرے اور اس کے عوض میں اسے تنخواہ دے۔ کیا آیۃ الکرسی پڑھ لینا اس سے سستا کام نہیں؟ یقیناً ہے، لیکن لوگ شرعی اوراد و وظائف سے غافل ہیں اور اگر انھیں پڑھتے بھی ہیں تو ان کے دل حاضر نہیں ہوتے۔ کچھ شک کی نیت سے پڑھتے ہیں، اسی لیے فائدہ کم ہوتا ہے۔ مکمل فائدے کے حصول کے لیے خلوصِ نیت، یقین اور مطلوبہ تعداد اور متعین وقت میں مسنون اذکار کی قراءت لازم ہے۔

رہا سائل کا یہ سوال کہ کسی سے اپنے اوپر ان اوراد کو پڑھانے سے بندہ ان ستر ہزار لوگوں سے نکل جاتا ہے جو جنت میں بغیر حساب و عذاب کے داخل ہوں گے؟ جی ہاں، اس لیے کہ ایسا کرنے سے ان صفات میں سے ایک صفت مفقود ہو جاتی ہے جن کے ذریعے اس کو بغیر حساب جنت کا داخلہ نصیب ہونا تھا۔ وہ چار صفات یہ ہیں:

1. وہ لوگ نہ دم کروائیں گے۔
2. نہ داغیں گے۔

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۳۱۱)

③ نہ بدشگونی لیں گے۔

④ اور اپنے رب پر توکل کریں گے۔

جب انسان اپنے عمل کی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا وسیع ہے۔

کیا مصروعین کے علاج میں جنات سے مدد لینا جائز ہے؟

پاکستان میں ایک بزرگ ہیں، جن کا کہنا ہے کہ وہ نیکوکار جنوں کی پہچان رکھتے ہیں اور ان سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں اور وہ مصروعین سے جن کے اخراج میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ مزید وہ کہتا ہے کہ وہ ایک قید خانے کا مالک ہے جس میں وہ گناہ گار جنوں کو قید کرتا ہے، جب کہ نیک جن اس کے تابع رہتے ہیں، البتہ دنیاوی کاموں میں وہ اس کی مدد نہیں کرتے، جو شخص اس سے کچھ سیکھنا چاہے وہ اسے یہ اذکار سکھاتا ہے: "آمنت باللّٰه العظيم، و كفرتُ بالجبت والطاغوت، و استمسكت بالعروة الوثقىٰ لا انفصام لها، واللّٰه سميع عليم" یہ ہر نماز کے بعد اپنی جگہ سے حرکت کیے بغیر سات مرتبہ پڑھنا ہے اور سونے سے پہلے درودِ ابراہیمی، سورۃ الکافرون، الصمد، الفلق، الناس، سورۃ البقرہ کی ابتدائی پانچ آیات، درودِ ابراھیمی تین بار پڑھ کر اپنے جسم پر ہاتھ پھیرے اور یہ عمل 41 دن تک کرنا ہے۔ جب وہ بھول جائے تو نئے سرے سے شروع کرے۔ 41 دن عمل کرنے کے بعد وہ اس بزرگ کے پاس جاتا ہے، پھر بزرگ اس کے لیے جنات سے دس مردوں اور دس عورتوں پر مشتمل ایک جماعت طلب کرتا ہے جو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کی یہ جماعت مکہ مکرمہ سے طلب کی جاتی ہے۔

وہ شخص اس جماعت کو نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کی آواز سن سکتا ہے۔ ان

کا کام دیگر جنوں سے بچانے کے معاملے میں اس کے حکم کی تعمیل ہوتا ہے اور وہ دنیاوی امور میں اس کے تابع نہیں ہوتے۔ جب کوئی مصروع علاج کے لیے آئے تو تابع جنات اس جن کو گرفتار کر لیتے ہیں اور جب قیدی کافر جنوں میں سے کوئی مسلمان ہونے کا دعوی کرے تو بزرگ اسے جنوں کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ بھیجتے ہیں۔ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہو تو مکے میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر جھوٹا ہو تو وہاں داخل نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ مکے کے دروازوں پر فرشتے متعین ہیں جو کافر جنوں کو مکہ میں داخلے سے روکتے ہیں۔

مذکورہ تفصیل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جنی سے شادی کا اسلام میں کیا حکم ہے؟ کیا ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ انسانوں کی عورتوں سے خاص ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انس و جن مردوں کے لیے لفظِ رجال استعمال کیا ہے۔ کیا کلمہ ﴿نساء﴾ میں جن و انس کی عورتیں شامل نہیں؟

جواب فتوی کمیٹی نے مذکورہ سوال پڑھنے کے بعد یہ جواب دیا کہ مذکورہ شخص ان کاہنوں اور عرافین سے ہے جن کے پاس جانے، سوال کرنے اور ان کی تصدیق سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔ ایسے شخص سے بھلائی کی صورت یہ ہے کہ بندہ اس کے پاس جائے اور اسے حق کی تلقین کرے، باطل سے اجتناب اور توبہ کی اسے دعوت دے اور نبی ﷺ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے:

”جو شخص کسی عراف (عامل) کے پاس گیا اور اس سے کوئی سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہ ہوگی۔“

لوگوں کو اس کے پاس جانے، سوال کرنے اور اس کی تصدیق کرنے سے ڈرائے اور نبی ﷺ کا فرمان بھی انھیں سنائے:

”جو کسی عامل یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔“[1]

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی، جس نے کہانت کی یا کروائی، جادو کیا یا کروایا اور جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔“[2]

اس روایت کو بزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

قرآن سنتے وقت بیمار ہو جانے والے کا حکم:

سوال سائل قرآن مجید کی تلاوت سورۃ البقرہ سے سورت بنی اسرائیل کے آخر تک صحت و عافیت میں کرتا ہے، لیکن جب سورۃ الکہف کی تلاوت شروع کرتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے اور غشی طاری ہو جاتی ہے، پھر اسے تقریباً سات گھنٹے بعد ہوش آتا ہے۔ افاقہ کے بعد سورت مریم سے سورۃ الناس تک تلاوت کرتا ہے تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ سورۃ الکہف کی قراءت میں ہی مذکورہ معاملہ پیش آنے کی وجہ سے عرصہ تین سال سے اسے چھوڑ رکھا ہے۔ کیا اسے سورۃ الکہف چھوڑنے میں کوئی گناہ ہے؟ کیا اس کا اسے چھوڑنا جائز ہے؟ اس مشکل کا حل کیا ہے؟

جواب قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سراسر ہدایت و نور ہے اور ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي

---

[1] صحیح: الإرواء (۲۰۰۶) حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر قرار دیا۔

[2] مسند البزار (۳۵۷۸)

الصُّدُوْرِ﴾ ہے۔ جس نے اسے اخلاص کے ساتھ پڑھا، اس کی آیات پرغور کیا اور اس کے احکام پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ اسے اس کے دین میں بصیرت اور یقین میں قوت عطا کرتا ہے اور شیاطین کی چالوں سے اس کا بچاؤ کرتا ہے۔ خود نبی ﷺ سوتے وقت اپنے آپ کو تین بار سورت اخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر دم کرتے تھے۔ ہر بار پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھوں پر پھونکتے، پھر انھیں حتی الامکان اپنے بدن پر پھیرتے تھے۔[1]

آپ ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ جب کوئی مسلمان اپنے بستر پر جائے تو آیۃ الکرسی پڑھے، جس سے صبح تک وہ شیطان سے محفوظ ہو جائے گا۔ جس صحابی نے کافروں کے سردار کو سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا آپ ﷺ نے اس کے عمل کی تصدیق کی۔ بالجملہ قرآن سارے کا سارا خیرو برکت اور شفا ہے اور کبھی خیر سے شر کا خروج نہیں ہوتا۔ کمی انسان کے عمل اور اخلاص میں ہوتی ہے۔ ان عقائد کے پیش نظر سائل کو سورۃ الکہف کی تلاوت کے وقت مرض یا غشی کا لاحق ہونا یا تو اس کا وہم ہے یا کسی بے وقوف جن کی شرارت، وہم کی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور توہمات میں نہ پڑے۔

اگر جن کی طرف سے یہ رکاوٹ ہے تو جن کا مقصد اسے قرآن پاک کی تلاوت سے روکنا، یا قاری کو خوف دلانا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بغاوت پر اکسانا اور اپنے ان بھائیوں میں شامل کرنا ہے۔ ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ﴾ اور شیطان کے اس عمل سے نجات پانے کا طریقہ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَ اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ﴾ [الأعراف: ۲۰۱، ۲۰۲]

''بے شک جن لوگوں نے تقوی اختیار کیا جب انھیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آ لیتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں، پھر وہ یکا یک سوجھ بوجھ والے ہو جاتے ہیں اور ان کے بھائی (شیطان) انھیں گمراہی میں کھینچ لے جاتے ہیں اور وہ اس میں کوئی کمی نہیں کرتے۔''

پس سائل پر لازم ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت خشوع و خضوع کے ساتھ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور پیش آمدہ مصیبت کی وجہ سے نہ سورۃ الکہف اور نہ کسی اور سورت کی قراءت چھوڑے۔ شیطان کی مخالفت اور اس کے وساوس کو خاطر میں نہ لائے اور اللہ تعالیٰ کی معیت کے ساتھ خوش ہو جائے۔ فإن اللّٰه مع الذين اتقوا و الذين هم محسنون.

جن کی خاطر ذبح کرنا:

سوال میرے پاس ایک واعظ آیا اور کہنے لگا: ''بے شک جو شخص جن کے لیے ذبح کرتا ہے نہ اس کی نماز ہوتی ہے اور نہ حج۔ جب میں نے یہ بات سنی تو اپنے کیے پر نادم ہو کر توبہ کی۔ میں نے اس سے قبل حج بھی کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے: تیرا حج باطل ہے۔ سوال یہ ہے کہ میرا حج باطل ہے یا صحیح ہے؟ اگر باطل ہے تو میں عنقریب نیا حج کروں گا۔

جواب جن کے نام پر ذبح کرنا شرک ہے اور اگر کوئی انسان اس سے توبہ کیے بغیر مر گیا تو دائمی جہنمی ہے۔ شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل درست نہیں

ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأنعام: ٨٨]

''اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو وہ عمل کرتے تھے برباد ہو جاتے۔''

پس آپ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس نے آپ کو اس عمل سے توبہ کی توفیق دی جو تمام اعمال کو باطل کرنے والا ہے اور نیا حج کریں۔ اگر آپ کی سچی توبہ ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا سچی توبہ کرنے والوں سے مغفرت اور گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا﴾ [الفرقان: ٦٨۔٧١]

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور وہ کسی نفس کو بھی جسے (مارنا) اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، ناحق قتل نہیں کرتے اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا، وہ گناہ کی سزا پائے گا یوم قیامت اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل وخوار رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور وہ ایمان لایا اور نیک عمل کیے، تو انھی لوگوں کی برائیوں کو اللہ اچھائیوں سے بدل دے گا اور اللہ غفور (اور) رحیم ہے اور جو توبہ کرے اور نیک کام کرے، تو بلاشبہ وہ اللہ سے

توبہ کرتا ہے جیسے توبہ کرنے کا حق ہے۔"

ارواح کی حاضری اور ان سے سوال کرنا:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ہمارے شہر میں کچھ لوگ ٹوکری کے ذریعے بعض مسائل حل کرتے ہیں، جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ ایک پاکیزہ ٹوکری لا کر اس میں قرآن مجید رکھتے ہیں اور اس کا منہ مصلیٰ رکھ کر بند کر دیتے ہیں، پھر مصلے پر ایک چابی رکھتے ہیں، ٹوکری کی ایک جانب ورق اور اس پر ایک قلم رکھ دیتے ہیں، دو شخص آگے بڑھ کر ٹوکری کو اٹھاتے اور حرکت دیتے ہیں۔ اس دوران میں تیسرا شخص سورۃ الجن کی تلاوت کرتا ہے۔ دورانِ تلاوت میں میت کی روح آتی ہے اور وہ اس سے کچھ سوال پوچھتے ہیں، وہ قلم اور ورق کے ذریعے جواب دیتی ہے اور وہ سوال جن کا تعلق علمِ غیب سے ہو یا جن کا جواب وہ قلم اور ورق کے ذریعے نہ دے سکے، ان کے جواب میں اللہ أعلم کہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ واقعی وہ میت کی روح ہے یا کوئی جن؟ اور اس عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ ایک برا عمل ہے، جو کہانت کی قبیل سے ہے اور شیطانی عمل ہے، اس لیے کلی طور پر حرام اور ناجائز ہے۔ جواب دینے والی کسی میت کی روح نہیں ہوتی، بلکہ شیطان جن ہے اور اس طرح کرنے سے ان کا مقصد لوگوں کا باطل طریقے سے مال کھانا ہے، اس عمل کے باطل اور کہانت ہونے کی وجہ سے حکمرانوں پر اس کی روک تھام لازم ہے اور مسلمان کے لیے اس میں شرکت جائز نہیں۔ ان سے سوال کرنا بھی جرم ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کسی عامل کے پاس آیا اور اس سے کوئی سوال کیا، اس کی چالیس

راتوں کی نماز قبول نہ ہوگی۔“

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔“

سوال میں مذکور طریقہ بھی عامل اور کاہن لوگوں کی جنس سے ہے اور حاضر ہونے والی ارواح مردوں کی نہیں، بلکہ شیاطین اور جنوں کی ہوتی ہیں۔

کیا جن انسان کو نظرِ بد لگا سکتا ہے؟

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کیا جن کا انسان کو نظرِ بد لگانا صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہو تو اس کے علاج کے لیے ان جگہوں پر ہاتھ پاؤں مارنا صحیح ہے، جہاں جنات کے واقع ہونے کے امکانات ہوتے ہیں؟

جواب نظر لگنا حق ہے اور اس کا وقوع جن و انس دونوں کی طرف سے ممکن ہے۔ اس کا علاج قرآن مجید اور شرعی دعاؤں کو پڑھنے اور نظر لگانے والے سے استغسال ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”نظر حق ہے اور جب تم سے (غسل کے پانی) کا مطالبہ کیا جائے تو تم غسل کرو۔“[1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”دم نظرِ بد اور ڈسنے ہی سے ہوتا ہے۔“

رہا علاج کے لیے زمین پر ہاتھ پاؤں مارنا یا پیشاب کا حصول، تو وہ جائز

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۸۸)

نہیں۔ امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوی (11/307) میں فرمایا:

1. جو شخص جنات کو اس چیز کا حکم دے جو اللہ اور اس کے رسول نے اسے حکم دیا اور انسانوں کو بھی وہی حکم دے تو وہ اولیا اللہ میں سب سے افضل ہے۔
2. جائز امور میں جنات کو استعمال کرنے والا، ان امور میں انسان کو استعمال کرنے والے کی طرح ہے۔
3. جس نے جنات کو اللہ اور اس کے رسول کے منع کردہ کاموں، مثلاً: شرک ناحق قتل اور ظلم وغیرہ میں استعمال کیا، وہ کافر، فاسق اور گناہ گار ہے۔

علاوہ ازیں مجموع الفتاوی (ص: 62 جلد 19) میں فرمایا:

''جن سے سوال کرنا، اس کی خبر کی تصدیق اور تعظیم کی بنیاد پر حرام ہے، لیکن اگر کوئی اس کی حالت کے امتحان اور اس کے باطن کے اختیار کے لیے سوال کرے تو یہ جائز ہے۔'' پھر کہا: ''جنات کی بات سننا اور ان کی تصدیق ایسے ہی ہے، جیسے کوئی مسلمان کسی فاجر و فاسق کی بات سنتا اور دلیل کے ساتھ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتا ہے، پھر انھوں نے ذکر کیا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خبر میں دیر ہوگئی،، وہاں ایک عورت کا جن دوست تھا، انھوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صدقے کے اونٹوں پر نشانی لگا رہے ہیں۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا۔ ایک شخص مدینے آیا اور اس نے کہا کہ انھوں نے دشمن پر فتح پالی ہے، یہ خبر عام ہوگئی لوگوں نے تصدیق چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ خبر ابو الہیثم مسلمانوں کا جن سفیر لایا ہے، انسان بھی عنقریب آ جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد انسان سفیر بھی آ گیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "النبوات" کتاب کے صفحہ 260 پر لکھا: انسان کی خدمت کرنے اور اس کا حکم ماننے والے جنوں کی تین قسمیں ہیں: اعلیٰ درجے کے وہ ہیں جو اس کام کا حکم دیتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں نے حکم دیا ہے۔ دوسری قسم انسانوں کے جائز امور میں باہمی تعاون کی طرح ہے۔ جن و انس کے مابین بھی جائز امور میں تعاون ہوسکتا ہے ورنہ عام طور پر جن و انس غرض و مفاد کے بغیر کسی کی خدمت نہیں کرتے۔ جن و انس جب کسی نیک شخص کی خدمت و اعانت کریں تو وہ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں اور بطورِ اجرت بعض امور میں مخدوم سے مطالبہ کرنا بھی جائز ہے۔ تیسری قسم: ممنوعہ امور میں اور ناجائز اسباب کے ذریعے جن و انس کا باہمی تعاون جادو کی جنس سے ہے، پھر صفحہ 267 پر فرمایا: مومنین کے باہمی ممکنہ اعانت کی طرح مومن جن بھی مومن انسانوں کی اعانت کرتے ہیں۔

سوال جن، شیطان اور ابلیس میں کیا فرق ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں کیوں پیدا کیا ہے؟

جواب تفسیر قرطبی میں سورۃ الجن کی تفسیر میں ہے: ''جن کی اصل میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: جن ابلیس کی اولاد اور انسان آدم کی اولاد ہیں اور دونوں میں مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ دونوں ثواب اور عقاب میں شریک ہیں۔ جن و انس میں مومن اللہ تعالیٰ کے ولی اور کافر، شیطان ہیں۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''جن، جنوں ہی کی اولاد ہوتے ہیں، وہ شیطان نہیں ہوتے، انھیں موت بھی آتی ہے اور ان میں بعض مومن اور بعض کافر ہیں، جب کہ شیاطین ابلیس کی اولاد ہیں اور وہ

ابلیس کے ساتھ ہی مریں گے۔'' سورۃ الناس کی تفسیر میں قتادہ کا بیان ہے:
''بعض جن شیاطین ہیں اور بعض انسان شیاطین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ﴾

[الأنعام: ١١٢]

''اور اسی طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین، ہر نبی کے دشمن بنائے۔''

علامہ دمیری کی کتاب ''حیاۃ الحیوان الکبری'' میں جن کے متعلق ہے کہ ''وہ تمام ابلیس کی نسل ہیں'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''جن ایک جنس ہے اور ابلیس اس کا ایک فرد ہے اور جنات کے ابلیس کی نسل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾

[الكهف: ٥٠]

''کیا پھر (بھی) تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، جبکہ وہ تمھارے دشمن ہیں؟''

جنوں میں سے کفر کرنے والے کو شیطان کہا جاتا ہے۔

محدث شبلی رحمہ اللہ کی کتاب ''آکام المرجان في أحكام الجان'' کے صفحہ 6 میں ہے کہ جن آنکھوں سے اوجھل مخلوق کو کہتے ہیں اور یہ فرشتوں کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ [الصافات: ١٥٨]

''اور انھوں نے اس (اللہ) کے اور فرشتوں کے درمیان رشتہ ٹھہرایا۔''

اس لیے کہ مشرکین نے فرشتوں کے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہونے کا دعوی

کیا تھا۔ شبلی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ''شیاطین نافرمان جنوں کو کہتے ہیں اور وہ اولادِ ابلیس ہیں۔ ان میں سب سے سرکش اور باغی ''مَرَدَة'' کہلاتے ہیں۔'' جوہری نے کہا: ''جن وانس اور جانوروں سے سرکش باغی شیطان کہلاتا ہے اور عربی لوگ سانپ کو بھی شیطان کا نام دیتے ہیں۔'' یہ ہیں وہ اقوال جو جن، شیطان اور ابلیس کے متعلق بولے گئے۔ رہی ان کو پیدا کرنے کی حکمت تو وہ اولادِ آدم کا امتحان ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں یا شیطان کے حکم کی۔ اس لیے کہ بندے کے ایمان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی جب وہ ذاتی طور پر کسی کے دل میں جاگزیں ہو، لیکن جب شیطان سے معرکہ آرائی کرتے ہوئے وہ اپنے ایمان کو محفوظ کر لے اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو باوجود مشکلات کو دور کر دے تو ایسے مومن کا اللہ کے ہاں بڑا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [العنكبوت: ٦٩]

''اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انھیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

دنیاوی زندگی میں خیر وشر کے درمیان معرکہ آرائی لازم ہے۔ شیطان نے بھی اس انسان کو گمراہ کرنے کا عزم کر رکھا ہے جس کی وجہ سے اسے جنت سے دھتکارا گیا۔ شیطانی عزم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایک مقام پر یوں بیان کیا ہے:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ١٦-١٧]

”وہ بولا پس اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا تو میں ان (لوگوں کو گمراہ کرنے) کے لیے تیرے سیدھے راستے پر ضرور بیٹھوں گا، پھر میں ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے ان کے پاس ضرور آؤں گا اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے بھی اور تو ان کی اکثریت کو شکر گزار نہیں پائے گا۔“

علاوہ ازیں اللہ نے شیطان کی عبادت سے بھی ڈرایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ [یٰس: ٦٠]

”اے بنی آدم! کیا میں نے تمھیں (اس بات کی) تاکید نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ [الفاطر: ٦]

”بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی جانو۔“

پس شیطان کی نافرمانی کر کے اس کا مقابلہ کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

کسی عالم سے سوال کیا گیا: اللہ نے ابلیس کو کیوں پیدا کیا؟ تو اس نے کہا: ”تاکہ ہم اس کی نافرمانی کر کے اور اس سے پناہ مانگ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔“

سوال جنات اور ان کی پیدایش کی کیا حقیقت ہے اور ان کی اقسام اور صفات کیا ہیں؟ کیا وہ بشر کی طرح مکلّف ہیں؟

جواب ① جنات، جیسے دمیری نے اپنی کتاب "حیاۃ الحیوان الکبریٰ" میں ذکر کیا ہے، ہوائی اجسام ہیں اور مختلف اشکال بدلنے کی طاقت رکھتے ہیں، وہ عقل وفہم بھی رکھتے ہیں اور پرمشقت کام بھی کر سکتے ہیں۔

② قرآن وسنت اور اجماع کی نصوص سے ان کا وجود ثابت ہے۔

③ ان کی کئی اقسام ہیں۔ طبرانی میں حسن سند سے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جنوں کی تین اصناف ہیں: ایک صنف ان کی وہ ہے جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں، دوسری قسم سانپ ہیں اور تیسری قسم ان کی ہے جو حلول اور نقل وحرکت کرتے ہیں۔"[1]

ابن ابی الدنیا کی ایک روایت میں ہے، ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ نے جنوں کو تین قسموں میں پیدا کیا ہے: ایک قسم سانپوں، بچھوؤں اور دیگر حشرات الارض کی ہے اور ایک قسم ہوا کی مانند ہے اور ایک قسم بنی آدم کی طرح ہے، ان پر بھی حساب وعقاب ہے۔"[2]

جب موذی جانوروں پر جن کا اطلاق ہو سکتا ہے تو مسلم میں مروی اس حدیث کو با آسانی سمجھنا ممکن ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے سے عشا تک بچوں کو آزاد چھوڑنے سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ شیاطین اس وقت منتشر ہوتے ہیں۔[3]

---

① صحیح الجامع (۳۱۱٤) اسے حاکم نے بھی روایت کیا اور صحیح الاسناد کہا ہے۔

② ضعیف الجامع (۲۸۳۹)

③ صحیح مسلم، رقم الحدیث (۳۷۵٦)

اسی طرح صحیح بخاری و مسلم میں ہے، ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو جنوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ ابتر (یعنی دم کٹا یا چھوٹی دم والا) اور ذو الطفیتین (یعنی جس کی پشت پر دو سفید داغ ہوں) کو مستثنیٰ کیا، کیوں کہ وہ نظر کو اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔ نضر بن شمیل ابتر کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ سیاہ رنگ کا دم کٹا سانپ ہوتا ہے۔ کسی حاملہ پر اس کی نظر پڑے تو اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔

4 جن آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں، لیکن وہ مختلف اشکال میں ڈھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف: ٢٧]

”بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔“

دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک شیطان چور کی شکل میں، صحابی کی زیرِ حراست صدقے کے مال سے چوری کرنے آیا تھا۔ صحابی نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شیطان ہونے کی خبر دی۔ (بخاری)

جن، مشہور قول کے مطابق ابلیس کی نسل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾ [الكهف: ٥٠]

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا تم آدم کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا، چنانچہ اس نے اپنے

رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر (بھی) تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، جبکہ وہ تمھارے دشمن ہیں؟''

5 بنی نوع انسان کی طرح جن بھی مکلّف ہیں اور ان کے اعمال کا بھی محاسبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ [الأنعام: ١٣٠]

''اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ وہ تم سے میری آیات بیان کرتے تھے اور تمھیں تمھاری اس آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔''

نیز فرمایا:

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ﴾ [الرحمٰن: ٣١]

''اے دو بھاری گروہو! (جن وانس) عنقریب ہم تمھارے (حساب کے) لیے فارغ ہوں گے۔''

ان کا نبی ﷺ سے قرآن سننا اور ان کے بعض کا مومن اور بعض کا کافر ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا﴾ [الجن: ١، ٢]

''کہہ دیجیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) غور سے سنا تو انھوں نے کہا بے شک ہم نے ایک عجیب

قرآن سنا ہے۔ وہ رشد وہدایت کی راہ دکھاتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم کسی کو بھی اپنے رب کا ہرگز شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ﴾ [الأحقاف: ۲۹]

"اور (یاد کیجیے) جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا، جب کہ وہ قرآن سنتے تھے، پھر جب وہ اس (کی تلاوت سننے) کو حاضر ہوئے تو کہا: خاموش رہو، چنانچہ جب (تلاوت) ختم ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر پھرے۔"

اور ان کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾

[الجن: ۱۱]

"اور یہ کہ ہم میں سے نیک بھی ہیں اور اس کے سوا بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں (مذاہب) پر تھے۔"

نیز نبی ﷺ کا ان کی طرح جانا اور ان سے ہم کلام ہونا حدیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"میرے پاس جنوں کا داعی آیا، میں اس کے ساتھ گیا اور ان پر قرآن کی تلاوت کی، پھر انھوں نے آپ ﷺ سے زادِ راہ کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ

کا نام لیا گیا، تم اسے پکڑو گے تو وہ گوشت سے بھر پور تمھارے ہاتھوں میں ہوگی اور ہر مینگنی تمھارے جانوروں کا چارہ ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان دو چیزوں سے استنجا نہ کرو، کیوں کہ یہ تمھارے بھائیوں کا توشہ ہے۔''[1]

6 ہم جنات کو ان کی اصل حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ انھیں کبھی کبھار اصل حالت پر دیکھنا نبی ﷺ کا خاصا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ بھی معاملے کے آغاز میں انھیں دیکھ پائے اور نہ آپ ﷺ کو ان کے قرآن سننے کا علم ہوا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے قرآن سننے کی خبر دی، پھر اس کے بعد آپ ﷺ ان کی طرف گئے اور انھیں ان کی اصلی اشکال یا دوسری شکلوں پر دیکھا اور یہ غیر نبی ﷺ کے لیے بھی ممکن ہے، جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو زکاۃ الفطر سے چوری کرتے دیکھا تھا۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''گذشتہ رات ایک سرکش جن مجھ پر آ کودا، اس نے میری نماز توڑنا چاہی، میں نے اس کا گلا دبایا، پھر میں نے اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھنا چاہا، لیکن مجھے میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی بات یاد آ گئی، پھر میں نے اسے چھوڑ دیا۔''[2]

نیز صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

''اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوا ہوتا اور مدینے کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔''

---

1. صحيح مسلم، رقم الحديث (٦٨٢)
2. صحيح البخاري، رقم الحديث (١١٣٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٤٢)

نیز سنن نسائی میں ہے:

''میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی۔''[1]

7 بلاشبہہ ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے سوا تمام لوگوں کو گمراہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ [الفاطر: ٦]

''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، لہٰذا تم اسے دشمن ہی جانو، بس وہ تو اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ [یٰسٓ: ٦٠]

''اے بنی آدم! کیا میں نے تمھیں (اس بات کی) تاکید نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

ہر انسان پر ایک شیطان مقرر ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک کو ایک جن ساتھی کے سپرد کیا گیا ہے، انھوں نے کہا۔ کیا آپ کو بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے، اب وہ مجھے صرف بھلائی کا حکم دیتا ہے۔''[2]

---

1. سنن النسائي، رقم الحديث (٥٥٠)
2. صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٠٣٤)

8 شیطان جیسے اغوا و فتنے کے ذریعے انسان کے لیے مضر ہے، اسی طرح اس کا حسی یا معنوی طور پر اذیت دینا بھی ممکن ہے۔ نیز ان کا مومن اور کافر، فرماں بردار اور نافرمان ہونا کتاب و سنت سے ثابت ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

﴿وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ [الجن: ۱۱]

''اور یہ کہ ہم میں سے نیک بھی ہیں اور اس کے سوا بھی ہیں۔''

پس عقل جن کے انسان کو اذیت دینے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ پہلے گزر چکا ہے کہ جن نے مالِ زکات سے چوری کی، علاوہ ازیں وہ کھانے وغیرہ میں بھی ہمارے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں کھانے پینے، گھر میں داخل ہونے حتیٰ کہ بیوی سے صحبت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا حکم دیا ہے۔

9 وسوسے کے معاملے میں اس کے شر سے بچنا اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے، ایمان کی مضبوطی، عبادت اور حسنِ سلوک پر ہمیشگی کرنے سے ہوگا، تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بن جائیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ ابلیس سے نجات دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ [الأعراف: ۲۰۰]

''اور اگر آپ کو شیطان کا کوئی وسوسہ ابھارے تو اللہ کی پناہ مانگیے، بے شک وہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

10 آخر پر وہ مسئلہ جس کا اکثر سوال ہوتا ہے:

سوال کیا جن بدنِ انسان میں دخول کی طاقت رکھتا ہے؟

جواب جن بدنِ انسان میں داخل ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس کی تردید کی کوئی دلیل نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا، کیوں کہ جن طبعی طور پر ناری ہے اور اس کا تلبس خاکی کے ساتھ کیسے ممکن ہے، اگر ایسے ہو تو وہ اسے جلا نہ دے، لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں، کیوں کہ جن و انس کی ابتدائی حالت برقرار نہیں رہی، جس کی دلیل گذشتہ حدیث یعنی نبی ﷺ کا جن کو پکڑنا، اس کا گلا دبانا اور اس کے لعاب کی ٹھنڈک محسوس کرنا ہے۔ اگر اس کی ناری طبیعت برقرار رہتی تو ضرور آپ کے ہاتھ مبارک کو محسوس ہوتی اور وہ مکان، گھر اور دیگر اشیا جل جاتیں جن میں شیطان داخل ہوتا۔

اس حوالے سے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں فرمایا:

''صرع کی دو قسمیں ہیں: ایک زمین کی ناپاک ارواح کی طرف سے اور دوسرا ردی اشیا کے استعمال سے، طبیب عموماً دوسری قسم کا علاج کرتے ہیں۔ ناپاک ارواح کی طرف سے صرع کے، ائمہ، عقلا اور اسلاف معترف ہیں اور ان کے نزدیک ایسی ارواح کے برے اثرات کا ازالہ نیک اور بلند مقام ارواح کے تعاون سے ممکن ہے۔''

پھر ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وہی اسرار کا وافر مقدار میں پہچان رکھنے والا شخص صرع کی اس نوع کا انکاری نہیں ہوتا۔''

پھر انھوں نے نبی ﷺ کے دور میں واقع ہونے والے واقعات، روح کی قوت کا اثر اور اس کے علاج میں پختگی وغیرہ کا ذکر کیا۔

روحوں کو حاضر کرنا

سوال کیا روحوں کو حاضر کرنا صحیح ہے؟

جواب سبھی ادیان میں یہ چیز مسلّم ہے کہ انسان مادہ اور روح سے مرکب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۝ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ﴾ [ص: ۷۱،۷۲]

''(یاد کیجیے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: بے شک میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں، چنانچہ جب میں اسے ٹھیک ٹھیک بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا۔''

جن ان تین عالموں میں سے ایک ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا مکلّف ٹھہرایا ہے۔ وہ تین عالم فرشتے، انسان اور جن ہیں اور تینوں مادہ و روح سے مرکب ہیں۔ فرشتوں کا مادہ نور، انسانوں کا مٹی اور جنوں کا آگ ہے اور روح کا عجب معاملہ ہے جس کا ادراک انسانی وساطت سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ [بني اسرائيل: ۸۵]

''اور وہ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہیے روح میرے

رب کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“

مسلمان علما کے نزدیک روح زندگی، فکر، چال چلن اور موت کے بعد بھی اہمیت کی حامل ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے ”الروح“ نامی کتاب بھی تالیف کی ہے۔ مسلمانوں کی دیکھا دیکھی مغرب نے بھی روح کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے تعلیمی اداروں میں اس کے متعلق معلومات کو رائج کیا ہے۔ روح تین قسم کے عوالم کے لیے ہے۔ انسانوں اور ان کے ساتھ حیوانات، پرندوں اور جانوروں کے لیے، فرشتوں اور جنوں کے لیے۔

ان ارواح کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟

① فرشتے شفاف عالم اور نوری مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مختلف اشکال اپنانے کی قدرت دے رکھی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ انھیں کسی نیک آدمی کی مہمات، مثلاً: وحی کی تبلیغ، لوگوں کے اقوال اور افعال کا دفاع اور جنگ میں مومنین کی مدد کے لیے مسخر کرے تو کوئی انسان ان پر غلبے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی ان سے مدد لے سکتا ہے۔ جب نبی ﷺ سے وحی کا تعطل ہوا، آپ ﷺ نزولِ جبریل علیہ السلام کا مشتاق ہونے کے باوجود، جبریل علیہ السلام اس وقت اترے جب اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا۔ صحیح بخاری میں ہے:

”نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: تم معمول سے زیادہ ہماری زیارت کیوں نہیں کرتے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت کا نزول ہوا:

﴿وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ [مريم: ٦٤]

”اور ہم (فرشتے) آپ کے رب ہی کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔“[1]

---

① صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٩٧٩)

اسی وجہ سے کسی انسان کے لیے فرشتے یا اس کی روح کو حاضر کرنا ممکن نہیں۔

② انسان سے جب روح کا انفصال ہوتا ہے تو روح کہاں ہوتی ہے؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اگرچہ کچھ روایات میں آیا ہے کہ اس کا بعض اوقات میں کچھ باتیں سننے، فرشتوں کا جواب دینے، نعمت و عذاب کو محسوس کرنے جتنا جسد کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے یا اس سے کچھ زیادہ، جیسے: انبیا کے متعلق ہے اور جیسے شہدا کے بارے میں آیا ہے:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٦٩]

''ان لوگوں کو مردہ خیال نہ کرو جو اللہ کے راستے میں مارے گئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں، انھیں ان کے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔''

نبی ﷺ سے شہدا کی روحوں کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان کی روحیں سبز پرندوں کے بدن میں ہیں اور ان کے لیے عرش سے معلق قندیلیں ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے ہیں، پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں، ان کا رب ان پر متوجہ ہو کر پوچھتا ہے: کیا تمھیں کسی (اور) چیز کی طلب ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہم کس چیز کی خواہش کریں جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں چرتے ہیں؟ یہ معاملہ تین بار ہوتا ہے۔ پھر جب وہ دیکھتے ہیں کہ سوال کیے بغیر چارہ نہیں تو کہتے ہیں: ''ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری ارواح کو ہمارے بدنوں کی طرف لوٹا دے، تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں شہید ہوں۔''[1]

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٣٥٠٠)

ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس محبوس ہوتی ہیں اور قیامت کے دن حساب کے لیے ان کے اجسام کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰]

''حتی کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا اے میرے رب! مجھے واپس بھیج، تا کہ میں اس (دنیا) میں، جسے میں چھوڑ آیا ہوں، نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! بے شک یہ ایک بات ہے جو وہ کہنے والا ہے اور ان کے آگے پردہ ہے اس دن تک جب وہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔''

کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ وہ مردوں کی ارواح کو حاضر کرے اور ان سے کسی طرح کی بات چیت کر سکے یا ان کے ذریعے کوئی غیبی خبر معلوم کر سکے، البتہ خواب میں ان پر تسلط کے بغیر ملاقات ممکن ہے۔ خوابوں کی تعبیر کرنے والوں کا کہنا ہے کہ میت کے احوال اس کی کہی ہوئی بات برحق ہے، کیوں کہ وہ دارِ باطل سے دارِ حق کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں مروی نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا۔'' یا ''گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔'' اور ''شیطان میری صورت نہیں اپنا سکتا۔''[1]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٤٧٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٢٠٦)

لیکن یہ دیکھنا انسان کے اختیار میں نہیں اور نہ اس میں اسے ارواح پر کوئی تسلط ہوتا ہے۔

③ جن عالمِ شفاف اور ناری مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مختلف اشکال اختیار کرنے کی قدرت دے رکھی ہے اور جیسے معجزۂ خداوندی کے بغیر فرشتوں کو نورانی حالت میں دیکھنا ممکن نہیں، ایسے ہی جنوں کو بھی ان کی اصل حالت پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [الأعراف: ٢٧]

"بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔"

ان کے کھانے، پینے اور دیگر امورِ زندگی کے مخصوص طریقے ہیں، ان میں نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾

[الجن: ١١]

"اور یہ کہ ہم میں سے نیک بھی ہیں اور اس کے سوا بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں (مذاہب) پر تھے۔"

نبی ﷺ نے بعض جنوں سے ملاقات بھی کی، انھوں نے آپ ﷺ سے قرآن سنا اور ایمان دار ہوئے۔ جیسے سورۃ الاحقاف میں آیا ہے۔

اللہ کے اذن سے سلیمان علیہ السلام کو جنات پر تسلط عطا ہوا، کسی دوسرے کے لیے یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین کو مسخر کر دیا تھا۔ جیسے فرمانِ الٰہی میں ہے:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ﴾ [ص: ۳۵۔۳۸]

''اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر کہ وہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، بلاشبہ تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہوا اس کے تابع کر دی تھی، وہ اس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی جہاں کا وہ ارادہ کرتا تھا اور شیاطین (جنات) کو (بھی تابع کر دیا) ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کو اور دوسروں کو (جو) زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔''

صحیح بخاری و مسلم میں آیا ہے:

''ایک جن رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کودا، وہ آپ ﷺ کی نماز توڑنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اس کا گلا دبایا، پھر اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنا چاہا، لیکن سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی، آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔''

صحیح مسلم کی روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔''

سنن نسائی کی روایت میں ہے:

''آپ ﷺ نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا جن کو حاضر کرنا اور کسی معین عمل سے اس پر غلبہ پانا ممکن نہیں، البتہ جن انسان پر تسلط اور کسی معین طریقے سے غلبہ پا سکتا ہے، ہاں جسے اللہ تعالیٰ قوت عطا کرے، وہ اس سے محفوظ رہے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا قول نقل کیا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ [ص: ۸۲،۸۳]

"اس نے کہا تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں سے مخلص و برگزیدہ ہوں۔"

ایسے ہی سرکش جنوں کا وسوسہ اور گمراہی کے بغیر بھی انسان کو کوئی ضرر پہنچانا ممکن ہے، اس موقف سے مانع کوئی دلیل نہیں۔

ہر انسان کے ساتھ اس کی ولادت سے لے کر مرنے تک ایک جن کا ہونا حدیثِ نبوی سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے، پھر وہ شیطان کی وجہ سے چیختا ہے، مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔"

پھر راویِ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر چاہو تو پڑھ لو:

﴿أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ [آل عمران: ۳۶]

"بے شک میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

مذکورہ شیطان ساتھی انسانوں کو ہر ممکن گمراہ کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾ [الحجر: ٤٢]

"بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں، مگر گمراہوں میں سے (تیرا زور اس پر چلے گا) جس نے تیری اتباع کی۔"

نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن مقرر ہے۔ انھوں نے کہا: آپ ﷺ کے ساتھ بھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے پس وہ فرماں بردار ہو گیا ہے اور مجھے سوائے خیر کے کسی چیز کا حکم نہیں دیتا۔"

لیکن انسان کا اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر جنوں پر تسلط نہ ہونا اس امر سے مانع نہیں کہ وہ اپنے بعض اغراض کے لیے ان سے تعاون نہیں لے سکتا۔ یہ چیز ہر دور میں موجود رہی ہے اور اس میں کاہن، عراف اور جادوگر معروف ہیں۔ آج کے دور میں اس تعاون و اتصال کو تحضیرِ ارواح سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ مرنے کے بعد انسانوں کی روحوں اور فرشتوں کی روحوں کو حاضر کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ جنوں کے ساتھ معروف ارواح کو حاضر کرنا ہے۔

کسی انسان کے ساتھ مقرر قرین اس کی آواز میں بات کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہے اور اس کی صورت بھی اپنا سکتا ہے اور وہ انسانی احوال سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ یہ قرین آپس میں بھی ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے اور سوال و جواب کرتے ہیں۔ قرین سعید بھی انسان کی آواز میں بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسے ہاتف کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کبھی کبھار یہ قرین انسان کے کام میں

معاون بھی ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس اس کے لیے مشقت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ بہر حال جنوں کا جہان انوکھا جہان ہے، جس کے اکثر احوال ہم سے مخفی ہیں اور مذکورہ تصرفات امکان کی قبیل سے ہیں۔

جب انسان، انسانی روح کو حاضر کرنے کے معین طریقوں پر عمل کرتا ہے تو اس کے سامنے اس کے قرین کی روح حاضر ہوتی ہے جو اس کی آواز کی نقالی کرنے اور اس کے اکثر حالات کی خبر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ دیگر قرناء سے مخفی امور کی انھیں اطلاع کرتا ہے اور ایسے خبروں کا باہمی تبادلہ ہوتا ہے۔ انسان یہ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ بولنے والی روح آدمی کی ہے جب کہ وہ اس کے قرین کی ہوتی ہے، البتہ مستقبل کی خبر اس کا قرین بھی نہیں دے سکتا، کیوں کہ وہ غیب کی قبیل سے ہے جسے جن نہیں جانتے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جنوں کی بات نقل کی:

﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [السبا: ١٤]

''پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس رسوا کن عذاب (مشقت) میں مبتلا نہ رہتے۔''

اور یہ قرناء اپنی خبروں میں جھوٹ بھی بولتے ہیں، مثلاً: کسی کافر کا قرین کہے: ''وہ نعمتوں میں ہے۔'' جب کہ بزبانِ قرآن عذابِ الیم میں ہے اور کسی بھی

انسان کی اصل روح موت کے بعد جھوٹ نہیں بول سکتی، کیوں کہ وہ دار الحق میں ہے، جس میں جھوٹ نہیں ہوتا۔ تحضیرِ ارواح کے دعوے دار نے کبھی نبی اکرم ﷺ کی روح حاضر کرنے کا دعویٰ نہیں کیا، کیوں کہ شیطان نہ ان کی صورت اپنا سکتا ہے اور نہ ان کی آواز کی تقلید کر سکتا ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ تحضیرِ ارواح جنات کی ارواح کو حاضر کرنے کا نام ہے اور ان ارواح کی خبر پر اعتماد جائز نہیں، وہ سچی بھی ہو سکتی ہے اور جھوٹی بھی اور جنات کی روحوں کو حاضر کرنا ممکن ہے۔ فرشتوں اور انسانوں کی ارواح کو حاضر کرنا ممکن نہیں اور اس امر کو خرافت کا نام دیتے ہیں۔ انسان پر لازم ہے کہ تحضیرِ ارواحِ جن سے دھوکا نہ کھائے۔ ایسے ہی جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے دجل اور فریب سے متنفر ہو کر جنات کے وجود کا انکار نہ کرے، وہ موجود ہیں اور بشر کی طرح مکلّف ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ انسان کو ضرر پہنچانے پر قادر ہیں اور ان کا ضرر وسوسہ اور گمراہ کرنے تک ہی محدود نہیں، بلکہ مادی چیزوں، مثلاً: کھانے، پینے اور پہننے حتی کہ بدن میں بھی ممکن ہے۔

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم قوتِ ایمان، اللہ تعالیٰ پر توکل، اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری اور حتی الامکان گناہ سے اجتناب کر کے اپنا دفاع کریں اور ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل کے میزان میں بھی اپنے امور کا وزن کریں اور جس کا علم نہ ہو اس کے انکار میں جلدی نہ کریں اور اس کے حق یا باطل کے ظہور تک تحقیق اور تدبیر سے کام لیں۔

سوال بعض لوگ بے اولاد جوڑوں کو سیاہ رنگ کا بکرا خریدنے اور اسے ایک متعین مدت تک گھر میں باندھنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان کا نظریہ یہ ہوتا ہے

کہ عدم اولاد کا سبب ''تابعہ'' نامی جننی ہوتی ہے۔ جب بکرا گھر میں بندھا ہوا ہوتو وہ اس گھر میں داخل نہ ہوگی اور حمل کا حصول ہوگا۔ اس کا حکم کیا ہے؟

جواب یہ جائز نہیں، بلکہ کہانت کی ایک قسم ہے۔ یہ جھوٹ، افترا اور بے بنیاد بات ہے۔ (اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

سوال کیا ایسے عالم کی اقتدا کی جاسکتی ہے جو ریت میں خط کھینچنے کے طریقے پر علمِ غیب کا دعوے دار ہے اور کیا ایسے عالم کا ذبیحہ اور اس سے مصافحہ کرنا جائز ہے؟

جواب جو شخص ریت میں لکیر لگا کر یا کتاب کھول کر یا ستاروں کو دیکھ کر یا جن وغیرہ کو حاضر کر کے علمِ غیب کا دعوی کرے، وہ کاہن ہے اور نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کی بات کی تصدیق کفر ہے۔ بنابریں اس کا ذبیحہ کھانا، اس کے پاس جانا، اس سے مجلس اور مصافحہ کرنا تمام امور جائز نہیں، البتہ اسے حق کی دعوت دینا اہلِ ایمان پر لازم ہے۔

سوال بچے کی پیدائش کے بعد اسے کسی بزرگ کے پاس لے جاتے ہیں، وہ بزرگ اس کے زائچے پر غور کرتے ہیں، پھر اس بچے کے نام پر غور کرتے ہیں اگر مناسب ہوتو خاموشی اختیار کرتے ہیں ورنہ اسے تبدیل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ جب کہ نبی ﷺ نے بھی بعض قبیح ناموں کو تبدیل کیا ہے۔

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ زائچہ دیکھنا کہانت ہونے کی وجہ سے جائز نہیں اور زائچہ کے نام کے مناسب نہ ہونے کی وجہ سے نام تبدیل کرنا کاہن کی تصدیق کے مترادف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قبیح ناموں کو تبدیل کرنا نبی ﷺ

کی سنت ہے۔ حتی کہ غیر قبیح ناموں کو بھی تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن زائچہ وغیرہ کی مناسبت اور عدمِ مناسبت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

سوال غیبی امور جاننے کے لیے جنات سے مدد لینا اسلام میں کیا حکم رکھتا ہے؟ نیز مقناطیسی تنویم کا اسلام میں کیا حکم ہے؟

جواب فتوی کمیٹی نے اس کا درج ذیل جواب دیا ہے:

غیبی امور کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، جن و انس سمیت کوئی مخلوق غیب دان نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر جنوں کے بارے میں کتاب اللہ میں ہے:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [السبا: ١٤]

''پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ (نافذ) کیا تو ان (جنوں) کو زمین کے کیڑے (دیمک) کے سوا کسی چیز نے بھی سلیمان کی موت کی اطلاع نہ دی، وہ اس کی لاٹھی کو کھاتا رہا، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس رسوا کن عذاب (مشقت) میں مبتلا نہ رہتے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: ٢٦، ٢٧]

"(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس (رسول) کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔"

نواس بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی حکم کی وحی کرنا چاہے تو وہ وحی کے الفاظ بولتا ہے۔ اس وقت آسمانوں پر اللہ کے خوف کی وجہ سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے، پھر جب اسے آسمانوں والے سنتے ہیں تو سجدے میں گر جاتے اور بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبریل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں پھر اللہ جو چاہتا ہے ان سے کلام کرتا ہے، پھر جب جبریل علیہ السلام کا فرشتوں کے پاس سے گزر ہوتا ہے تو ہر آسمان والے پوچھتے ہیں: "ہمارے رب نے کیا کہا ہے؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں: "قال الحق وهو العلي لكبير" "اس نے حق بات کی اور وہ بلندی والا اور بڑھائی والا ہے۔" پھر وہ سب جبریل علیہ السلام کی مانند بولتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام وحی کو وہاں لے جاتا ہے جہاں اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔"[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٤٨١) سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٧٣٨)

عاجزی سے اس کی بات سنتے ہیں اور ان کے پر پھڑ پھڑانے لگتے ہیں، گویا وہ چٹان پر پڑی ایک زنجیر ہیں:

﴿حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِہِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّکُمۡ ؕ قَالُوا الۡحَقَّ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ﴾ [السبا: ٢٣]

''حتی کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو (باہم) کہتے ہیں تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں حق (سچ کہا) اور وہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔''

''پھر اوپر نیچے کھڑے ہو کر بات چرانے والے (جن یا شیاطین) کوئی بات چرا لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو بتاتے ہیں، حتی کہ وہ بات کاہن یا ساحر تک سو جھوٹ ملا کر پہنچاتے ہیں، پھر کہا جاتا ہے: اس نے ہمیں فلاں فلاں دن یہ بات نہیں کی تھی، پس آسمانوں سے سنی ہوئی بات کی وجہ سے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔''

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ غیبی امور کو معلوم کرنے کے لیے جنات وغیرہ سے مدد مانگنا، ان کو پکارنا اور ان کی قربت چاہنا جائز نہیں، بلکہ یہ شرک ہے۔ عبادت اور استعانت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس نے بندوں کو بھی یہی سکھایا:

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ [الفاتحۃ: ٥]

'' (اے پروردگار!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

”جب تم سوال کرو تو اللہ سے کرو اور جب مانگو تو اللہ سے مدد مانگو۔“

دوسری بات: مقناطیسی تنویم کہانت کی ایک قسم ہے، جس میں سلانے والا مریض پر ایک جن مسلط کرتا ہے اور وہ جن مریض کی نقالی کرتے ہوئے سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ عامل جن سے اپنی مرضی کا کلام کہلوانے کے لیے جن کی مرضی کے اعمال سرانجام دیتا ہے۔ عموماً یہ طریقہ کسی چیز کی گمشدگی، چوری اور جسمانی امراض کے متعلق اختیار کیا جاتا ہے۔ دینِ اسلام میں اس کے جواز کا کوئی تصور نہیں، بلکہ یہ غیر اللہ کے حضور التجا کی وجہ سے شرک ہے۔

تیسری بات: انسان کا ”بحق فلان“ کہنے میں دو احتمال ہیں: ایک با کو قسمیہ بنانے کا اور ایک با کو وسیلہ اور استعانت کے معنی میں استعمال کرنے کا۔ بہر حال ایسا کہنا جائز نہیں۔

پہلی صورت اس لیے کہ مخلوق کے نام کی قسم مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ نبی ﷺ نے غیر اللہ کے نام کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ مسند احمد، ابو داود، ترمذی اور مستدرک حاکم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے غیر اللہ کے نام کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا۔“

دوسری صورت اس لیے ممنوع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی ذات اور شان کا وسیلہ نہ آپ ﷺ کی زندگی میں ڈالا اور نہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب کہ وہ نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو سب لوگوں سے بڑھ کر جانتے تھے، انھیں نبی ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن انھوں نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ نبی ﷺ کی تعلیم کے پیشِ نظر انھوں نے کبھی آپ ﷺ کی ذات یا

مرتبے کا وسیلہ نہیں ڈالا۔ نبی ﷺ سے اس وسیلے کا عدمِ ثبوت ہی اس کے ناجائز ہونے کی کافی دلیل ہے اور وہ چیز جس کا نبی ﷺ کے صحابہ سے ثبوت ملتا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور نبی ﷺ سے دعا کرواتے تھے اور یہ معاملہ آپ ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا، لیکن جب آپ ﷺ فوت ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ استسقا کے لیے نکلے تو یہ دعا کی:

"اے اللہ! ہم جب قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے حضور اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لاتے تھے تو تُو ہمیں پانی پلاتا تھا اور اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ تیرے حضور لائے ہیں پس تو ہمیں پانی پلا، پھر وہ پلائے جاتے۔"[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد اس وسیلے سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے رب سے دعا اور سوال کرنا ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام مراد نہیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کا مقام ان سے زیادہ اور اعلیٰ ہے اور وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ایسے ہی برقرار ہے، جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں تھا۔ اگر اس سے مراد مرتبہ و مقام کا وسیلہ ہوتا تو ضرور وہ عباس رضی اللہ عنہ کے بجائے نبی ﷺ کا وسیلہ ڈالتے، لیکن انھوں نے ہرگز ایسا نہ کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور صالحین کے مقام کا وسیلہ ڈالنا شرک کا دروازہ ہے، اس لیے شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی۔

سوال کاہن و عراف کا امام بننا جائز ہے؟ اس فاسق کاہن کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے جو مستقبل کے غیب کو جاننے کا دعوے دار ہے۔ جنوبی افریقہ کے کچھ کاہن ملاؤں کا روپ دھار کر جادو اور کہانت کے ذریعے لوگوں کے مال کھاتے

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٦٤٧٨) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٤٢٠٦)

ہیں۔ کچھ ہندوستانی اور پاکستانی لوگوں کے پاس کچھ بال ہیں جن کو وہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کر کے دھوکے بازی کر رہے ہیں اور ان کی زیارت کرنے والوں سے 30 یا 100 روپے وصول کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب عراف اور کاہن لوگوں میں سے جس نے ستاروں یا کتاب میں دیکھ کر، ریت میں خط کھینچ کر یا کسی جن سے خدمت لے کر، علاوہ ازیں ان تمام وسائل سے جو عادی نہیں، یہ دعویٰ کیا کہ وہ غیب جانتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کا انکاری ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

”کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔“

اور اس فرمان کا:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: ٢٦،٢٧]

”(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس (رسول) کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔“

اور اس فرمان کا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ [لقمان: ٣٤]

”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (ماؤں کے) پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ خوب جاننے والا، خوب باخبر ہے۔“

نبی ﷺ نے اس کی وضاحت یوں کی:

”جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کا سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہ ہو گی۔“

نیز فرمایا:

”جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔“[1]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی کی یا کروائی، کہانت کی یا کروائی اور جادو کیا یا کروایا، اور جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔“[2]

مذکورہ بحث کے پیشِ نظر معلوم ہوا کہ جو شخص ان کی حالت سے واقف ہو، وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔

سوال کاہن یا عراف فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب کاہن اور عراف جب اپنے پیشے پر ہی فوت ہوں اور غیب دان ہونے کے دعوے پر مریں۔ ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، اگرچہ وہ نمازی

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

[2] مجمع الزوائد (۱۰۳/۵)

ہوں، کیوں کہ ان کا غیب دان ہونے کا دعویٰ نماز اور دیگر اعمال کو ضائع کرنے کے لیے کافی ہے۔

سوال تنذیر (یعنی جن وشیاطین کو کسی شخص کے ساتھ مکروہ عمل کرنے کے لیے بلانا) کیا حکم رکھتا ہے، مثلاً: کہا جاتا ہے: اسے پکڑ لو، اسے لے جاؤ، اسے بھگا دو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے بول بولنے والے کا کیا حکم ہے؟ جب کہ میں نے سن رکھا ہے کہ ''جس نے جن کو پکارا اس کی نہ نماز ہوتی ہے نہ روزہ، نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔

جواب جنات سے مدد اور ان کی پناہ مانگنا عبادت میں شرک ہے، کیوں کہ یہ غیر شرعی طریقے سے جن سے فائدہ اٹھانا ہے جو حرام اور ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ [الأنعام: ١٢٨]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا:) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے (تو دوسری بات

ہے)، بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[الأنعام: ١٢٩]

''اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر ان کاموں کی وجہ سے مسلط کر دیتے ہیں جو وہ کرتے رہے۔''

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ [الجن: ٦]

''اور بے شک انسانوں کے کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ پکڑتے تھے، تو انھوں نے ان کو سرکشی میں بڑھایا۔''

پس غیر کو نقصان پہنچانے اور اپنے آپ کو غیر کے شر سے بچانے کے لیے کسی جن سے مدد مانگنا شرک ہے اور اس کے مرتکب کی نہ نماز ہوتی ہے اور نہ روزہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

[الزمر: ٦٥]

''اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال ضرور ضائع ہو جائیں گے اور آپ ضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

اور جس کا شرک معروف ہو جب وہ مر جائے تو اس کی نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے۔

سوال کسی علاقے میں ایک مسلمان آدمی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اس کے

پاس ایک جن ہے، لوگ اس کے پاس آتے ہیں اور اپنی امراض کی دوا پوچھتے ہیں اور وہ جن ان کے لیے دوا تجویز کرتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟ میں لوگوں کے سامنے اسے ناجائز کہتا ہوں تو وہ غصہ کرتے ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے، جواب ارسال کر دیں۔

جواب اس آدمی کا جن سے خدمت لینا جائز نہیں اور نہ لوگوں کے لیے اس سے علاج کروانے جانا جائز ہے۔ انسان طبیبوں کے جائز ادویات سے علاج کرنے سے نہ صرف باذن اللہ شفا ہوتی ہے، بلکہ کاہنوں کی کہانت سے بھی محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق کاہن کے پاس جا کر سوال کرنے سے چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اس کی بات کی تصدیق کرنا محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے انکار کے مترادف ہے۔ مذکورہ شخص اور اس کے جن ساتھی عراف اور کاہن ہیں، جن سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں۔

سوال دو آدمیوں کے درمیان ایک مسئلے میں اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو اور وہ کسی طبیب کے پاس علاج کے لیے جائے، طبیب اس کے لیے مباح اور جائز دوا تجویز کرے تو اسے لینے اور عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ طبیب جادوگر ہو۔ جب دوا جائز اور مباح ہے تو اس کے پاس جانے میں بھی کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ دوسرا کہنے لگا: میں جادوگر اور شعبدہ باز کے پاس جانے کو ہی کفر اور اعمال کا ضیاع سمجھتا ہوں، اگرچہ وہ دوائی جائز تجویز کرے، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا، اس کی چالیس راتوں کی نماز غیر مقبول ہے اور جس نے کاہن کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ وحی کا انکار کیا۔“

ان دونوں کے اختلاف کا شرعی حل مطلوب ہے؟

جواب کاہن اور عراف کے پاس جانا اور ان سے کوئی سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں۔ ان کی دلیل سوال میں دوسرے آدمی کے موقف میں گزر چکی ہے، علاوہ ازیں صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔[1]

اصحابِ سنن اور حاکم نے بھی ”کاہن کی تصدیق کرنے والے کے کفر“ کی دلیل کو روایت کیا ہے۔

سوال بعض لوگوں کا گمان ہے کہ ہم پوشیدہ امراض کا علاج کرتے ہیں۔ زوجین کے درمیان الفت یا نفرت پیدا کرنے کا عمل بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بے اولادوں کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اولاد دیتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے پاس ایسی خرافات، اعمال اور اعتقادات ہیں جو شرک سے خالی نہیں۔ ان کا اور ان کی طرف جانے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب کاہنوں، عاملوں اور جادوگروں کے پاس جانا، ان سے کسی چیز کا سوال کرنا، ان کی تصدیق کرنا اور ان کی آرا پر عمل کرنا احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں حرام ہے۔

سوال مفقود مال کی تلاش میں کسی شخص کے پاس جانا اور اس کا مخبر کے ذریعے

---

[1] صحيح مسلم بشرح النووي (١٤-٢٢٣)

مال تلاش کرنا، پھر کبھی مال کا برآمد ہونا اور کبھی نہ ہونا۔ اس طرح کے لوگوں کے پاس جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب ایسے لوگوں کے پاس جانا منع ہے، کیوں کہ وہ کاہن ہیں اور نبی اکرم ﷺ کا کاہن کے پاس جانے، اس سے سوال کرنے اور اس کی تصدیق سے منع کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

سوال مالِ مفقود کی برآمدگی کے لیے ایسے لوگوں کی طرف جانے کا کیا حکم ہے جو دینِ حنیف کی تعلیمات کو اپنانے میں معروف ہیں اور قرآن اور حدیث شریف ہی کی تلاوت اور قراءت کرتے ہیں؟

جواب قرآن و حدیث کی محض قراءت سے مفقود چیز کی نہ جگہ معلوم ہوتی ہے اور نہ وہ مالک کی طرف لوٹتی ہے۔ محض قرآن و حدیث کی تلاوت کے ذریعے مالِ مفقود کی جگہ معلوم کرنے کے دعوے دار کے پاس جانا کاہن و دجال کے پاس جانے کے مترادف ہے، اگر چہ وہ دین پر تمسک اور صالحیت کا دعوے دار ہو۔ ایسے لوگ قرآن و حدیث کی قراءت کا اظہار صرف گمراہ کرنے کے لیے کرتے ہیں، درحقیقت وہ کاہن و جادوگر ہوتے ہیں۔

سوال میں ایک بستی کا رہائشی ہوں، جس کے اکثر باسی طلاسم، حروفِ مقطعات اور کچھ بدبودار جڑی بوٹیوں سے علاج کرنے والے کاہنوں سے شفا طلب کرتے ہیں۔ ان کے علاج کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ مریض کو ایک تاریک کمرے میں ایک معین مدت کے لیے بند کر دیتے ہیں اور کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

اسی طرح وہ مریض اور اس کے گھر والوں کو مخصوص صفات کے حامل

جانور، مثلاً: سیاہ بکرا اور سیاہ بیل ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں اور بستی کے اکثر لوگ اس شخص کو برا اور نادان سمجھتے ہیں جو انھیں ان کاموں سے منع کرے اور نصیحت کرنے والے لوگ دعوت کی غرض سے ان سے بظاہر تعلقات بھی رکھتے ہیں، لیکن ان کا یہ طرزِ عمل اب تک کوئی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس بستی کے باسیوں کی دعوت قبول کرنا، عید خوشیوں کے موقعوں پر ان کے ذبیحوں کا گوشت کھانا، ان سے میل جول اور دیگر معاملات جائز ہیں اور ان کے مذکورہ کام ان کے دینِ اسلام سے خروج کا باعث ہیں یا امورِ دین سے لاعلم ہونے کی وجہ سے وہ معذور ہیں؟

جواب پہلی بات یہ ہے کہ مذکورہ حالات کے پیشِ نظر یہ لوگ کافر ہیں اور ان کے پاس شفا کے حصول کے لیے اور ان کی کہانت کی تصدیق کے لیے آنے والا شخص بھی کافر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ سچی توبہ نہ کر لیں، ان کی دعوت قبول کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی خوشیوں میں شریک ہونا جائز نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ میل جول صرف انھیں دعوتِ حق دینے، کہانت کا حکم بتانے اور کاہنوں کی تصدیق کے انجام سے ڈرانے کے لیے جائز ہے ورنہ نہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ مذکورہ کاہن اور ان کے پاس آنے اور ان کی تصدیق کرنے والے دینِ اسلام سے خارج ہیں۔

سوال کاہنوں کے پاس جانا کیسا ہے؟

جواب صحیح و صریح شرعی دلائل کی روشنی میں کاہنوں کے پاس علاج وغیرہ کے لیے جانا حرام ہے، اگرچہ کوئی شخص یہ عقیدہ بھی رکھے کہ شفا اللہ تعالیٰ کے

ہاں میں ہے اور کاہنوں کا عمل سبب ہے۔ پھر بھی حرام ہے۔

سوال ہمارے ہاں ایک عورت ہے جو فرضی و نفلی عبادات کی پابند ہے، تہجد و اشراق کی نماز بھی ادا کرتی ہے، ہر مہینے تین روزے بھی رکھتی ہے، لیکن وہ بذریعہ کہانت کچھ نفسانی امراض کا علاج بھی کرتی ہے۔ کیا اس کا یہ کام درست ہے؟ جب یہ عبادت گزار عورت اسی حالت میں فوت ہوگئی تو اس کا یہ عمل اس کے دیگر اعمال پر کیا اثر مرتب کرے گا؟

سوال غائبہ نامی ایک عورت ہے جس کے پاس غیب کی خبریں پوچھنے کے لیے لوگ کثرت کے ساتھ آتے ہیں، کیا اس عورت کے پاس جانا جائز ہے؟

جواب کاہنوں کے پاس آنا اور ان کی تصدیق کرنا حرام ہے اور نہ غیب کی دعوے دار عورت کے پاس جانا جائز ہے، کیوں کہ وہ کاہنہ و کافرہ ہے۔ غیب کا دعوے دار طب سے تعلق رکھے یا نہ رکھے، اس کے پاس جانا، سوال کرنا اور اس کی تصدیق کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عامل کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، اس کی چالیس راتوں کی عبادت قبول نہ ہوگی۔''[1]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

سوال طبِ عربی کے دعوے دار جب کسی مریض کا علاج کرتے ہیں تو وہ مریض شفایاب ہو یا نہ ہو، ان کی اجازت کے بغیر کسی اور معالج کے پاس نہیں

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

جا سکتا۔ اگر وہ مریض کو کسی اور کے پاس جانے کی اجازت دے دیں تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی از خود چلا گیا تو وہ اسے کسی حالت میں، خوف، مرض، جنون یا کوئی نقصان دینے پر قادر ہونے کے دعوے دار ہوتے ہیں، کیا ایسے ہو سکتا ہے؟

جواب کسی کے لیے نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں، مگر جو اللہ نے مقدر میں لکھ دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جان لو! اگر امت تجھے کسی چیز میں نفع دینے پر جمع ہو جائے تو تجھے اس نفع کے سوا کچھ نفع نہیں دے سکتے جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر وہ تجھے نقصان دینے پر اکٹھے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے کے علاوہ وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے سکتے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔''[1]

پہلے گزر چکا ہے کہ کاہنوں، عاملوں اور جادوگروں کے پاس جانا، ان سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا اور ان سے علاج کروانا ناجائز اور حرام ہے، بلکہ امت پر لازم ہے کہ وہ ان کا کما حقہ انکار کریں، انھیں حکمرانوں سے سزا دلوا کر منطقی انجام تک پہنچائیں۔ ان کے معاملے پر پردہ ڈالنا اور ان کا دفاع کرنا بھی حرام ہے، کیوں کہ وہ مسلمانوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہیں۔

سوال اگر کوئی انسان ان کے پاس سے نکلنا چاہے اور وہ اسے روک لیں تو کیا انھیں مال دے کر ان سے دُور ہونا جائز ہے؟ اور کیا ان سے جان، پہچان کی وجہ سے انھیں سلام کہنا جائز ہے یا یک بارگی انھیں چھوڑ ہی دے؟

جواب ان سے حاصل کردہ اعمال کے عوض میں انھیں مال دینا جائز نہیں، البتہ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥١٦)

ان کے شر سے بچنے کے لیے مال دینے میں کوئی حرج نہیں۔ جب تک وہ اپنے اعمال کو چھوڑ کر تائب نہ ہو جائیں، ان سے سلام لینا جائز نہیں، بلکہ انھیں کلی طور پر چھوڑ دینا اور منطقی انجام تک پہنچانا لازم ہے۔

سوال میری والدہ ایک عرصے سے صرع کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ابتدا میں یہ مرض جنون کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ہم ایک امام مسجد کو ان کے پاس لائے، انھوں نے دم کیا تو والدہ کو افاقہ ہو گیا، لیکن امام کے جانے کے بعد کیفیت پھر وہی ہو گئی۔ دوبارہ امام نے دم کیا تو افاقہ ہو گیا، لیکن جب وہ واپس گئے تو پھر وہی کیفیت ہو گئی۔ کچھ ہفتوں تک معاملہ یوں ہی چلتا رہا، لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ انھیں ایک جننی لاحق ہو گئی۔ ہم اسی امام کو لائے، انھوں نے اسے نکال دیا، لیکن وہ پھر لوٹ آئی۔ پھر ہم ایک اور امام کو لائے، انھوں نے جننی کو نکال دیا، مگر وہ پھر لوٹ آئی۔

بہر حال کچھ عرصہ معاملہ یوں چلتا رہا۔ جب جننی آتی تو ہم اسے نکالنے والے کو لے آتے۔ آخری سے پہلی دفعہ میری والدہ نے کہا: کہ اس امام کو لاؤ جس نے جنوں کی حالت میں دم کیا تھا۔ ان کو لایا گیا، انھوں نے جننی کو نکالا اور کہنے لگے کہ والدہ کا کمرہ جنون سے بھرا پڑا ہے۔ یہ جان کر ہم نے انھیں دوسرے کمرے میں منتقل کر دیا، لیکن افسوس! حالت پھر وہی رہی۔ پھر انھوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں انھیں کسی قبر کے مجاور کے پاس لے جاؤں، میں نے ان کا مطالبہ تو پورا کر دیا، لیکن بے سود۔ پھر ہم ایک تاجر کے پاس گئے جس نے ہمیں کچھ تعویذات اور جڑی بوٹیاں دیں۔ بعض تعویذات کو لٹکانا تھا اور بعض کو پانی میں ڈال کر اس پانی سے غسل کرنا تھا اور بعض جڑی بوٹیوں کو اس نے کھانے کا

حکم دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس معاملے میں میرا کام صحیح ہے یا خلافِ شرع؟ نیز صحیح عمل کی طرف میری رہنمائی بھی کر دیں؟

جواب پہلی بات: عرافین اور کاہنوں کی طرف، ان سے کسی چیز کا سوال کرنے جانا حرام ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی عبادت قبول نہیں ہوگی۔"[1]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کوئی تعویذ لٹکایا اللہ اس کے (مفاد) کو پورا نہ کرے گا اور جس نے گھونگا لٹکایا اللہ اس (کی مرض کو) دور نہیں کرے گا۔"

دوسری بات: تعویذ لٹکانا درست نہیں۔

تیسری بات: کسی دربار پر برکت کے حصول کے لیے اور یہ عقیدہ رکھ کہ وہاں رہنے والے کسی نفع یا نقصان کے مالک ہیں، یا بیماری، جنون وغیرہ کو شفا دینے کا اختیار رکھتے ہیں، بہت بڑا کفر ہے۔ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کا علاج شرعی دم اور مباح ادویات کے ذریعے کروائیں اور نبی ﷺ کا فرمان یاد رکھیں:

"جو علم نجوم ایک شاخ پر گیا وہ جادو کی ایک شاخ پر گیا۔ جتنا اس سے زیادہ کرے گا، اتنا جادو آگے بڑھے گا۔"[2]

سوال بیماری کی تشخیص اور اس کی دوا متعین کرنے کے لیے معرفت کے دعوے داروں کے پاس قمیص یا کوئی کپڑا بھیجنے کا کیا حکم ہے؟

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

[2] مسند احمد (۱/۲۲۷۔۳۱۱) سنن ابن ماجه، رقم الحدیث (۳۷۱۶)

جواب غیبی امور کو جاننے کا دعویٰ کرنے والوں کی طرف جانا حرام ہے، ان کی طرف قمیص یا کوئی کپڑا بھیجنا ناجائز ہے اور نبی ﷺ کے فرامین کے مطابق ان کی بات کی تصدیق کرنا بھی حرام ہے۔

سوال طبیب کے پاس جانا اور اس سے مریض کی بیماری کے اسباب پوچھنا اور اس کا وہ اسباب بیان کرنا، اللہ کے ساتھ شرک ہے کہ نہیں؟

جواب طبیب جب کاہن، عراف یا جادوگر نہ ہو تو اس سے مذکورہ چیزوں کا سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال 8 ذوالحجہ 1403ھ کو میری خالہ کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی۔ یکم رمضان 1405ھ کو اللہ نے مجھے بیٹا عطا کیا جس کا نام میں نے موسیٰ رکھا۔ شعبان 1406ھ میں میری بیوی کا تین ماہ کا حمل ساقط ہو گیا۔ پھر ربیع الاول 1407ھ کو میرا بیٹا اللہ کو پیارا ہو گیا۔ بیٹے کی وفات کے بعد میری خالہ (ساس) ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی: ''میں ایک آدمی کے پاس گئی جو کتاب اللہ کا عالم ہے، اس نے مجھے بتایا ہے کہ تمھاری بیٹی (سائل کی بیوی) کے ساتھ تابعہ نامی جننی ہے جو حسد کی بنیاد پر بچوں کو قتل کر دیتی ہے اور وہ آدمی جننی کو مار بھگانے کی طاقت رکھتا ہے۔'' میں نے اس بات کا انکار کر دیا۔ پھر 3 شعبان 1407ھ کو اللہ نے مجھے ایک بیٹی عطا کی، لیکن وہ بھی ولادت کے دوسرے دن اللہ کو پیاری ہوگئی۔ میری خالہ پھر آئی اور کہنے لگی: ''کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ تم اس آدمی کے پاس جاؤ اور یہ روز روز کا قصہ ختم کرو۔'' پھر وہ اور اس کے ساتھ میرے ابو بھی ہمیں اس شخص کے پاس تابعہ سے جان چھڑانے کے لیے بھیجنے پر اصرار کرنے لگے۔ میں نے

ان سے مہلت مانگی اور اللہ سے خیر کی امید کرتے ہوئے اس کی توفیق سے آپ کی طرف یہ خط لکھا، تاکہ آپ اس حوالے سے میری شرعی راہنمائی فرمائیں؟ جزاکم اللہ خیرا

جواب آپ نے اپنی خالہ کے ہمراہ اس شخص کے پاس نہ جاکر اچھا کیا ہے، کیوں کہ وہ کاہن ہے اور آپ کا صحیح بات کی تحقیق کے لیے اہلِ علم سے رجوع بھی قابلِ تحسین ہے۔ آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ آپ، آپ کی بیوی اور دیگر اہلِ خانہ شرعی دم اپنائیں۔ سورۃ الفاتحہ اور معوذات پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونکیں، پھر دونوں حتی الامکان اپنے بدن پر پھیریں۔ یہ عمل تین بار دہرائیں اور یہ دعا پڑھا کریں: "أعیذك بكلمات اللّٰه التامة من كل شیطان وهامة و من كل عین لامة" آپ کو ہم یہ نصیحت کرتے ہیں کہ آپ امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب "الأذكار"، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی "الكلم الطیب" اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کی "الوابل الصیب" خرید لیں۔ جن میں آپ کو کثرت سے شرعی دم اور نفع بخش اذکار مل جائیں گے۔

سوال ہم مندرجہ ذیل دو حدیثوں کو کیسے جمع کریں گے:

1. ''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، پھر اس کی تصدیق کی اس کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔'' یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔
2. ''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔'' پہلی حدیث کفر پر دلالت نہیں کرتی، جب کہ دوسری کفر پر دلالت کر رہی ہے۔

جواب دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔ آخر الذکر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کاہن سے اس کے سچا ہونے کا عقیدہ رکھ کر اور اسے عالم الغیب جان کر سوال کرے وہ کافر ہے، کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا انکار کیا ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

لیکن اول الذکر حدیث میں ''فصدقه'' یعنی اس نے اس کی تصدیق کی کے الفاظ موجود نہیں۔

سوال ستاروں کے ساتھ وقت متعین کرنے والے لوگوں کا کیا حکم ہے؟ مثلاً: کوئی شخص کہتا ہے ''جب یہ ستارہ اس جگہ ہو تو موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔''

جواب ستاروں کے اوقات اور منزلوں پر احکام کی بنیاد رکھنا جائز نہیں اور ایسے کہنے والا شخص اگر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ بارش کے نزول میں ان چیزوں کو کوئی عمل دخل ہے تو یہ شرک و کفر ہے۔ اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ موثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لیکن عموماً نزول بارش کے وقت فلاں ستارہ اس جگہ ہوتا ہے تو پھر ایسا کہنا حرام نہیں۔ پس بندے کے لیے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خصائص کو حقیقی یا مجازی طور پر اس کے غیر کے لیے ثابت کرے۔ اس بارے میں اصل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کے معاملے سے ہوں گی اور وہ انھیں ترک نہیں کریں گے: احساب پر فخر، انساب میں طعن، ستاروں

سے پانی طلب کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔''[1]

''نبی ﷺ نے ایک صبح جب بارش ہوئی تھی تو اپنے صحابہ سے کہا تھا: ''تم جانتے ہو تمھارے رب نے کیا فرمایا؟'' صحابہ نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بندوں میں سے بعض مومن ہوئے اور بعض کافر، جس نے کہا: ''ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا انکاری اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''[2]

اس حدیث کے راوی زید بن خالد جہنی ہیں۔

سوال کیا نجومیوں کا کلام سچ ہے؟ کیا وہ کسی غیبی امر کی پہچان پر قادر ہیں اور کیا جادو انسان پر اثر انداز ہوتا ہے؟

جواب نجومی کسی غیبی امر کی پہچان نہیں رکھتے اور اس بارے میں ان کا کلام تخمینہ، گمان اور جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

سورۃ الجن میں فرمایا:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

[1] صحيح مسلم (٦/٢٣٥) سنن الترمذي، رقم الحديث (١٠٠٨)

[2] صحيح البخاري (١/٢٠٥) صحيح مسلم (٢/٥٩)

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: ٢٦، ٢٧]

''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس (رسول) کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔''

علاوہ ازیں اس معنی کی متعدد آیات اور احادیث ہیں۔ جادو کبھی تو محض ایک خیال ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے قصے میں فرمایا:

﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰہٰ: ٦٦]

''موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں۔''

اور کبھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مسحور میں موثر ہوتا اور اسے نقصان دیتا ہے، جیسے: سورت بقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کے بارے میں فرمایا:

﴿فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرۃ: ١٠٢]

''چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

سوال ایک مسلمان عربی طبیب ہے، لوگوں کی کثیر تعداد اس سے علاج کروانے جاتی ہے۔ وہ اپنے سامنے بیٹھے لوگوں سے کہتا ہے: شفا دینے والا اللہ ہے، میں صرف سبب تلاش کرتا ہوں، پھر وہ بعض جائز علاج بھی بتاتا ہے اور کچھ

مٹے ہوئے الفاظ والے ورق دیتا ہے جنھیں پانی میں ڈال کر پینا ہوتا ہے، لیکن میں نے اسے ایک عجیب کام کرتے ہوئے دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ اس نے ایک آدمی کو ورق دیا اور اسے کہا کہ وہ اس ورق کو گدھے کی کھال میں رکھ کر لٹکا دے، تا کہ تیرے بچوں کی ماں بیماری سے محفوظ رہے۔ اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ معلوم رہے کہ اس کا لٹکانا صرف مدتِ حمل میں ہے۔

جواب مذکورہ شخص کے پاس جانا جائز نہیں، کیوں کہ وہ شعبدہ باز ہے اور اس نے آدمی کو جو حکم دیا کہ وہ ورق کو گدھے کی جلد میں رکھ کر وضع حمل تک لٹکائے، نا قابلِ اطاعت ہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، کیوں کہ اس نے گدھے کی جلد میں رکھے ورق کو مانع بنا دیا، جب کہ مرض کو زائل کرنے اور روکنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ عمل تمائم لٹکانے کی جنس سے ہے، جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ (اس کے مرض کو) ختم نہیں کرے گا۔“

سوال میرے والد کو کافی دیر سے ایک مرض لاحق ہے جس کا ہم نے ہر ممکن علاج کروایا، لیکن شفا یابی نہ ہوئی۔ جب طبیبوں پر ان کا علاج مشکل ہوگیا تو میرے اہلِ خانہ نے ایک شعبدہ باز سے رابطہ کیا کہ اس کے پاس میرے والد کا کوئی علاج ہے، لیکن میں نے اس طریقے سے انکار کیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ شعبدہ باز کے پاس جائیں، کیوں کہ مجھے اس کے حرام ہونے کا علم تھا۔ اپنے گھر والوں کو بھی میں سے ڈرایا، لیکن انھوں نے میری بات رد کرتے ہوئے کہا: تجھے ان چیز کا کوئی علم ہی نہیں کہ یہ لوگ بڑے خیر خواہ ہوتے ہیں اور دین میں ان کی ممانعت بھی نہیں ہے وغیرہ۔

مجھے ان شعبدہ بازوں سے ان کے طریقہ علاج کا مشاہدہ کر کے نفرت اور عداوت ہوئی۔ بعض طریقے جن کا میں نے مشاہدہ کیا یہ ہیں: ان میں سے ایک نے میرے گھر والوں سے والد صاحب کا عمامہ منگوایا۔ جب گھر والے عمامہ لائے تو اس نے والد صاحب کا چیک اپ کیے بغیر مرض بتلا دیا۔ ایک شعبدہ باز کو میں نے سنا جو مریض کو دیکھ کر کہنے لگا: تیرا ستارہ زین ہے۔ ایک دوسرا مریض کو کہہ رہا تھا۔ ''تم ایک سیاہ بکری ذبح کرو اور اس کی اضافی چیزوں کو اس کی کھال میں رکھ کر ایسی جگہ پھینکو جہاں اسے کوئی دیکھ نہ سکے اور مریض کے علاج کے لیے ذبیحہ کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل کر کے ذبح کرنا ہے۔'' اب ان لوگوں کا عقیدہ دیکھیں کہ علاج کے لیے ذبح کی جانے والی بکری پر کسی کی نظر پڑ گئی تو دوا غیر موثر ہو جائے گی اور اس کے علاوہ بھی متعدد فاسد اعمال ہیں۔ بعض لوگ جن کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ آپ سے میری التماس ہے کہ دین میں ان امور کا حکم واضح کریں؟ مجھے اللہ پر امید ہے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل کرے گا جو بات سنتے اور اچھی بات کی تائید کرتے ہیں۔

جواب شعبدہ باز مداریوں کے پاس علاج کے لیے جانا حرام ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے جو طریقے بیان کیے ہیں، یہ سب کہانت اور شعبدہ بازی پر مبنی ہیں اور ایسا کرنے سے ان کا مقصد باطل کے ذریعے لوگوں کے مال کھانا ہے۔ آپ کا شعبدہ بازی کے ذریعے اپنے والد کے علاج کا انکار اور انھیں حق کی نصیحت کرنا قابلِ تحسین عمل ہے۔ متعدد صحیح احادیث میں ایسے لوگوں کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

سوال تحضیرِ ارواح بظاہر استدعا کا امکان یا وسیط کے واسطے سے کسی دوسرے

جہاں کی روح کو حاضر کرنا یا کسی روحانی عالم کے واسطے سے یہ کام کرنا معلوم ہوتا ہے۔ دینِ اسلام کا اس بارے میں کیا موقف ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور قصص کے ساتھ جواب دیں۔

جواب تحضیرِ ارواح جن کی خدمت لینے اور اسے دعاؤں اور تعویذات کے ذریعے حاضر کرنے کے کام سے معروف جو کہانت اور شعبدہ بازی کی ایک قسم ہے۔ اس میں غالباً شرک، جھوٹ اور علمِ غیب کا دعویٰ ہوتا ہے جس وجہ سے یہ شرعاً ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ [الجن: ٦]

''اور بے شک انسانوں کے کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ پکڑتے تھے، تو انھوں نے ان کو سرکشی میں بڑھایا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[الأنعام: ١٢٨، ١٢٩]

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا (تو فرمائے گا:) اے جنوں کے گروہ! تم نے انسانوں میں سے بہت زیادہ (گمراہ) کیے

تھے اور انسانوں میں سے ان کے دوست کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اس میعاد کو پہنچے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی، اللہ فرمائے گا آگ ہی تمھارا ٹھکانا ہے، تم اس میں ہمیشہ رہو گے، ہاں اگر اللہ چاہے (تو دوسری بات ہے)، بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض پر ان کاموں کی وجہ سے مسلط کر دیتے ہیں جو وہ کرتے رہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے چٹان پر پڑی زنجیر کی مثل اپنے پروں کو عاجزی سے پھڑ پھڑانے لگتے ہیں:

﴿حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ [السبا: ٢٣]

"حتی کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو (باہم) کہتے ہیں تمھارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں: حق (سچ کہا) اور وہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔"

پھر بات چرانے والے شیاطین تہہ بہ تہہ ہو کر بات چراتے ہیں۔ سب سے پہلے سن لینے والا دوسرے کی طرف، پھر دوسرا تیسرے کی طرف بات منتقل کرتا ہے، پھر بالآخر کاہن یا جادوگر کی زبان پر وہ بات آجاتی ہے۔ شہابیہ کبھی تو اسے بات لینے سے پہلے ہی گرا دیتا ہے اور کبھی وہ شہابیہ سے قبل بات چرا کر آگے منتقل کر دیتا ہے، پھر

کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے: کیا اس نے ہمیں فلاں فلاں دن یہ بات نہیں کہی تھی؟ پھر وہ اس بات میں سچا ثابت ہوتا ہے جو آسمانوں سے سنی گئی۔"[1]

و باللہ التوفیق و صلی اللہ علیٰ النبي محمد ﷺ.

سوال رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث "کوڑھی والے سے شیر سے بھاگنے والے کی طرح بھاگ" کے صحیح یا ضعیف ہونے کی وضاحت کریں؟

جواب یہ حدیث صحیح بخاری کے کتاب الطب، باب الجذام میں موجود حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ مکمل حدیث یہ ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ بیماری متعدی ہے اور نہ بد شگونی، نہ اُلو (کا بولنا کوئی حیثیت رکھتا ہے) اور نہ صفر (میں کوئی نحوست) ہے۔ اور مجذوم سے ایسے بھاگ جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے۔"

ابن حبان میں "ولا نوء" یعنی ستاروں کی روشنی (بارش اترنے میں موثر) نہیں۔ ابو نعیم نے طب میں اسے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے: ((اتقو المجذوم كما يتقى الأسد))

صحیح ابن خزیمہ کی کتاب التوکل میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا عَدْوىٰ وَإِذَا رَأَيْتَ الْمَجْذُوْمَ فَفِرَّ مِنْهُ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ))

"بیماری متعدی نہیں ہے اور جب تو کوڑھ کے مریض کو دیکھے تو اس

[1] صحيح البخاري (٥/٢٢١) سنن الترمذي (٥/٣٤٢) سنن ابن ماجه (١/٥٩-٧٠)

سے یوں بھاگ جیسے تو شیر سے (ڈر کر) بھاگتا ہے۔"

امام مسلم نے اپنی کتاب میں ابواب الطب کے آخر میں عمرو بن شرید کی اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے، جس میں مذکور ہے کہ ثقیف قبیلہ کے وفد میں ایک مجذوم آدمی تھا۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نے تیری بیعت لے لی ہے پس تو واپس لوٹ جا۔

اس فرمان کی وضاحت میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا قول سب سے عمدہ ہے کہ نبی ﷺ کا ((لا عدوي)) کہنا اہلِ جاہلیت کے عقیدے کی تردید ہے۔ وہ فعل کی نسبت غیراللہ کی طرف کرتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ مذکورہ امراض طبعی طور پر متعدی ہوتی ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کسی مرض کا ایک شخص سے دوسرے کی طرف انتقال بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

((فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ))

"کوڑھ کے مریض سے شیر سے (ڈر کر) بھاگنے کی طرح بھاگ۔"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی مریض کسی تندرست پر وارد نہ ہو۔"

اور طاعون کے بارے میں فرمایا:

"کسی زمین میں اس کے بارے میں سنو تو وہاں نہ جاؤ۔"

جب کہ یہ تمام چیزیں اللہ کی تقدیر میں شامل ہیں۔

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

سوال ہمارے معاشرے میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ ماہِ صفر میں شادی، ختنے اور

دیگر خوشی کے کام جائز نہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب ماہِ صفر میں شادی وغیرہ نہ کرنا اس کو منحوس قرار دینے کی وجہ سے ہوتا ہے، جب کہ شریعتِ اسلامیہ میں کسی مہینے، دن، پرندوں اور دیگر حیوانات کو منحوس قرار دینے کی کوئی اجازت نہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''نہ کوئی بیماری متعدی ہے اور نہ بدشگونی (لینا ہی درست ہے)، نہ اُلو (کے بولنے سے کوئی آفت آتی) ہے اور نہ صفر (کے مہینے میں کوئی نحوست) ہے۔''

ماہِ صفر کو منحوس قرار دینا بدشگونی ہے، جس سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔ یہ جاہلیت کا عمل ہے جسے اسلام نے باطل قرار دیا ہے۔

باب 2
کہانت

کہانت

کہانت باب فتح کا مصدر ہے اور اس کا لغوی معنی بن دیکھے فیصلہ کرنا ہے۔ کاہن وہ شخص ہے جو آیندہ زمانے سے متعلقہ کائنات کی خبروں کے در پے ہوتا ہے اور غیب سے باخبر ہونے اور رازوں کی پہچان کا دعوے دار ہوتا ہے۔ عرب لوگ جیسے باریکیوں کے علم میں مصروف شخص کو کاہن کہتے ہیں، ایسے ہی جو شخص کسی کے معاملے اور ضرورت میں جستجو کرے، اس پر بھی کاہن کا اطلاق کرتے ہیں۔ بعض لوگ نجومی اور طبیب کو بھی کاہن کہہ دیتے ہیں۔ کہانت کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے خارج نہیں۔

کہانت سے متعلقہ احکام:

فقہا کا اس امر پر اجماع ہے کہ کہانت علمِ غیب کا دعویٰ کرنے اور اس کے حصول کی کوشش کرنے کے معنی میں ہو تو حرام ہے، جیسے: ان کا اجماع ہے کہ کاہن کے پاس امور کے انجام کے بارے میں سوال کرنا حرام ہے اور ان کی بات کی تصدیق کفر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے کہانت کی کمائی کھانے سے منع کیا ہے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”نبی ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور

کاہن کی مٹھائی سے منع کیا ہے۔'' کاہن کی مٹھائی سے مراد کہانت پر لی جانے والی اجرت ہے۔ کہانت علم غیب کے ہر دعوے کو شامل ہے اور اسم کاہن اس کے ہر دعوے دار پر صادق آتا ہے، چاہے وہ نجومی ہو عراف ہو یا کنکریاں مارنے والا ہو۔ بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل کہانت رائج تھی اور کاہن موجود تھے۔ بعض لوگوں کا گمان تھا کہ تابع جن انھیں خبریں پہنچاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''شیطان سیڑھی کی مانند اوپر نیچے کھڑے ہوتے ہیں، پھر ایک سرکش جن آسمان سے خبر چوری کرنے کے لیے اوپر چڑھتا ہے۔ جسے آگ کا ایک گولہ (شہاب) مارا جاتا ہے۔ وہ اس کے ماتھے یا پہلو میں لگتا ہے تو وہ گر جاتا ہے۔ اس دوران میں جس قدر وہ خبر معلوم کرتا ہے، اپنے کاہن بھائیوں کی طرف اس کا القا کرتا ہے، پھر وہ اس میں کئی گنا اضافہ کر کے لوگوں کو خبر دیتا ہے، پھر ان کی چرائی ہوئی بات سچی ثابت ہوتی ہے جس سے ان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔''

پھر جب نبی ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو آسمانوں پر محافظ مقرر کیے گئے اور کہانت کا معاملہ باطل ہو گیا۔ قرآن نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے غیب کی ان خبروں سے مطلع کر دیا، جو کاہنوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ اسلام نے کہانت کی تمام اقسام کو باطل کر دیا اور ثابت کیا کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

نیز قرآن نے کاہنوں کے اس دعوے کی بھی تردید کی کہ شیاطین ان کے پاس آسمانوں سے خبر لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱۱،۲۱۲]

"اور نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ اس کی استطاعت ہی رکھتے ہیں، بلاشبہہ وہ تو اس کے سننے سے بھی دور رکھے گئے ہیں۔"

کاہن کا حکم ارتداد اور عدم ارتداد کے لحاظ سے:

فقہا کا کہنا ہے کہ کاہن غیب دان ہونے کا دعوے دار ہونے کی وجہ سے کافر ہے، کیوں کہ یہ نصِ قرآنی کے متعارض ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا﴾ [الجن: ۲٦]

"(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔"

یعنی غیب دان صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور غیب پر اس کی مخلوق میں سے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ ہاں اپنے نبی اور رسول میں جس کو اللہ تعالیٰ چاہے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔"

ابن عابدین نے تتار خانی کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا جس کا دعویٰ ہے کہ میں مسروقہ چیزوں کا علم رکھتا ہوں اور مجھے جنات خبر دیتے ہیں۔ نیز ابن عابدین نے کہا:

"مرتد اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا اور گیارہ بندوں کی توبہ

قبول نہ کی جائے گی۔ جن میں سے ایک کاہن ہے۔“

قرطبی نے کہا:

”نجومی اور اس کے ہم مثل لوگ، مثلاً: کنکریاں مارنے والا، کتاب میں دیکھنے والا اور پرندہ اڑانے والا، غیب پر اطلاع پانے والے ہر گز نہیں، بلکہ یہ کافر ہیں اور اللہ پر جھوٹ افترا کرنے والے ہیں۔“

قرافی نے کہا:

”بارش کے نزول وغیرہ کی بن دیکھے خبر دینے والے کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا یہ عمل کفر ہے اور توبہ کا مطالبہ کیے بغیر اسے قتل کر دیا جائے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”میرے بندوں میں سے کچھ نے میرے ساتھ کفر کیا اور بعض نے ایمان رکھا۔ جس نے کہا: ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی۔ اس نے مجھ پر ایمان کو قبول کیا اور جس نے کہا: ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔“

اشہب کا کہنا ہے:

”اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کام سے اسے روکا جائے اور سزا دی جائے۔ اختلاف قول میں نہیں، بلکہ حالت میں ہے۔ اگر وہ کہے کہ ستاروں میں اس امر کی مستقل تاثیر ہے تو اسے توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کیا جائے گا۔ اگر اس کا معاملہ مخفی ہے تو وہ زندیق ہے اور اگر ظاہر ہے تو وہ مرتد ہے۔ اس سے توبہ کا مطالبہ

کیا جائے گا اور اگر اس کا عقیدہ ہے کہ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے تو اسے ستاروں پر اعتقاد سے روکا جائے گا۔"

امام احمد رحمہ اللہ سے اس بارے میں دو قول ہیں: ان سے پوچھا گیا کہ ایسے شخص کو قتل کر دیں؟ تو انھوں نے جواب دیا: نہیں اسے قید کر دو، شاید وہ رجوع کر لے اور ایک روایت میں انھوں نے اسے جادوگر اور کاہن قرار دیا۔ جن کا حکم یا قتل کر دینا ہے یا توبہ کرنے تک قید کر دینا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

"ہر جادوگر اور کاہن کو قتل کر دو، یہ اسلام کا معاملہ نہیں ہے۔"

"الفروع" میں ہے کہ کاہن اور نجومی جادوگر کی مانند ہیں اور ابن عقیل نے اسے صرف فاسق کہا ہے، اگر وہ کہے کہ میں نے اپنے فہم و فراست سے یہ بات کہی ہے اور اگر وہ اس طریقے سے غیب دانی کا اظہار کرے تو حاکم کا اسے قتل کر دینا لازم ہے۔

کہانت اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں علما کے فتاویٰ

سوال عیدالفطر 1403ھ کو میری ایک ان پڑھ لڑکی سے شادی ہوئی۔ ذوالحجہ کا مہینا شروع ہوتے ہی اسے ایک بیماری لاحق ہوگئی، جس کی وجہ سے وہ رونے لگ جاتی اور کبھی بلند آواز سے چیخنے لگتی۔ اس کا والد اسے اپنے گھر لے گیا اور ایک کاہن کو اس کے علاج کے لیے بلا لایا۔ کاہن نے بدبودار دھوئیں سے اس کا علاج کیا اور اسے محرم کا پورا مہینا تاریک کمرے میں رکھنے کا حکم دیا۔ یہ تمام معاملہ میری اطلاع کے بغیر ہوا۔ بہرحال وہ شفایاب ہوگئی اور دو ماہ صفر اور ربیع الاول اپنے گھر رہی۔

پھر ربیع الثانی میں میرے گھر آئی تو دوبارہ وہی بیماری اسے لاحق ہوگئی۔ اب میں اسے مخصوص طبیب کے پاس لے گیا جو دیگر ادویات کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور ادعیہ ماثورہ سے دم بھی کرتا ہے، لیکن اس کے گھر والے اسے ناکافی جانتے ہیں اور اسے کسی کاہن کے پاس لے جانا چاہتے ہیں اور مجھے اس پر قرآن مجید پڑھنے سے روکتے ہیں، کیوں کہ کاہن نے انھیں بتایا ہے کہ میں اس کی بیماری میں اضافے کا سبب ہوں۔ جب کہ میں اس پر معوذتین اور آیۃ الکرسی پڑھتا ہوں اور اس کے والد اسے کسی کاہن کے پاس لے جانا چاہتے ہیں؟ جلد از جلد جواب ارسال کردیں۔ جزاکم اللہ خیرا

جواب آپ نے قرآن مجید کی تلاوت اور نبی ﷺ سے منقول ادعیہ کے ساتھ اس کا علاج کروا کے اچھا کام کیا ہے، لیکن یاد رہے کہ تمھاری بیوی کے ساتھ اجنبی آدمی کی خلوت حرام ہے۔ اسی طرح اس کے ستر کو اجنبی کے لیے کھولنا یا اس کا تمھاری بیوی کو ہاتھ لگانا شرعاً حرام ہے۔ اگر دوران علاج میں آپ ساتھ ہوں یا کوئی دوسرا محرم ساتھ ہو تو زیادہ مناسب ہے اور ہم آپ کو یہ کہیں گے کہ آپ اسے اس مرض کے ماہر ڈاکٹر کے پاس علاج کے لیے لے جائیں۔ علاج کے لیے کسی کاہن کے پاس جانا شرعاً ممنوع ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> ''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو حق پر عمل کرنے اور اس کی مخالفت چھوڑ دینے کی توفیق دے۔

سوال ہمارے شہر کی ایک جماعت کی معیت آئی میں ایک عورت جس کے پاس ریشم کا ایک دھاگا تھا، اس نے میری بہن اور ساتھ والی عورتوں سے کہا: تم میں سے جس عورت نے حج کیا، ان کے پاس ایران کی ایک عورت کا یہ پہلا حج ہے، وہ اس دھاگے کو ایک گرہ لگائے۔ ان عورتوں میں سب سے بڑی عورت جس نے اس سے پہلے بھی حج کیا ہوا تھا کہنے لگی: اسے گرہ لگاؤ،

سب نے اسے گرہ لگائی۔ سوال یہ ہے کہ اس دھاگے کو گرہ لگانے والیوں کا حج درست ہے، جب کہ ایرانی عورت کا کہنا ہے کہ اس کے پاس ایک مریض ہے جسے اس گرہ سے شفا ملتی ہے؟

جواب یہ عمل درست نہیں، جس عورت نے لاعلمی میں یہ کام کیا وہ تو معذور ہے، لیکن جس نے جان بوجھ کر یہ کام کیا اس پر توبہ و استغفار اور آیندہ ایسا نہ کرنا لازم ہے۔ رہا اس کا حج تو وہ ان شاء اللہ صحیح ہے۔

''رمالون'' کون ہیں؟

سوال رمالون کون ہیں؟

جواب رمالون وہ لوگ ہیں جو مٹی میں کوئی چیز مار کر خط کھینچتے ہیں اور کبھی کبھار زمین پر کوئی پتھر یا گھونگا وغیرہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کام ایسے ایسے ہوگا۔ اس طریقے سے وہ لوگوں کو شک شبہہ میں ڈالتے اور غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ ایک باطل عمل ہے جس کا اقرار اور تصدیق شرعاً منع ہے، بلکہ حکمرانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی روک تھام کریں اور ایسے لوگوں کو منطقی انجام تک پہنچائیں۔ مسند احمد میں حسن سند کے ساتھ نبی ﷺ کا فرمان مروی ہے:

''عیافہ، طرق اور طیرہ جبت سے ہے۔''

عیافہ: پرندہ اڑنے کو کہتے ہیں، جس طرح عرب لوگ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ جب ان کے پاس سے کوا گزرتا تو کہتے: ایسے ایسے ہوگا یا جب کوئی بری جگہ، جانور یا قبیح انسان دیکھتے تو بدشگونی لیتے ہوئے اپنے کاموں سے لوٹ آتے تھے، یہ جاہلیت کا فال ہوتا تھا۔

طرق: طرق سے مراد ریت یا مٹی میں لگائی ہوئی لکیریں ہیں۔ کبھی کبھار ایسا

کرنے والے کچھ چیزیں گاڑھ لیتے ہیں۔ کبھی پتھر، گونگا یا گٹھلی وغیرہ رکھ لیتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے ہو جائے گا۔

طیرہ: طیرہ سے مراد بدشگونی ہے اور جبت سے مراد ہر وہ چیز جو خیر سے خالی ہو، بت اور جادو پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

سوال کیا کاہنوں کے پاس موجود جنوں کو مارنے یا وہاں سے نکالنے کے لیے کاہنوں کے پاس جانا درست ہے؟

جواب یہ سب ناجائز ہے، کیوں کہ زمانہ جاہلیت سے کاہن لوگ شیاطین سے خدمت لیتے آئے ہیں اور کاہن کا ایک جن دوست ہوتا ہے جو اسے بتاتا ہے کہ فلاں جگہ ایسے ہوا ہے، فلاں مقام پر فلاں فوت ہوا ہے وغیرہ۔ شیاطین اسی طرح آپس میں خبریں منتقل کرتے ہیں۔ جاہل یہ سمجھتا ہے کہ یہ کاہن یا رمّال غیب جانتا ہے۔ بعض شیاطین بھی ایک دوسرے سے خدمت لیتے ہیں، بالخصوص وہ شیاطین جو دوسروں کے سردار اور رئیس ہوتے ہیں، پھر وہ اس شیطان کو مریض یا مجنون کے بدن میں ملتبس کرتے ہیں پھر اگر کاہن ان کی عبادت، ان کے نام پر ذبح یا ان کے نام کی نذر مان کر انھیں راضی کرے تو جواباً وہ کاہن کی اطاعت کرتے ہیں۔ ماتحت شیطان اگر اپنے امرا کی اطاعت نہ کرے تو وہ اسے قتل یا قید وغیرہ کی دھمکیاں دیتے ہیں، پھر مجبوراً اسے اپنے بڑوں کی بات ماننا پڑتی ہے۔ اس طریقے سے کاہن انسان کو ان سے کچھ نہ کچھ فائدہ ہو جاتا ہے، لیکن یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

اگر بالفرض یہ مان بھی لیں کہ اس شرکیہ طریقے سے بعض انسانوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے، تو یہ عذر غیر مقبول ہے۔ جنوں کے پجاری جنوں سے فائدہ تو اٹھاتے

ہیں، لیکن اس کا نقصان اس فائدے سے بہت بڑا ہے۔ جاہلیت والوں سے بھی بت ہم کلام ہوتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ جن بتوں کے مجسموں میں داخل ہوتے اور ان کے پجاریوں سے کچھ باتیں کرتے، جس سے دھوکا کھا کر وہ لوگ شرک پر قائم رہتے تھے۔ نسأل الله العافية.

سوال کیا کاہنوں، عرافوں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانا، ان سے سوال کرنا اور ان کے پاس تیل وغیرہ سے دوا لینا جائز ہے؟

جواب عراف، کاہن، جادوگر، نجومی اور ان جیسوں کے پاس جانا، ان سے سوال کرنا، ان کی تصدیق کرنا اور ان کے پاس تیل وغیرہ کا بطور دوا استعمال؛ یہ تمام چیزیں ممنوع اور حرام ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان کاموں سے منع کیا ہے، کیوں کہ وہ غیب کے دعوے دار ہوتے ہیں، لوگوں سے جھوٹ بولتے اور انھیں عقیدہ توحید سے منحرف کرنے کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی عبادت قبول نہ ہوگی۔''[1]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے جادو کیا یا کروایا، بد شگونی کی یا

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] غاية المرام (٢٨٥)

کروائی، کہانت کی یا کروائی۔"[1]

اس معنی کی بہت سی احادیث ہیں۔ شرعی دموں سے دوا لینا اور مباح ادویات کا استعمال جملہ امراض کے ازالے کے لیے کافی ہے۔ والحمد للّٰہ وھو ولي التوفیق.

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے ایک سائل کے جواب میں لکھا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، أما بعد: إدارہ بحوث علمیہ کی طرف آپ نے ایک خط ارسال کیا، جس میں آپ نے اپنی والدہ کو کچھ کڑوی ادویات کے استعمال کے بعد نسیان کا مرض لاحق ہونے کا تذکرہ کیا اور ان کے لیے شرعی علاج کے متعلق سوال کیا۔ ہم آپ کو جواباً عرض کرتے ہیں کہ آپ کی والدہ کو لاحق ہونے والا مرض اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی تقدیر سے ہے۔ مسلمان پر ایسی حالت میں صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھنا لازم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ [البقرة: ۱۵۵۔۱۵۷]

"اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے، وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے رب کی طرف سے بخشش اور رحمت ہے اور

[1] غایة المرام (۳۰۰)

یہی ہدایت یافتہ ہیں۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ [التغابن: ١١]

"جو مصیبت بھی آتی ہے وہ اللہ ہی کے حکم سے آتی ہے اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے تو وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"بلاشبہ بڑی جزا بڑی آزمائش کے ساتھ ہے۔ اور بلاشبہ اللہ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انھیں آزماتا ہے، پھر جو (آزمائش پر) راضی ہوا، اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناراضی ہے۔"[1]

ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ ان پر سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور دیگر قرآنی آیات پڑھ کر دم کریں اور یہ عمل صبح و شام بار بار کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو ہر بیماری کے لیے شفا بنا کر نازل کیا ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ﴾ [حمٓ السجدة: ٤٤]

"کہہ دیجیے وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے۔"

اسی طرح مذکورہ دو دعائیں بھی کیا کریں:

---

[1] ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

① اللهم رب الناس أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاءً لا يغادر سقما.

② بسم الله أرقيك من كل شيئ يؤذيك، و من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك، بسم الله أرقيك.

یہ دو دعائیں تین بار پڑھیں اور اس کے علاوہ جو دعا آپ پسند کریں اپنی والدہ کے لیے کریں، البتہ نبی ﷺ سے منقول دعا دوسری دعاؤں سے افضل ہے۔

ہم آپ کو یہ بھی نصیحت کریں گے کہ آپ اس مرض کے ماہر طبیبوں سے اپنی ماں کا علاج کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا مندی کے کام کرنے کی توفیق دے اور آپ کی والدہ کو شفا عطا کرے اور سب لوگوں کو صحت و عافیت سے نوازے، بلاشبہہ وہ خوب سننے والا بڑا قبول کرنے والا ہے۔

والسلام عليكم ورحمة الله و بركاته.

سوال کچھ لوگ طبِ شعبی کے ذریعے علاج کرتے ہیں، جب میں ان کے پاس گیا تو مجھے کہنے لگے: ''اپنا اور اپنی والدہ کا نام لکھو، پھر ہم سے کل رجوع کرنا۔'' اگلے دن جب بندہ ان کے پاس جائے تو وہ اسے کہتے ہیں: تمھیں فلاں بیماری ہے اور اس کا یہ یہ علاج ہے۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ وہ کلام اللہ سے علاج کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور ان کی طرف جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب کسی کا علاج کے لیے مذکورہ طریقہ اختیار کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ جن سے خدمت لیتا ہے اور غیبی امور کو جاننے کا دعوے دار ہے۔ ایسے شخص سے علاج کروانا، اس کے پاس جانا اور اس سے سوال کرنا سب ممنوع

اور حرام ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کا سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

نبی ﷺ کی متعدد احادیث میں کاہن، عراف اور جادوگر لوگوں کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کی ممانعت کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

ہر وہ شخص جو غیب دانی کا دعوے دار ہو، چاہے وہ کنکر یا گھونگا مارنے والا ہو یا زمین میں لکیریں لگانے والا ہو یا مریض سے اس کا، اس کی ماں یا کسی اور عزیز کا نام پوچھنے والا ہو؛ یہ سب عراف اور کاہن ہیں۔ نبی ﷺ نے ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا ہے۔

پس ان کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان سے علاج کروانے سے بچنا لازم ہے، اگرچہ وہ قرآن کے ساتھ علاج کرنے کے دعوے دار ہوں۔ اس لیے کہ تدلیس اور دھوکا دہی اہلِ باطل کی عادت ہے، پس ان کی بات کی تصدیق جائز نہیں۔ پھر جو شخص ان میں سے کسی کو جانتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ حکومت کو اطلاع کرے، تاکہ وہ اسے اس کے انجام سے ہمکنار کرے اور عوام اس کے فتنے، شر اور حرام خوری سے محفوظ ہو جائیں۔

واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

کاہن کے پاس جانا مکڑی کے دھاگے سے لٹکنے کے مترادف ہے:

مفتی اعظم مملکت سعودی عرب فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے اوران سے سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہے۔''

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

علاوہ ازیں کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے کاہنوں کے پاس جانے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم ان کے پاس نہ جاؤ، کیوں کہ وہ کسی چیز پر نہیں ہیں۔'' پھر انھوں نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کسی وقت سچ بھی بول دیتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ وہ بات ہوتی ہے جسے جن شیطان آسمانوں سے چراتا ہے، پھر اسے اپنے دوست کاہن یا جادوگر کے کان میں ڈال دیتا ہے، لیکن وہ مزید سیکڑوں جھوٹ اس میں ملا لیتا ہے۔''[1]

پھر لوگ کہتے ہیں: اس نے فلاں فلاں دن یہ سچی بات بھی تو کی تھی۔ اس طریقے سے اس کے جھوٹوں کے باوجود اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

بلاشبہہ کاہنوں کے کچھ شیطان جن ساتھی ہوتے ہیں جو ان کے پاس

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۲۱۰)

شہروں میں واقع ہونے والے واقعات اور دیگر پوشیدہ خبریں لاتے ہیں۔ یہ چیز زمانہ جاہلیت میں بھی معروف تھی اور زمانۂ اسلام میں بھی، رئی نامی جن اپنے کاہن اور جادوگر ساتھی کو بتلاتا ہے کہ فلاں رات فلاں جگہ یہ واقع رونما ہوا، کیوں کہ جن آپس میں خبریں منتقل کرتے ہیں، پھر شیاطین ان سے خبریں وصول کرتے ہیں۔ لوگ ان کی بعض خبروں کے سچ ہونے کی وجہ سے ان کی تصدیق کر دیتے ہیں۔

ارضی خبروں کی طرح کچھ شیاطین جن آسمان سے بھی بعض خبریں چراتے اور انھیں اپنے کاہن، جادوگر اور نجومی دوستوں کے کانوں میں ڈالتے ہیں۔ کاہن، جادوگر اور نجومی انھیں باتوں پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اپنے کاروبار کی ترقی اور لوگوں کے مال ناحق کھانے کے لیے سیکڑوں جھوٹ بھی بولتے ہیں۔

بسا اوقات ان سے صادر ہونے والے سچ کی وجہ سے لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس آتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ لوگوں کا یہ طرزِ عمل مکڑی کے دھاگے سے لٹکنے کی مانند ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے سختی سے اس بات کی تاکید کی ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے پاس نہ جائیں، نہ ان سے سوال کریں اور نہ ان کی کسی بات کی تصدیق کریں۔ بسا اوقات ان کی کسی بات کا سچ ہونا اس کام کے جواز کی دلیل نہیں، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے پاس آنے، سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا ہے اور نبی ﷺ کی اتباع تمام لوگوں پر لازم ہے۔ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے اس بات کی دعوت دی ہے کہ لوگ اپنی بیماریوں کے علاج کے لیے مشروع دموں اور مباح ادویات کا استعمال کریں، جن کے استعمال سے ان شاء اللہ انھیں شفا ملے گی اور وہ غیر شرعی اسباب سے مستغنی ہو جائیں گے۔

کاہن شیاطین کے واسطے سے غیب کے دعوے دار ہوتے ہیں:

سوال مجبوری کے وقت بغرضِ علاج جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب کاہنوں، جادوں گروں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانا اور ان سے سوال کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کی حقیقت آشکارا کرنا اور ان کو منطقی انجام تک پہنچانا ضروری ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جو شخص کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

علاوہ ازیں جب نبی ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم ان کے پاس نہ جاؤ۔''

کاہن لوگ اپنے شیاطین کے واسطے سے غیب دانی کے دعوے دار ہوتے ہیں، اس لیے کاہنوں اور عرافوں کے پاس جانا اور ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جائز نہیں، بلکہ ان کا انکار اور انھیں ادب سکھانا لازم ہے، تاکہ کوئی ان کی طرف رجوع نہ کرے، بلکہ شرعی دم کرنے والے اہلِ خیر سے رجوع کیا جائے۔

کاہن و عراف کے پاس جانے اور ان کی تصدیق سے ڈرانا:

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ وعلیٰ آلہ و أصحابہ

ومن اهتدى بهداه، أما بعد:

مغرب کے شہر مراکش میں مقیم ابراہام نامی ایک یہودی کے اشتہار پر میری نظر پڑی، جس میں لکھا تھا کہ گھریلو اور خاندانی مسائل، کاروباری تنگی، اولاد کا نافرمان ہونا، میاں بیوی کے درمیان ناراضی اور دیگر مشکلات کے حل کے لیے بذریعہ خط یا ٹیلی فون رابطہ کریں...... الخ۔

مجھے اپنے بھائیوں کو اس بات پر مطلع کرتے ہوئے خوشی ہوگی کہ یہ سب جھوٹ کے پلندے ہیں اور ایسے شخص کے کاہن اور نجومی ہونے کی وجہ سے اس سے کوئی سوال کرنا اور اس کی تصدیق کرنا ممنوع اور حرام ہے، کیوں کہ نبی ﷺ نے ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے ڈرایا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔"[1]

علاوہ ازیں اس مفہوم کی متعدد احادیث ہیں۔ اس لیے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے لوگ جہاں بھی ہوں، ان سے کسی قسم کا سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے کلی طور پر بچیں اور دوسروں کو بھی خبردار کریں۔ توحید کی حمایت اور کفر کی تردید اور لوگوں کا ناحق مال کھانے والے، ان سے جھوٹ بولنے والے، ان کو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں میں ڈالنے والے اور غیب کے دعوے داروں کی تکذیب کرتے ہوئے ان سے سوال کرنے والوں اور ان کی تصدیق کرنے والوں کا انکار کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام

[1] صحيح: غاية المرام (٢٨٥)

مسلمانوں کو ان کے شر سے عافیت عطا کرے اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین کی سمجھ اور گمراہ کن فتنوں سے حفاظت نصیب کرے اور اللہ تعالیٰ کفر و فساد کے داعیوں، اسلام کے دشمنوں کو نیست و نابود کرے۔ بلاشبہہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر سخی اور کرم والا ہے۔

وصلى الله علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه ومن اهتدى بهداه.

مریض کا کاہن کی طرف جانا جائز نہیں:

سوال ایک آدمی کو جنات کی شکایت ہوئی، اسے اس کے والدین کاہن کی طرف لے گئے، جب کہ اس کا اور اس کے والدین کا نظریہ یہ ہے کہ وہ ایک عالم شخص ہے۔ وہ اس کے پاس گئے تو اس نے مریض سے جن نکالا اور وہ شفایاب ہوگیا۔ شفایابی کے بعد اس نے طبیب سے کچھ امور پر تبادلہ خیال کیا۔ دورانِ گفتگو میں اس نے طبیب سے پوچھا: ''کیا آپ غیب جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں میں جانتا ہوں۔ پھر اس کے والدین نے اس کاہن سے کچھ ادویات لیں اور اپنے بیٹے کو انھیں لینے پر مجبور کیا۔ مجبوراً اسے وہ کھانی پڑی۔ اس مریض کا کیا حکم ہے، کیا وہ گناہ گار ہوگا؟ اور اس کے والدین کا کیا حکم ہے جب انھوں نے اسے دوا کھانے پر مجبور کیا اور ان کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ وہ طبیب ایک عالم ہے، کاہن نہیں؟

جواب اس کے والدین کا طبیب کے کاہن نہ ہونے کے نظریے سے اپنے بیٹے کو اس کے پاس لے جانا اور بیٹے کو دوا کھانے پر مجبور کرنا گناہ کا کام نہیں۔ البتہ اس کے کاہن ہونے کی تصدیق ہوجانے کے بعد والدین اور بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اس کاہن کے پاس نہ جائیں، بلکہ اس کی تکذیب کریں۔

اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے کاہن کے پاس آ کر اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[1]

کاہن کے پاس آنے اور کہانت کرنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کہانت کا کیا حکم ہے اور کاہن کے پاس جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب کہانت، کا معنی بے بنیاد امور سے حقیقت تلاش کرنا اور اندازہ لگانا ہے۔ جاہلیت میں یہ ان لوگوں کا پیشہ تھا جو ان شیاطین سے واسطہ رکھتے تھے جو آسمان سے باتیں چراتے اور ان کی طرف القا کرتے تھے۔ پھر کاہن ان سے وہ بات اخذ کرتے اور اس میں اپنی منشا کے مطابق اضافے کرتے اور لوگوں کو بیان کرتے تھے۔ لوگوں میں جب آسمانی خبر کا وقوع ہوتا تو وہ دھوکا کھا جاتے تھے اور کاہنوں کے معتقد ہو جاتے تھے اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے ان کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ اسی وجہ سے کاہن جاہلوں کے عرف میں اس شخص کو کہتے ہیں جو مستقبل کے غیبی امور کے بارے خبر دیتا ہے۔

کاہنوں کے پاس جانے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ان لوگوں کی ہے جو کاہن کے پاس جاتے اور اس سے سوال کرتے ہیں، لیکن اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ یہ حرام ہے اور اس کے مرتکب کی سزا یہ ہے کہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہو گی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح: غاية المرام (٢٨٥)

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا، اس کی چالیس دنوں یا راتوں کی عبادت قبول نہیں ہو گی۔''[1]

دوسری قسم: وہ لوگ جو کاہن کے پاس آتے اور اس کی بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا ہے، اس لیے کہ اس میں لوگ کاہن کے عالم الغیب ہونے کے دعوے کی تصدیق اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تکذیب کرتے ہیں:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

اور صحیح حدیث میں آیا ہے:

''جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

تیسری قسم: وہ لوگ جو کاہن کے حالات جانتے اور لوگوں کو اس پر مطلع کرنے کے لیے کاہن کے پاس جاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے:

''نبی ﷺ کے پاس ابن صیاد آیا، آپ ﷺ نے اس کے لیے کوئی چیز اپنے دل میں چھپائی، پھر اس سے سوال کیا: ''میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے۔'' اس نے کہا: ''وہ درخ'' یعنی دھواں ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نامراد ہو، تو اپنی تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔''[3]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] غاية المرام (٢٨٥)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٣٥٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٢٤)

پس کاہن کے پاس آنے والوں کے تین احوال ہوئے:

ایک یہ ہے کہ بندہ اس کے پاس تصدیق اور اس کی حقیقت واضح کرنے کے بغیر جائے۔ یہ حرام ہے اور اس کے مرتکب کی سزا یہ ہے کہ اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ اس سے سوال کرے اور اس کی بات کی تصدیق کرے، یہ کفر ہے جس سے توبہ کرنا انسان پر لازم ہے، ورنہ اس کی موت کفر پر ہوگی اور تیسرا یہ کہ اس کے پاس جائے، سوال و جواب کرے اور اس کے معاملات سے لوگوں کو آگاہ کرے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

عراف سے سوال کرنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: عراف سے سوال کرنے کا حکم کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''عراف سے سوال کرنے کی تین قسمیں ہیں:

پہلی قسم: کوئی شخص اس سے سوال کرے، پھر اس کی بات کا اعتبار اور تصدیق کرے، یہ حرام بلکہ کفر ہے، کیوں کہ اس میں عراف کے غیب دان ہونے کی تصدیق اور قرآن کی تکذیب ہے۔

دوسری قسم: کوئی شخص اس کے سچا یا جھوٹا ہونے کا امتحان لینے کے لیے اس سے سوال کرے، یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد سے سوال کیا ''میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپائی ہے۔'' اس نے جواب دیا: وہ دھواں ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نامراد ہو، تو اپنے مقدر سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔'' مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے اس کا امتحان لینے کے لیے اس کے لیے کوئی چیز چھپائی۔ اس کی تصدیق اور اس کی بات کا اعتبار

کرنے کے لیے نہیں۔

تیسری قسم: کوئی شخص اس کی عاجزی اور جھوٹ کے اظہار کے لیے اس سے سوال کرے، یہی چیز مطلوب ہے، بلکہ واجب ہے۔

تنجیم کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال تنجیم کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب تنجیم، نجم (ستارہ) سے ماخوذ ہے، جو فلکی احوال سے حوادثِ ارضیہ پر استدلال کا نام ہے، یعنی نجومی ستاروں کے طلوع، غروب، اقتران و افتراق وغیرہ سے زمین پر موجودہ یا آیندہ واقعات کو مربوط کرتا ہے۔ تنجیم جادو اور کہانت کی ایک قسم ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ اس کا انحصار ایسے اوہام پر ہوتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ زمین کے کسی حادثے کا آسمان کے کسی حادثے سے کوئی تعلق نہیں۔ اہلِ جاہلیت کا اسی وجہ سے یہ عقیدہ تھا کہ سورج اور چاند کسی عظیم ہستی کی موت کی وجہ سے ہی گرہن زدہ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نظریے کی واضح الفاظ میں تردید فرمائی۔ جب آپ ﷺ کے فرزند ابراہیم فوت ہوئے تو اتفاق سے اس دن سورج گرہن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نمازِ کسوف ادا کی اور فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو نہ کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے۔"

جس طرح سے نجومی بننا جادو اور کہانت کی ایک قسم ہے، اسی طرح سے یہ ان نفسانی اوہام کا سبب بنتا ہے جن کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ کوئی اصل، جن

سے انسان لا متناہی توہمات، بدفالیوں اور بدشگونیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تنجیم کی ایک اور قسم بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان ستاروں کے طلوع ہونے کے ساتھ موسموں اور اوقات پر استدلال کرتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً: ہم کہیں کہ فلاں ستارہ فلاں جگہ ہو تو بارش کے موسم کے موافق ہوتا ہے یا یہ پھلوں کے پکنے کے وقت یہاں داخل ہوتا ہے وغیرہ۔ ایسا کہنے میں کوئی حرج وقباحت نہیں۔

جادو کہانت اور تنجیم میں فرق:

فضیلۃ الشیخ صالح فوزان ﷾ سے سوال کیا گیا:

سوال جادو، کہانت، تنجیم اور عرافت کے درمیان کیا فرق ہے؟ کیا یہ سب برابر کا حکم رکھتے ہیں؟

جواب جادو ان تعویذ گنڈوں کا نام ہے جنھیں جادوگر قتل، امراض اور زوجین کے درمیان تفریق وغیرہ جیسے معاملات میں لوگوں پر تاثیر کے لیے عمل میں لاتے ہیں۔ یہ عمل کفر، ناپاک کام اور اجتماعی بیماری ہے جس کا سدِباب مسلمانوں کے لیے بے حد ضروری ہے، جب کہ کہانت جنوں کے تعاون سے علم غیب کا دعویٰ کرنے کا نام ہے۔ شیخ عبدالرحمان بن حسن نے ”فتح المجید“ میں فرمایا:

> ”اس کام میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ جنات اپنے انسان دوستوں کو عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل زمین پر واقع ہونے والے امور سے آگاہ کرتے ہیں، پھر جاہل اسے کشف وکرامت گردانتے ہیں۔ اس طریقے سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور وہ ایسی خبر دینے والے کو اللہ تعالیٰ کا ولی سمجھنے لگتے ہیں، جب کہ حقیقت میں وہ شیطان کا ولی ہوتا ہے۔ نیز کاہن کے پاس جانا بھی درست نہیں۔“

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا:

''عراف وہ شخص ہے جو مقدمات کے ذریعے سے امور کی پہچان کا دعوے دار ہوتا ہے اور عموماً مالِ مسروق اور گمشدہ چیز کے متعلق معلومات دیتا ہے۔''

جب کہ ایک قول یہ ہے کہ کاہن وعراف دونوں ہم معنی ہیں، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف کاہن، نجومی اور رحال کا نام ہے جو مذکورہ طریقوں سے غیبی امور کی پہچان کا دعوے دار ہوتا ہے اور تنجیم احوالِ فلکیہ کے ذریعے زمینی حوادثات پر استدلال کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ جاہلیت کا ایک عمل ہے، جب انسان کا عقیدہ یہ ہو کہ امورِ کائنات میں تصرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ستاروں کو بھی حاصل ہے تو یہ شرکِ اکبر ہے۔''

تنجیم اور کہانت کے درمیان تعلق:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

سوال تنجیم اور کہانت کے درمیان کیا فرق ہے؟ اور ان دونوں میں سے خطرناک کون سا ہے؟

جواب تنجیم اور کہانت کے درمیان یہ تعلق ہے کہ دونوں وہم اور دھوکے پر مبنی کام ہیں، یہ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھانے اور انھیں پریشانیوں میں ڈالنے کے ذریعے ہیں۔

رہی یہ بات کہ ان دونوں میں سے زیادہ خطرناک کون سا ہے تو اس کا انحصار لوگوں میں رائج امر پر ہے۔ جہاں کہانت رائج ہو وہاں وہ خطرناک ہے اور جہاں تنجیم رائج ہو وہاں وہ خطرناک ہے، البتہ کہانت اور تنجیم کے وقوع کے اعتبار سے کہانت زیادہ خطرناک چیز ہے۔

غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا:

فضیلۃ الشیخ صالح فوزان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال کیا یہ کہنا درست ہے کہ جادوگر، کاہن، عراف اور نجومی علمِ غیب کی بہت سی باتیں جانتے ہیں؟ ہم ان کی بتائی ہوئی اس بات کا رد کیسے کریں جو بعد میں واقع بھی ہو جاتی ہے؟

جواب یہ لوگ بسا اوقات لوگوں کو وہ خبر دیتے ہیں جو انھوں نے شیاطین سے اخذ کی ہوتی ہیں اور شیاطین وہ خبر آسمان سے چراتے ہیں یا لوگوں کی نظروں سے جو کام اوجھل ہوں شیاطین ان پر مطلع ہوتے اور اپنے عاملوں، یعنی انسانی شیطانوں کو خبر دے دیتے ہیں، جب کہ شیاطین کی نسبت بھی یہ غیب نہیں ہوتا، کیوں کہ انھوں نے وہ بات آسمان سے سنی ہوتی ہے، پھر وہ اس کے ساتھ سیکڑوں جھوٹ ملا لیتے ہیں، آسمان سے سنی ہوئی بات جب واقع ہو

تو اس سے ان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۞ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۞ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ﴾

[الشعرا: ۲۲۱۔۲۲۳]

''کیا میں تمھیں بتاؤں کس پر شیاطین نازل ہوتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹ گھڑنے والے، گناہ گار پر نازل ہوتے ہیں جو (شیطانوں کی طرف) کان لگاتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

سورۃ الانعام میں فرمایا:

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾ [الأنعام: ٦٥]

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

الشیخ سلیمان بن عبداللہ نے کہا: اس سے مقصود اس امر کی پہچان ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی غیبی امر کو جاننے کا دعوے دار ہوا وہ کاہن ہوگا اور اس سے معنوی مشارکت رکھنے والا، اسی سے ملحق ہوگا۔

بسا اوقات غیبی امور سے متعلقہ خبر کشف کے ذریعے ہوتی ہے اور بعض کا صدور شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے۔ فال نکالنا، زجر، طرق، کنکری مارنا، زمین پر خط کھینچنا، نجومی ہونا، کہانت اور جادو؛ سب جاہلیت کے علوم سے ہیں اور

نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں میں یہ امور رائج تھے۔ رسولوں کی لائی ہوئی شریعت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ ان امور کے مرتکب لوگوں کو کاہن و عراف اور جادوگر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کے پاس آنے والے اور ان کی تصدیق کرنے والے سب پر وعید کا اطلاق ہوتا ہے۔

تشاؤم (نحوست پکڑنے) کی ممانعت کا بیان:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ہم نبی ﷺ کے نحوست پکڑنے سے ممانعت اور اس فرمان: ''نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: گھوڑے، عورت اور گھر میں۔''[1] کے درمیان کیسے تطبیق دیں؟

جواب تشاؤم کسی وقت دیکھی یا سنی جانے والی چیز سے برے خیال کو واقع کرنے کا نام ہے، مثلاً: شوال کے مہینے میں نکاح کرنا، جیسے: اہلِ جاہلیت کا نظریہ تھا یا اپنی مراد کے مخالف کسی آواز کو سن لینا یا بائیں طرف اڑتے پرندے کو دیکھ کر نحوست خیال کرنا وغیرہ۔

نحوست پکڑنا ممنوع ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی، بھلائی کے کام میں بڑھنے سے رکنے اور اپنے امور میں تذبذب کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی تو یہ نحوست ایسے وسوسوں کی طرف لے جاتی ہے جن سے انسان نفسانی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

رہی یہ حدیث: ((اَلشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ))

اس بارے میں دو طرح کے الفاظ حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک

[1] ضعیف: سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٥٦٨)

میں ہے: ((إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ))

اور دوسری میں ہے: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ ثَلَاثَةٍ))[1]

مثلاً: بسا اوقات انسان ایک گھر میں رہائش رکھتا ہے اور شروع دنوں ہی سے اسے بے چینی اور قلبی اضطراب کا سامنا ہوتا ہے یا کوئی سواری خریدتا ہے تو ابتدائی دنوں ہی سے اسے متعدد حادثات کا سامنا رہتا ہے۔ اسی طرح کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور وہ بداخلاق نکلتی ہے اور اسے پریشان رکھتی ہے۔ یہ وہ نحوست ہے جس کا نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے۔

گھر سے نحوست پکڑنے کا بیان:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کوئی شخص کسی گھر میں رہائش پذیر ہوا۔ اسے متعدد امراض اور ایسے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جنھیں وہ اور اس کے اہلِ خانہ اس گھر کی نحوست قرار دینے لگے۔ کیا اس وجہ سے اس گھر کا چھوڑنا جائز ہے؟

جواب بسا اوقات بعض گھروں، سواریوں اور بیویوں میں نحوست ہوتی ہے، جن سے واسطہ پڑنے پر باذن اللہ انسان کو کوئی نقصان یا نفع کے ضیاع کا سامنا ہوتا ہے، اس بنیاد پر ایسے گھر کو فروخت کر کے نئے گھر میں منتقل ہونا کوئی حرج والا کام نہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی خیر پیدا کر دے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے:

"نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے: گھر، عورت اور سواری میں۔"[2]

[1] الصحیحۃ (۷۹۹۔۱۸۹۷)

[2] الصحیحۃ (۷۹۹)

پس معلوم ہوا کہ بعض گھروں میں نحوست ہوتی ہے، بعض بیویوں میں اور بعض سواریوں میں نحوست ہوتی ہے۔ جب انسان اس طرح کا معاملہ دیکھے تو اسے اللہ کی تقدیر سے جانے اور اس گھر، عورت یا سواری کو تبدیل کر لے۔ واللہ أعلم

کاہن اور عراف کے پاس جانے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کاہنوں وغیرہ کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب لوگوں میں یہ بات عام ہے کہ کاہن، عراف، نجومی، جادوگر وغیرہ مستقبل کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں، وہ پسند کی شادی، امتحان میں کامیابی وغیرہ جیسے امور میں غیب دانی کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام غیبی امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾

[الجن: ٢٦، ٢٧]

"(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس (رسول) کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔"

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

"کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"

پس کاہن، عراف، جادوگر اور ان جیسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ یہ گمراہ لوگ ہیں اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، لوگوں کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں اور جان بوجھ کر اللہ کے بارے ناحق بول بولتے ہیں اور کسی غیبی امر کا انھیں کوئی علم نہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾

[البقرة: ١٠٢]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی

ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

[الأعراف: ۱۱۷، ۱۱۸]

''اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے۔ بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا۔''

پس مذکورہ آیات اور ان جیسی متعدد دیگر آیات یہ واضح کرتی ہیں کہ جادوگر دنیا اور آخرت میں نقصان پانے والے ہیں اور ان کا علم ان کے لیے ضرر رساں ہے، سود مند نہیں۔ علاوہ ازیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ دکھانا اور پاک دامن، (تہمت والے معاملے سے) غافل مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔''[1]

[1] صحيح البخاري (٢٧٦٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٨٩)

یہ حدیث جادو کی سنگینی پر دلالت کرتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرک کے ساتھ ملایا ہے اور نبی ﷺ نے اسے مہلک گناہوں میں شمار کیا ہے اور جادو کفر ہے، اس لیے کہ کفر کے بغیر اس کا حصول ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾

[البقرۃ: ۱۰۲]

''وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر۔''

اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جادوگر کی حد تلوار کی ایک ضرب ہے۔''[1]

صحیح سند سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جادوگر مردوں اور عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اسی طرح کی بات جندب الخیر ازدی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کسی چیز پر نہیں۔'' کسی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کبھی کبھار ہمیں ایسی بات بھی بتاتے ہیں جو سچ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ سچی بات وہ ہوتی ہے جسے جن (آسمان سے) یاد کرتا ہے اور اسے اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔''[2]

[1] الضعیفه (۱٤٤٦)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٤٨٠٠) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۲۸)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے نجومیت کا کوئی علم سیکھا، اس نے جادو کی ایک شاخ سیکھی، جو اس میں مزید آگے بڑھے گا وہ جادو میں مزید بڑھے گا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جس نے کوئی چیز لٹکائی وہ اس کے سپرد کر دیا گیا۔''[1]

مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جادو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، اس لیے کہ جن کی عبادت کے بغیر اس تک پہنچنا ناممکن ہے اور جنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔

پس کاہن وہ ہے جو بعض غیبی امور کو جاننے کا دعوے دار ہوتا ہے اور عموماً اس چیز کا اظہار حوادث کی پہچان کے لیے ستاروں میں دیکھنے والوں اور چور و شیطان جنوں کے خدمت گاروں کی طرف سے ہوتا ہے۔ ریت میں خط لگانے والے، پیالے یا ہتھیلی میں دیکھنے والے بھی انھیں کے ہم مثل ہیں۔ ان اعمال کی بدولت کوئی شخص ان کے غیب دان ہونے کا عقیدہ رکھے تو ایسا شخص اس عقیدے کی بنیاد پر کافر ہے، کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت غیب دانی میں غیر کے شریک ہونے کا گمان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرامین کی تکذیب کی ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥]

''کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔''

﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾ [الأنعام: ٥٩]

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

---

[1] حسن، صحیح: سنن أبي داود، (٣٩٠٥)

نیز فرمایا:

﴿وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا﴾ [هود: ٣١]

''اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں کہتا ہوں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں اور نہ میں انھیں، جنھیں تمھاری آنکھیں حقیر دیکھتی ہیں، (یہ) کہتا ہوں کہ اللہ انھیں کوئی بھلائی نہیں دے گا۔''[1]

اور جو شخص ان کے پاس آیا اور ان کی بات کی تصدیق کی بلاشبہہ اس نے کفر کیا۔ سنن ابی داود میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا، اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا کفر کیا۔''

اور اصحابِ سنن اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

اور صحیح مسلم میں مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کا سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

---

[1] الإرواء (٢٠٠٦)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی یا جس نے کہانت کی یا اس کے لیے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا اس کے لیے جادو کروایا گیا، اور جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[1]

ہماری ذکر کردہ احادیث سے طالبِ حق کے لیے واضح ہو گیا کہ نجوم کا علم جسے ''طالع'' سے موسوم کرتے ہیں اور ہتھیلی پڑھنا اور پیالہ پڑھنا اور خط کی معرفت اور ان جیسی دوسری چیزیں جن کا دعویٰ کاہن، عراف اور جادوگر کرتے ہیں سب جاہلیت کے وہ علوم ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ یہ وہ اعمال ہیں جنھیں اسلام نے باطل کہا اور ان کے ارتکاب سے ڈرایا ہے۔ ان کے مرتکبین کے پاس جانے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے اسلام نے منع کیا ہے۔

ان امور سے متعلق شخص کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے اور اس سے معافی مانگے، ایک اللہ پر اعتماد کرے اور اسبابِ شرعیہ اور مباح حسی اسباب کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، جاہلیت کے ان امور سے کلی طور پر اجتناب کرے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، اپنے دین اور عقیدے کی حفاظت، اللہ کے غضب سے بچنے اور شرک و کفر کے اسباب سے دور رہنے کے لیے ایسے لوگوں سے لاتعلق ہو جائے، ورنہ اس پر جس کی موت واقع ہوئی، وہ دنیا اور آخرت کا خسارہ پائے گا۔

[1] مسند بزار (۳۵۷۸)

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں اور اس کی شریعت کے مخالف اور اس کے غضب کو دعوت دینے والے ہر امر سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر استقامت نصیب کرے اور ہمیں گمراہ کن فتنوں، اپنے نفوس کے شر اور بداعمالیوں سے بچائے۔ بلاشبہ وہی کارساز اور اس پر قادر ہے۔

عرافین اور کاہنوں کے پاس مریضوں کا علاج:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال میرے والدِ محترم عرصہ دراز سے ایک مرض میں مبتلا ہیں۔ ہم نے ان کا متعدد جگہوں سے علاج کروایا، لیکن بے سود رہا۔ اب ہمارے بعض رشتے داروں نے ہمیں ایک عورت کے پاس جانے کا مشورہ دیا ہے جس کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ ایسے امراض کے علاج سے واقفیت رکھتی ہے۔ اسے صرف مریض کے نام سے آگاہ کر دیا جائے تو وہ خود بخود اس کی بیماری اور اس کا علاج تمھیں بتا دے گی۔ کیا ایسی عورت کے پاس جانا جائز ہے؟

جواب یہ عورت اور اس جیسے دوسرے لوگ بہرحال کاہن اور عراف ہیں جو علمِ غیب جاننے کے دعوے دار اور جنات سے مدد مانگنے والے ہیں۔ ان سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا جائز نہیں۔ نبی ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی بات کا سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''[1]

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

پس ایسے لوگوں اور ان کے معتقدین کا انکار کرنا لازم ہے۔ اسی طرح ان سے سوال اور ان کی تصدیق نہ کرنا اور ان کا معاملے حکام بالا تک پہنچانا ہم پر لازم ہے، تا کہ وہ اپنے کیے کی سزا پائیں۔ انھیں کھلا چھوڑنا معاشرے کے لیے خطرناک نتائج لائے گا۔ ان کی حمایت کرنے والے لوگوں کو ہر ممکن روکا جائے۔ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے:

''جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے وہ اسے ہاتھ سے روکے، پھر اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''[1]

اس لیے ان لوگوں کے باطل عقائد و نظریات کی روک تھام ضروری ہے، جو ہمارا اجتماعی فریضہ اور نیکی اور تقوے کے کاموں میں تعاون ہے۔

عراف سے سوال اور اس کی تصدیق کے حکم میں فرق:

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ہم درج ذیل احادیث کو کیسے جمع کریں گے:

1. ((مَنْ أَتٰی عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْئٍ فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً))[2]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٤٩)

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٢٣٠)

② ((مَنْ أَتٰی کَاهِناً فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ))[1]
پس پہلی حدیث عدمِ کفر اور دوسری کفر پر دلالت کرتی ہے؟

جواب دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔ آخر الذکر حدیث سے مراد وہ شخص جو کاہن کے پاس اس کے سچا ہونے اور غیب دان ہونے کے عقیدے سے آتا ہے وہ شخص کافر ہوگا، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا انکاری ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

"کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"

اور اول الذکر حدیث میں "فصدّقه" کے لفظ نہیں ہیں، پس معلوم ہوا کہ عراف کے پاس جانے اور اس سے سوال کرنے سے چالیس راتوں کی نماز غیر مقبول ٹھہرتی ہے اور اس کی تصدیق کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔

دیوانگی اور بانجھ پن کا علاج:

سوال بعض لوگ دیوانوں کا علاج کرتے ہیں، علاوہ ازیں زوجین کے درمیان الفت اور نفرت پیدا کرتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بانجھ لوگوں کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اولاد عطا کرتا ہے، جب کہ ان کے متعدد اعمال اور دعوے ایسے ہیں جو شرک سے خالی نہیں۔ ایسے لوگوں اور ان کے پاس جانے والوں کا کیا حکم ہے؟

جواب کاہن، عراف اور جادوگر لوگوں کے پاس جانا اور ان سے غیبی امر کا سوال کرنا اور ان کی بات کی تصدیق کرنا اور ان کی آرا پر عمل کرنا سب امور ناجائز اور حرام ہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ نے ان تمام امور سے منع کیا ہے۔

[1] صحیح: غایة المرام (٢٨٥)

نجومیوں کی طرف جانے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال میں نوجوان شخص ہوں اور الحمد للہ نماز پنج گانہ باقاعدگی سے ادا کرتا ہوں۔ میں نے ایک عورت سے شادی کی، جس سے میرے تین بچے پیدا ہوئے، لیکن تمام بچے دو سال کی عمر کو پہنچتے ہی وفات پا گئے۔ میں نے کچھ لوگوں کے متعلق سنا جو صوفی یا نجومی کے نام سے موسوم ہیں۔ بستی والوں نے مجھ پر بڑا اصرار کیا کہ میں ان کے پاس جاؤں اور ان سے اولاد حاصل کروں (یہ ان کا عقیدہ ہے جب کہ میں اس کا انکاری ہوں) میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی زندگی دیتا اور مارتا ہے اور وہی جسے چاہتا ہے اولاد عطا کرتا ہے۔ آپ اس حوالے سے میری راہنمائی کریں۔ بارك الله فيكم

جواب بلاشبہ ہمارے دینِ اسلام میں نجومی عراف اور کاہن کے پاس جانا ناجائز اور حرام کام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

> ''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جو کسی عراف یا کاہن کے آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

پس کاہنوں، عرافوں اور نجومیوں کے پاس جانا کبیرہ گناہ ہے اور شرعاً ناجائز ہے۔ اسی طرح ان سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا بھی ممنوع ہے۔

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] صحيح: غاية المرام (٢٨٥)

پس آپ نے ان نجومی لوگوں کے پاس نہ جا کر اچھا کام کیا ہے اور بلاشبہہ اولاد عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہی جسے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ البتہ عورت کے رحم کی کچھ امراض ہوتی ہیں جن کا علاج اس کے ماہر طبیبوں سے کروانے میں کوئی حرج نہیں اور بسا اوقات ولادت کے بعد بچوں کو کچھ اسباب لاحق ہو جاتے ہیں اور کبھی ماں کے رحم سے وہ اسباب بچوں کے جسموں سے منسلک ہوتے ہیں جو بالآخر ان کی موت کا سبب ہوتے ہیں اور کبھی کسی اور سبب سے یہ معاملہ پیش آ جاتا ہے۔ و اللہ أعلم

آپ کے لیے دوسری یا تیسری شادی کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں، اس طریقے سے بھی اولاد کا حصول ممکن ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی والی اولاد عطا کر دے گا۔ بلاشبہہ وہ بڑی وسعت اور آسانی کرنے والا ہے، اس نے انسان کے لیے بوقتِ ضرورت چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس لیے میرے سائل بھائی کے لیے یہ نصیحت ہے کہ وہ دوسری شادی کر لے، ان شاء اللہ اولاد نصیب ہوگی۔ پہنچنے والے دکھ پر "انا للّٰہ و إنا إلیه راجعون، قدر اللّٰہ و ماشاء فعل" پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: ٢٨٦]

"اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص

نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

اور رسول اللہ ﷺ سے مروی آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جب کسی بندے کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ "إنا لله وإنا إليه راجعون، اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت میں اجر اور اس کا نعم البدل عطا کرتے ہیں۔''

پھر میرا بھائی یہ بھی یاد رکھے کہ اولاد جو بچپن میں فوت ہو جائے وہ والدین کے لیے اخروی نجات کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ جیسے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''(میرے صحابہ) تم مرقوب (منتظر) کسے کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: ''وہ شخص جس کی اولاد نہ ہو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ مرقوب وہ ہے جس نے اپنا کوئی بچہ یا بچی آگے نہ بھیجا ہو۔''[1]

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جس کے تین پیشوا (بچے) فوت ہو جائیں جو بلوغت کو نہیں پہنچے وہ (بچے) اس کے لیے آگ کے سامنے رکاوٹ ہوں گے۔''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٠٨)

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ''یا دو؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا دو (بچے)''[1]

کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے والوں کی دیانت داری کا حکم:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال وہ لوگ جو کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جاتے اور ان کے اقوال پر یقین کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی دیانت داری کا کیا حکم ہے اس لیے کہ وہ ان سے صحیح خبریں بھی لاتے ہیں، مثلاً: یہ کہ وہ انھیں ان کے قریبی کا صحیح نام بتا دیتے ہیں یا اس کی رہایش کا پتا بتا دیتے ہیں یا پھر اس کی اولاد کی تعداد اور مال کی مقدار کی صحیح خبر دے دیتے ہیں۔

جواب یہ چیز نبی ﷺ کے زمانے میں، اس سے پہلے اور بعد میں بھی موجود تھی اسی وجہ سے نبی ﷺ نے کاہنوں کے پاس جانے سے اور ان سے سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہ ہو گی۔''[2]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[3]

کسی شخص نے کاہنوں کے پاس جانے کا نبی ﷺ سے پوچھا تو

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٠١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٣٣)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[3] غاية المرام (٢٨٥)

آپ ﷺ نے فرمایا:

تو ان کے پاس مت جا، وہ کسی چیز پر نہیں ہیں۔'' صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کبھی کبھار سچ بھی کہہ دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ بات ہوتی ہے جسے جن آسمان سے چراتا ہے اور اسے اپنے دوست (کاہن یا جادوگر) کے کان میں پہنچا دیتا ہے۔ بس یہ بات وہ سچ کہتا ہے اور اس کے ساتھ سیکڑوں جھوٹ ملا لیتا ہے۔''[1]

اور ایک روایت میں ہے:

''وہ سو سے زائد جھوٹ اس کے ساتھ ملا لیتا ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اس نے فلاں دن سچ کہا تھا۔ اس طریقے سے اس کے جھوٹا ہونے کے باوجود اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔''

پس کاہنوں کے پاس کچھ جن شیاطین دوست ہوتے ہیں جو ''رئی'' کے نام سے موسوم ہیں جو انھیں عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل متعدد شہروں کی خبریں پہنچاتے ہیں اور ان کا یہ کام جاہلیت میں بھی تھا اور اسلام کے زمانے میں بھی۔ رئی نامی جن کاہن اور جادوگر بتاتا ہے کہ فلاں دن یا فلاں رات فلاں واقعہ ہوا ہے، کیوں کہ جنات اور شیاطین کے مابین خبروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اس وجہ سے ان کی بعض سچی خبروں سے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں۔

کبھی کبھار جن خبروں کو چرا لیتے ہیں، یعنی جب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کوئی بات کرتا ہے تو وہ اسے باہم نقل کرتے ہیں تو اس دوران میں جنات اسے چرا لیتے ہیں اور اسے اپنے جادوگر اور کاہن دوستوں کے کانوں میں القا کرتے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٦٢)

ہیں، پھر وہ لوگوں کے سامنے دعویٰ کرتے ہیں کہ فلاں وقت میں ایسے ایسے ہوگا اور وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اس کے ساتھ سیکڑوں جھوٹ ملا لیتے ہیں، تاکہ ان کا کاروبار عروج پائے اور وہ باطل کے ذریعے لوگوں کے مال خوب حاصل کریں۔ لوگ اس وجہ سے کاہنوں اور نجومیوں کے پاس آتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں اور مریض بھی اس مکڑی کے دھاگے سے لٹکتے ہیں اور ان کی عقیدت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب وہ سنتے ہیں کہ ان کاہنوں نے فلاں وقت یہ سچی بات بتائی تھی۔

پس سب پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کے پاس آنے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق سے کلی اجتناب کیا جائے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ بیماریوں سے شفا کے حصول کے لیے مشروع اذکار کی قراءت اور مباح ادویات و اسباب کو اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے انسان کو مستغنی کر دیتا ہے۔

اہلِ تصوف کے پاس جانا:

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال بعض لوگ جنوں کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں، پھر وہ ایسے اہلِ تصوف شیوخ سے رجوع کرتے ہیں جو بخور و حجاب کے ذریعے ان کا علاج کرتے ہیں جس کے بعد ان کی حالت کافی بہتر ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب جسے جنون لاحق ہو وہ اہلِ خرافات کے پاس نہ جائے، بلکہ اس کے علاج کے ماہر طبیب یا کسی اہلِ خیر عالم سے رجوع کرے۔ اہلِ علم اسے دم کریں

گے اور وہ اسباب اختیار کریں گے جو اس سے جن کے خروج کا باعث ہوں۔

بلاشبہہ اللہ نے ہر چیز کے لیے سبب اور ہر بیماری کے لیے دوا پیدا کی ہے۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی اچھے عقیدے کا حامل، مومن و متقی اور دین پر قائم رہنے والا شخص اس پر دم کرے گا تو باذن اللہ جن اس سے نکل جائے گا۔

کسی بھی حالت میں مسلمان کے لیے روا نہیں کہ وہ بدعات وخرافات اور گمراہی میں مبتلا صوفیوں کی طرف جائے، ان کی طرف جائے اور نہ ان سے علاج کروائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے بھی شرک و بدعت اور خرافات میں دھکیل دیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ عموماً صوفیہ کا طریقہ بدعات وخرافات پر مشتمل ہوتا ہے اور ان کی کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے شیخ کی عبادت کرتی ہے، اسی سے استعانت، اسی کے لیے نذر اور زندہ یا مردہ ہونے کی حالت میں اسی سے مدد کی طلب گار رہتی ہے۔ ان کے احوال بڑے خطرناک ہیں اور ان سے بچنے والے قلیل ہیں۔

لا حول ولا قوۃ إلا باللہ، ہم اللہ سے اپنے لیے اور ان کے لیے ہدایت وبصیرت اور کتاب وسنت کے نفع مند راستے کا سوال کرتے ہیں جو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ و تابعین کا راستہ، صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کا دین ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اپنانے اور اس کے منع کردہ کاموں سے بچنے کی توفیق مانگتے ہیں۔

سوالی صوفیہ کا گروہ:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کچھ لوگ ہیں جن کا کہنا ہے کہ وہ شیخ عیسیٰ کے بیٹے یا دوسرے کچھ معروف شیوخ کے بیٹے ہیں۔ یہ لوگ سبز لباس میں ملبوس، سروں پر ریشم کے سبز کپڑے باندھے اور ہاتھوں میں لوہے کی سیخیں لیے لوگوں کے پاس

مانگنے کے لیے آتے ہیں۔ جب آپ انھیں کچھ دے دیں تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیں تو غصے میں آتے اور اس لوہے کو اپنے پیٹھوں اور سروں پر مارتے ہیں! ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ چکر لگانے والے صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کا کام لوگوں کو دھوکا دینا اور ان کا مذاق اڑانا ہے اور ان کے اپنے آپ کو کسی شیخ کی اولاد ظاہر کرنا لوگوں سے مال بٹورنے کا بہانا ہے۔ ان لوگوں کو اس عمل سے روکنا اور سزا دینا حکومت کی ذمہ داری ہے، تاکہ لوگوں کے مال ان کے شر سے محفوظ رہیں اور ایسے لوگوں کو دینا مناسب نہیں، کیوں کہ اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان کا اپنے آپ کو مارنا لوگوں کو دھوکا دینے کی تلبیس ہے، لوگوں پر اس کا کوئی وبال ہیں۔ اسے تغمیز کہتے ہیں جو جادو کی ایک قسم ہے اور ان کا یہ کرتب محض دیکھنے والے کی نظر میں ہوتا ہے حقیقت میں وہ ایسا نہیں کرتے۔ اگر وہ یہ کام سچ مچ کریں تو انھیں تکلیف ہو، اس لیے کہ لوہا اسلحہ اور ان جیسی دیگر اشیا سے جب انسان کو مارا جائے تو اسے تکلیف ضرور ہوتی ہے، لیکن وہ اپنے اس کام میں لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرعون کے جادوگروں کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ﴾ [الأعراف: ١١٤]

”موسیٰ نے کہا (پہلے) تم ڈالو، پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں ڈرایا

اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے۔"

نیز سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ [طٰه: ٦٥، ٦٦]

"(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تمھی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہ دوڑ رہی ہیں۔"

پس اہلِ اسلام کے لیے جائز نہیں کہ ان کی مدد کریں، اس لیے ان کی مدد برائی اور شعبدہ بازی کی مدد ہے، بلکہ حکومت کے تعاون سے ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنا، انھیں سزا دلوانا اور قید کر دینا لازم ہے، تاکہ وہ اس عمل سے رجوع کر لیں۔

نجومیت

تنجیم، نَجَّمَ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے "نجمتُ المال علیه" جب کوئی شخص اسے مختلف حصوں میں بانٹ دے، گویا ہر حصے کو اس کے وقت پر ادا کرے گا۔ پھر اس کا اطلاق ادا کی جانے والی مقدار پر متعارف ہو گیا۔ عرب لوگ ستاروں کے طلوع ہونے سے وقت کی حد بندی کرتے تھے، کیوں کہ وہ حساب سے بے پروا تھے، اس لیے وہ ستاروں کے ذریعے سال کے اوقات معلوم کرتے تھے اور جس وقت میں کسی چیز کا ادا کرنا مقصود ہوتا تو اسے نجم کا نام دیتے تھے، اس کی وجہ ستارے کا مخصوص مقام پر داخل ہونا ہوتا تھا۔ اسی امر سے انھوں نے قسط وار ادا کرنے کے معاملے کو بھی تنجیم سے تعبیر کیا۔ علاوہ ازیں تنجیم کا اطلاق ستاروں میں دیکھنے پر بھی ہوتا ہے۔

تنجیم کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"وہ ایسا علم ہے جس میں تشکلاتِ فلکیہ کے ذریعے حوادثِ ارضیہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔"

تنجیم کا شرعی حکم کیا ہے؟

پہلی قسم: تنجیم (ستاروں کی حرکت میں دیکھنے کے معنی میں) فقہا نے علمِ نجوم کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: پہلی قسم حسابی ہے، جس کا مطلب ستاروں کی حرکت کے حساب سے مہینوں کے آغاز کا تعین کرنا۔ اس فن میں مہارت

رکھنے والے کو منجم بالحساب کہتے ہیں۔ اس قسم کی تنجیم کی مہارت کے جائز ہونے پر تمام فقہا متفق ہیں، بلکہ جمہور نے، اس بنیاد پر کہ اس کے ذریعے سے اوقاتِ نماز اور تعیین قبلہ کا علم بھی ہوتا ہے، اسے فرضِ کفایہ قرار دیا ہے۔

ابن عابدین کے حاشیے میں ہے کہ ''حسابی'' حق ہے، اس بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت:

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ [الرحمٰن: ۵]

''سورج اور چاند ایک حساب سے (چلتے) ہیں۔''

بھی تائید کرتی ہے۔''

قبلے کا تعین اور اوقاتِ نماز کے معاملے میں فقہا نے اس پر اعتماد کو جائز قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نئے چاندوں، خسوف و کسوف کا معاملہ قطعی ہے، اللہ تعالیٰ نے فلکی حرکات اور ستاروں کی نقل و حرکت کو ایک دائمی نظام پر جاری کیا ہے۔ چاروں موسموں کی آمد و رفت بھی اسی نظام پر ہے۔

اور تکرار سے ہونے والے امور جب ایک معمول پر جاری ہوں تو وہ قطعیت کا فائدہ دیتے ہیں۔ اس لیے تنجیم کی اس قسم کے ثمرات پر اعتماد کرنا جائز ہے اور فقہا نے اس قسم کے درمیان اور اس چیز کے درمیان جس کی طرف اکثر لوگ گئے ہیں فرق کیا ہے۔ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ شارع نے ظہر کی نماز کے واجب ہونے کے لیے زوالِ شمس کو مقرر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ﴾ [بني اسرائيل: ۷۸]

''سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجیے۔''

اسی طرح بقیہ اوقات کو مقرر کیا ہے اور رمضان کے چاند کے ثبوت کو

شارع نے دیکھنے کے ساتھ معلق کیا ہے۔ اس لیے نجومیوں کے حساب اور قواعدِ فلکیہ پر اعتماد جائز نہیں، اگرچہ وہ بذاتِ خود درست ہوں۔ البتہ بعض فقہا رمضان کے دنوں اور خروج کا حساب کے ذریعے اثبات جائز قرار دیتے ہیں۔

دوسری قسم: استدلالی ہے۔

ابنِ عابدین نے اس قسم کی یوں تعریف کی ہے کہ یہ ایسا علم ہے جس کے ذریعے تشکلاتِ فلکیہ سے حوادثِ ارضیہ پر استدلال کی پہچان ہوتی ہے۔ اس قسم کی نجومیت سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ اس کے مرتکب غیب دانی کے دعوے دار ہوتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلکی حرکات بذاتِ خود ارضی معالات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کے باطل ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے نجوم سے کسی علم کا اقتباس کیا، اس نے جادو کی ایک شاخ کا اقتباس کیا، وہ جتنا چاہے اس کو زیادہ کر لے۔''

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی کاہن یا عراف یا نجومی کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

لیکن جب حوادث میں اس معمول کا سہارا لیا جائے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی وقت سے معین کر رکھا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے نبی ﷺ کا بھی فرمان ہے:

''جب ہوا سمندر سے اٹھے، پھر شام کی طرف جائے تو یہ پانی سے بھرپور چشمہ ہے۔''

یعنی کثرت سے برسنے والی بارش ہے۔ طبیب کا مرض کے ذریعے بیماری وصحت کا استدلال اسی قبیل سے ہے۔

ابن عابدین کہتے ہیں کہ اس (دوسری قسم) سے ممانعت کے تین اسباب ہیں:

① یہ مخلوق کی اکثریت کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے کہ جب ان میں یہ بات پھیلے گی کہ یہ آثار ستاروں کی حرکت کے بعد رونما ہوتے ہیں تو ان کے دلوں میں یہی عقیدہ راسخ ہو جائے گا۔

② نجوم کے احکام محض اندازہ ہے۔ ابن عابدین نے کہا ہے کہ حکایت کردہ ایک قول کے مطابق یہ ادریس علیہ السلام کا معجزہ تھا، جو بعد میں ختم ہو گیا۔

③ اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس لیے کہ جس امر کا ہونا مقدر ہو، اس سے بچنا ناممکن ہے۔

عرافت اور اس کا شرعی حکم:

عرافت دو معنوں میں مستعمل ہے:

① عراف کے عمل کے معنی میں، اس اعتبار سے وہ نجومی اور کاہن کے مترادف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عراف ماضی کے متعلق خبر دیتا ہے اور کاہن ماضی اور مستقبل دونوں کے متعلق خبر دیتا ہے۔

② دوسرا معنی یہ ہے کہ عرافت ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اور عارف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو معاملات کی پہچان رکھتا اور ان کی تدبیر کرنے والا ہے۔

پہلے معنی کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بغوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عراف وہ شخص ہے جو کچھ اسباب کے پیشِ نظر امور کی معرفت کا دعوے دار ہوتا ہے اور ان اسباب کے ذریعے ان کے مواقع پر استدلال کرتا ہے، جیسے چور سے چوری شدہ مال اور گمشدہ چیز کی جگہ کی معرفت وغیرہ۔

عرافت کا حکم:

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرافت کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا:

''فرشتوں کے کلام سے جنات کا کچھ باتیں چوری کرنا اس مسئلے میں اصل ہے، پھر وہ اسے کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور کاہن کا اطلاق عراف پر بھی ہوتا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف بہرحال کاہنوں میں سے ہے اور عرب لوگ ہر اس شخص کو کاہن کا نام دیتے ہیں جو باریکیوں کے علم میں مشغول ہو۔ صحیح مسلم میں سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔'' اس کی نماز کے قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے ان کا ثواب نہیں ہوگا، اگرچہ وہ فرض کے ادا کرنے میں کفایت کر جائیں۔''

دونوں وعیدوں، یعنی کفر اور نماز کے مقبول نہ ہونے کا اختلاف کاہن یا عراف کے پاس آنے والے کی حالتوں کے اعتبار سے ہے۔ جو کاہن یا عراف کے پاس آیا اور ان کی تصدیق کی تو وہ کافر ہوگا، کیوں کہ اس نے علمِ غیب کے مسئلے میں غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا۔

اور جس نے اس سے صرف سوال کیا اور اس نے ان کی بات کی تصدیق

نہ کی وہ کافر نہیں ہو گا، بلکہ چالیس دن کی نماز کے اجر سے محروم کر دیا جائے گا۔

یہی وہ بات ہے جس پر انس رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث دلالت کرتی ہے:

''جو کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی سے بری ہے اور جو اس کی تصدیق کرنے کے بغیر اس کے پاس آیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب کی ''کتاب التوحید'' سے کاہنوں وغیرہ کا بیان

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کی ایک بیوی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[1]

اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی یا جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا اور جو کسی کاہن کے پاس آیا اور

[1] ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے اس روایت کو صحیحین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور ابویعلی نے اسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[1]

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف وہ شخص ہے جو چند چیزوں کے پیشِ نظر امور کی پہچان کا دعوے دار ہوتا ہے اور ان اسباب کے ذریعے مالِ مسروق اور گمشدہ چیز کی جگہ پر استدلال کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ عراف اور کاہن ایک ہی ہیں اور کاہن وہ ہوتا ہے جو مستقبل کے مخفی امور کے متعلق خبر دیتا ہے۔ ایک قول کے مطابق ضمیر کی بات بتانے والا کاہن ہوتا ہے۔''

امام ابوالعباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف، کاہن، نجومی، ریت میں خط کھینچنے والے اور ان باطل طریقوں سے امور کی پہچان کے دعوے دار ہر شخص کو کہتے ہیں۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''وہ لوگ جو ''ابا جاد'' لکھتے اور ستاروں میں دیکھتے ہیں، میں اس امر کے مرتکب کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں دیکھتا۔''

مذکورہ بالا احادیث وفرامین سے درج ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں:

1. کاہن کی تصدیق قرآن پر ایمان کے ساتھ اکٹھی نہیں ہوسکتی۔
2. کاہن کی تصدیق کفر ہے۔
3. کہانت کروانے والے کا حکم۔

---

[1] اسے بزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

4. کہانت کرنے والے کا حکم۔
5. جادو کرنے اور کروانے والے کا حکم۔
6. ''ابا جاد'' سیکھنے والے کا حکم۔
7. کاہن اور عراف کے درمیان فرق۔

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے ''القول المفید'' میں فرمایا:

''کُهّان'' اور ''کَهَنَة'' کاہن کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو عرب کے بعض قبائل میں پائے جاتے ہیں اور لوگ ان کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لیے آتے ہیں، شیاطین ان سے ملتے اور آسمان سے سنی ہوئی بات سے انھیں آگاہ کرتے ہیں، پھر وہ اس میں جھوٹ کی ملاوٹ کرتے اور لوگوں کو بتاتے ہیں۔ جب آسمانی خبر وقوع پذیر ہوتی ہے تو لوگ اس کے غیب دان ہونے کا عقیدہ بنا لیتے ہیں، پھر وہ ان کے پاس اپنے مسائل کا حل طلب کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انھیں کاہن کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ وہ مستقبل کے امور کے متعلق خبر دیتے ہیں۔ کہانت کے ذریعے دی جانے والی کسی خبر کا حساب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا اور حساب کے ذریعے معلوم کیے جانے والے امور کہانت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، مثلاً: سورج یا چاند گرہن کی خبر حساب کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہے، یہ کہانت نہیں۔ جیسے کوئی یہ خبر پیش کرے کہ سورج برجِ میزان کے 20 میں غروب ہوگا یا فلاں وقت میں طلوع یا غروب ہوگا، پس یہ علم غیب سے نہیں ہے۔ اسی طرح اہلِ حساب کا کسی سال کے آغاز یا اختتام میں ''ھالی'' یعنی لمبی دم والے ستارے کے طلوع ہونے کی خبر کہانت سے متعلقہ نہیں اور نہ اسے غیب دانی میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

سوال سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موسمیات والوں کا آیندہ چوبیس گھنٹوں میں موسم کے متعلقہ امور کی خبر دینا کہانت میں شامل ہے یا نہیں؟

جواب یہ کہانت سے نہیں، کیوں کہ ان میں حسی امور کا سہارا لیا جاتا ہے، کیوں کہ فضا کی کیفیت کو دقیق پیمانوں کے ذریعے پہچان کر ایسی خبروں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کبھی اس میں بارش برسنے اور کبھی نہ برسنے کی کیفیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم جب بادلوں کا ہجوم، گرج، چمک اور بادلوں کی نقل و حرکت دیکھتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ بارش ہونے کے امکان ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جس چیز میں محسوس چیز کا سہارا لیا جائے وہ غیب دانی نہیں ہوتی، باوجود یہ کہ بعض لوگ اسے علم غیب گمان کریں اور کہیں کہ اس کی تصدیق کہانت کی تصدیق ہے۔

وہ چیز جس کا حس کے ذریعے ادراک ہو اس کا انکار قبیح ہے، جیسے سفارینی نے کہا ہے:

فكل شيءٔ معلوم بحس أو حجا

فنكره جهل قبيح بالهجا

''یعنی ہر وہ چیز جو حس یا عقل مندی سے معلوم ہو ہمارا اسے نہ ماننا جہالت، قباحت اور فضول کام ہے۔''

پس وہ بات جو حس سے معلوم ہو اس کا انکار ممکن نہیں اور اگر کوئی شرع کا سہارا لے کر اس کا انکار کرے اس نے شرع پر طعن کیا ہے۔ صحیح مسلم میں نبی ﷺ کی ایک بیوی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں

سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی۔"[1]

عراف، عارف سے مبالغہ کا صیغہ ہے یا عرافت کی طرف نسبت رکھنے والے پر بولتے ہیں اور ایک قول کے مطابق کاہن کے ہم معنی ہے جو مستقبل کے متعلق خبر دیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عام ہے اور کاہن، نجومی اور رمال وغیرہ جو کچھ اسباب کو عمل میں لا کر غیب دانی پر استدلال کرتے ہیں سب کو شامل ہے، یہ معنی سب سے عام ہے اور اشتقاق بھی اسی کا موید ہے۔ عراف معرفت سے ماخوذ ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو ان سے منسلک اور ان کے ذریعے معرفت کا دعوے دار ہو۔

پس عراف سے سوال کرنے کی چند اقسام ہیں:

پہلی قسم: کوئی شخص اس سے صرف سوال کرے: یہ حرام ہے، کیوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی...... الخ"

پس محض سوال کرنے پر سزا کا اثبات اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ وہ کام جو حرام نہ ہو اس پر سزا نہیں ہوتی۔

دوسری قسم: کوئی شخص اس سے سوال کرے اور اس کی بات کی تصدیق بھی کرے تو یہ کفر ہے، کیوں کہ اس کے غیب دان ہونے کی تصدیق قرآن کریم کی تکذیب ہے، قرآن میں ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

[1] صحیح مسلم کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکاھن۔

”کہہ دیجیے آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔“

تیسری قسم: کوئی شخص اس غرض سے اس سے سوال کرے کہ اس کی سچائی یا جھوٹ کا پتا چلے، اس کی بات قبول کرنے کی غرض سے یہ کام نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور تحقیق نبی ﷺ نے ابن صیاد سے یہ کہہ کر سوال کیا:

”میں نے تیرے لیے کیا چھپایا ہے؟“ اس نے کہا: ”دخ“ یعنی دھواں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نامراد ہو، تو اپنے مقدر سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔“[1]

پس معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے اس کا امتحان لینے کے لیے اس سے سوال کیا۔

چوتھی قسم: کوئی شخص اس سے سوال کرے تاکہ اس کے عاجز آنے اور جھوٹا ہونے کا اظہار کرے۔ پس وہ ایسے امور سے متعلق اس سے سوال کرے جن میں اس کا لاجواب ہونا اور جھوٹا ہونا واضح ہو جائے، یہ چیز مطلوب ہے، بلکہ واجب ہے۔

پس اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کاہنوں کی بات کو باطل کرنا امرِ مطلوب اور بسا اوقات لازم ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں سوال سے مراد مطلق سوال نہیں، بلکہ ان ادلہ شرعیہ کے ساتھ ہو جو بالتفصیل ان کے باطل نظریات کی تردید کریں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا:

”بلاشبہ جن کچھ امور میں انسانوں کی خدمت کرتے ہیں اور کاہن جنوں سے یہ خدمت لیتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آسمان کی خبر لائیں، پھر وہ اس پر جھوٹ سے اضافے کرتے ہیں۔ اور جن کا انسان کی خدمت کرنا ہر حال میں حرام نہیں، بلکہ اس کا حرام ہونا حالت کے اعتبار سے ہوگا۔

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب كيف يعرض الإسلام على الصبي.

''پس جن کسی انسانی مصلحت کی خاطر کئی امور میں انسانوں کی خدمت کرتے ہیں اور کبھی ان میں جنوں کی مصلحت ہوتی ہے اور کبھی کسی فریق کی مصلحت نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان میں محبت ہو جاتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان مومن جنوں اور مومن انسانوں کو باہمی محبت پر جمع کر دیتا ہے اور کبھی کبھار جب کوئی انسان ان کے نام پر ذبح کرے یا ان کی عبادت کرے تو بدلے کے طور پر وہ انسان کی خدمت کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر تعجب آمیز بات یہ ہے کہ جنات بسا اوقات امرِ حرام، یعنی زنا اور لواطت کے ذریعے بھی انسان کی خدمت کرتے ہیں۔ کبھی کوئی جننی عشق ولذت کے حصول کے لیے انسان سے فائدہ اٹھا لیتی ہے اور کبھی معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے اور یہ کام امرِ مشہود ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات کسی انسان میں موجود جن اس امر کا اعتراف بھی کر لیتا ہے، جس طرح کہ جنات کا دم کرنے والے لوگ بتاتے ہیں۔''

نبی ﷺ کے پاس جن حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انھیں مخاطب کیا اور ان کی رہنمائی فرمائی اور انھیں اس انعام کا وعدہ دیا جس کی نظیر نہیں ملتی، پھر آپ ﷺ نے انھیں کہا:

''ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے تم اسے اپنے لیے گوشت سے بھرپور پاؤ گے اور ہر مینگنی تمھارے جانوروں کا چارہ ہوگی۔''[1]

اور ذکر کیا جاتا ہے:

''عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک عورت کے ساتھ رئی نامی جن ہوتا تھا اور وہ اس کے لیے کچھ چیزوں کا اہتمام کرتی تھی۔ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ کو

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الجهر بالقراءة في الصبح.

واپسی پر کچھ تاخیر ہو گئی تو لوگ اس عورت کے پاس گئے اور اسے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ پتا لگاؤ۔ اس عورت میں موجود جن نے عمر رضی اللہ عنہ کی کھوج لگائی اور ان کو بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ فلاں جگہ پر ہیں اور صدقے کے اونٹوں پر نشانیاں لگا رہے ہیں۔''[1]

رہی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی کہ ''عراف کے پاس جانے والے کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوتی''. سے قبولیت کی نفی تو ہے ہی، کیا صحت کی نفی کو بھی یہ فرمان مستلزم ہے یا نہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ قبولیت کی نفی یا تو کسی شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے یا کسی مانع کی وجہ سے، ان دونوں حالتوں میں قبولیت کی نفی، صحت کی نفی کو مستلزم ہے۔ جیسے میں کہتا ہوں: ''جس نے وضو کے بغیر نماز پڑھی اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا اور جس نے غصب کردہ جگہ میں نماز پڑھی اس کی نماز بھی (اس کے قائلین کے نزدیک) اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا اور اگر شرط کا مفقود ہونا اور مانع کا موجود ہونا قبولیت کی نفی نہ کرتا ہو تو قبولیت کی نفی سے صحت کی نفی لازم نہیں آتی۔ اس وقت قبولیت کی نفی سے مراد مکمل قبولیت کی نفی ہو گی، یعنی اس طریقے پر قبول نہیں ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ کی کامل رضا اور مکمل اجر کا حصول ہو یا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ برائی جس کا وہ مرتکب ٹھہرا ہے میزان میں اس نیکی کے مدِمقابل رکھی جائے گی تو نیکی کو ساقط کر دے گی اور اس کا بوجھ اس نیکی کے اجر جتنا ٹھہرے گا اور جب کسی نیکی کا اجر ہی نہ ہو تو وہ غیر مقبول کی مانند ہوتی ہے، اگرچہ وہ ذمہ داری سے بری کرنے والی ہو، لیکن اس کا اجر مدِمقابل برائی کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔

---

[1] آكام المرجان في أحكام الجان (ص: ٣٨)

اور اسی کی مثل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''جس نے شراب نوشی کی، اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''[1]

اور نبی ﷺ کے فرمان ((أربعين يوما)) میں اس عدد کے ساتھ مخصوص کرنے کی علت معلوم کرنا ہمارے بس میں نہیں، اس لیے کہ کسی عدد کے ساتھ مخصوص چیز کی حکمت جاننے سے عموماً انسان قاصر ہوتا ہے۔ پس نمازوں کا پانچ یا پچاس ہونا، ہم اس تخصیص کی حکمت نہیں جانتے، البتہ اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے، اور غیر معروف الحکمۃ حکم کی تعمیل معروف الحکمۃ حکم کی تعمیل سے ابلغ ہوتا ہے، اس لیے کہ جب انسان کسی امر کی حکمت جانتا ہو تو اکثر اس کا دل مطمئن رہتا ہے اور شک سے دور رہتا ہے اور اسے قبول کرنے میں جلدی کرتا ہے، لیکن کئی شرعی امور ایسے ہیں جنھیں شرع نے معین عدد یا کیفیت کے ساتھ مشروع کیا ہے اور ہم ان کی قلت سے نابلد ہیں۔ ایسے امور میں ہمارا کردار کیسا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب: ٣٦]

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے۔''

پس ہم پر اس کی تعمیل وتسلیم واجب ہے۔

---

[1] مسند أحمد (٢/ ٣٥) شرح السنة (١١/ ٣٥٧)

اور ذکر کردہ حدیث سے معلوم ہوا کہ سوائے استثنائی قسم (یعنی تیسری اور چوتھی کے) عراف کے پاس آنا اور اس سے سوال کرنا حرام ہے، کیوں کہ اس سے فساد کا ایک بڑا دروازہ کھلتا ہے اور انھیں باطل اشیا کی مشتمل اس فنکاری پر مزید جرأت ہوتی ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''

کاہن وہ لوگ ہوتے ہیں جو عرب کے متعدد قبائل میں رہتے ہیں اور ان کے پاس شیاطین کی آمدورفت رہتی ہے اور شیاطین انھیں آسمانوں سے چرائی ہوئی خبر سے آگاہ کرتے ہیں اور کاہن کی تصدیق سے مراد اسے سچ کی طرف منسوب کرنا اور اس کی کہی بات کو سچا قرار دینا ہے۔ اور ''بما یقول'' میں ''ما'' عام ہے اور کاہن کی ہر بات کو شامل ہے، اگرچہ وہ سچ ہی ہو اور ''بما أنزل علیٰ محمد'' سے مراد آپ پر نازل ہونے والی وحی ہے جس میں قرآن مجید بھی شامل ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بواسطہ جبریل علیہ السلام نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ﴾

[الشعراء: ۹۲،۹۳]

''اور بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ روح الامین (جبریل) اسے لے کر نازل ہوا۔''

نیز فرمایا:

﴿قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ﴾ [النحل: ۶۵]

"کہہ دیجیے: اس (قرآن) کو روح القدس (جبریل) نے آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا ہے۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حدیثِ قدسی معنوی طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اسے اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہیں، اس لیے کہ اگر ہم اس بات کے قائل نہ ہوں تو حدیث قدسی کو قرآن کے مقابلے میں ارفع سند ماننا پڑے گا، اس لیے کہ قرآن کریم جبریل کے واسطے سے منزل ہے اور حدیثِ قدسی میں یہ واسطہ نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ اسے رب تعالیٰ سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں۔ حدیث میں مذکور لفظ "أنزل علیٰ محمد" اور اس کے ہم معنی تمام الفاظ سے اہلِ سنت یہ استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے بھی بلند ہے، کیوں کہ نزول ہمیشہ اعلیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور کلام بھی متکلم کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔

"کفر بما أنزل علیٰ محمد" یعنی محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت میں یہ بات بھی ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

"کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔"

اور کاہن کے پاس جانے والا اس آیت کا انکاری ہے۔ آیت میں نفی اور اثبات دونوں کے جمع ہونے سے قوی ترین حصر پیدا ہو گیا ہے۔ پس وہ ایسے کفر کا مرتکب ہوا ہے جو اسلام سے خارج کرنے والا ہے اور اگر لاعلمی میں کوئی

شخص کاہن کی تصدیق کرتا ہے تو وہ کفر دونِ کفر کا مرتکب ٹھہرا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

((من أتیٰ عرافا أو کاھنا فصدقه بما یقول، فقد کفر بما أنزل علیٰ محمد ﷺ))[1]

مذکورہ حدیث میں مروی لفظ "أو" شک اور تنویع دونوں کا محتمل ہے، لیکن پہلی حدیث میں لفظ عراف اور دوسری میں لفظ کاہن اور تیسری میں دونوں کے آنے سے واضح ہو گیا کہ "أو" تنویع کے لیے ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

"وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی یا جس کے لیے بدشگونی لی گئی اور جس نے کہانت کی یا جس کے لیے کہانت کی گئی اور جس نے جادو کیا اور یا اس کے لیے جادو کیا گیا اور جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کے کہے کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔"[1]

پہلے گزر چکا ہے کہ کہانت مستقبل سے متعلقہ علم غیب کا دعویٰ کرنے کا نام ہے۔ کاہن کہتا ہے کہ عنقریب ایسے ایسے ہو گا اور کبھی ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال عوام میں اس قدر عام ہو گیا ہے کہ اس کی حرمت کا احساس تک جاتا رہا ہے۔ اس لیے کہ عام آدمی ہر طرح کی کہانت کو مباح سمجھتا ہے اور اس کی دلیل محض مباح امور پر اس لفظ کا اطلاق ہے۔ "جس کے لیے کہانت کی گئی" سے مراد وہ شخص ہے جس نے کاہن سے مطالبہ

---

[1] (مسند أحمد (۲/۴۲۸)

[1] اسے بزار نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

کیا کہ وہ اس کے حق میں کہانت کرے، مثلاً: اسے کہے: مجھے کل کیا ملنے والا ہے؟ یا فلاں مہینے میں میرے ساتھ کیا ہو گا؟ یا فلاں سال میرا یہ معاملہ کیسا ہو گا؟ وغیرہ پس یہ ایسی باتیں ہیں جن سے نبی ﷺ نے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔

اور ''جس کے لیے جادو کیا گیا'' سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے جادوگر سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ اس کے لیے جادو کرے۔ جادو کے طریقے سے کیے جانے والے منتر بھی یہی حکم رکھتے ہیں۔ منتر کے استعمال کے متعدد طریقے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک تھال میں کچھ پانی لاتے ہیں اور اس میں تھوڑا سا سیسا ڈالتے ہیں جو جادوگر کے چہرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس عمل کو ہمارے ہاں سیسا بہانے کا نام دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کے مرتکب سے بھی بیزاری کا اعلان کیا ہے۔

نیز عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے الفاظ: ((مَنْ أَتَىٰ كَاهِناً ...... الخ)) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طبرانی کی روایت کے لیے شاہد اور اسے تقویت پہنچاتے ہیں۔

علما نے عراف کی تعریف میں اختلاف کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عراف وہ شخص ہے جو کچھ اسباب کے پیشِ نظر امور کی معرفت کا دعوے دار ہو اور ان اسباب سے چوری شدہ چیز کا محل اور گمشدہ چیز کی جگہ وغیرہ کی نشاندہی کرتا ہو۔ (امام بغوی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں)، ایک قول یہ ہے کہ عراف مافی الضمیر کی خبر دینے والے کو کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق عراف اور کاہن ایک ہی ہوتا ہے، یعنی جو مستقبل کے غیبی امور کی خبر دے اور ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عراف، کاہن رَمال وغیرہ کا نام ہے جو ان طریقوں سے امور کی

معرفت کے دعوے دار ہوتے ہیں۔"[1]

پھر انھوں نے فرمایا: "اگر کہا جائے کہ یہ نام بعض رمال اور نجومیوں کے لیے خاص ہے، پھر بھی وہ عموم معنوی کے تحت اس میں داخل ہوں گے، کیوں کہ اس میں ہمارے نزدیک عموم معنوی ہے (اور وہ ہے جو قیاس کے طریقے پر ثابت ہو اور عموم لفظی وہ ہے جس پر لفظ دلالت کریں)

علاوہ ازیں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

انسان کی جن سے خدمت لینے کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خدمت لے، یعنی شرع کی تبلیغ میں وہ اس کا نائب بن جائے، مثال کے طور پر جب کسی انسان کا مومن جن ساتھی ہو وہ اس سے علم حاصل کرے (انسان سے جن کا تعلم ثابت شدہ معاملہ ہے) پھر انسان اسے جنوں میں تبلیغ کا کام سونپ کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی تشہیر کرے۔ اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ قابلِ تعریف اور مطلوب امر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے اور جن نبی ﷺ کے پاس بھی حاضر ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان پر قرآن پڑھا، پھر وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر لوٹے اور جنات میں نیک، صالح، زاہد و عابد اور علما موجود ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ منذر کے لیے عالم، عابد اور اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہونا ضروری ہے۔

دوسری حالت: مباح امور میں ان سے خدمت لے، مثلاً: کسی مباح کام پر ان سے معاونت کا مطالبہ کرے، ایسا کرنا وسیلہ کے مباح ہونے کی شرط پر جائز

---

[1] شرح السنہ (۱۸۲/۱۲)

ہے۔ اگر وسیلہ حرام ہو تو یہ بھی حرام ہو گا، جیسے جن کا معاونت طلب کرنے والے انسان کو اپنے لیے ذبح کرنے یا سجدہ کرنے وغیرہ کا حکم دینا حرام وسیلہ ہے۔

پھر شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے سفر میں پیچھے ٹھہر گئے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فکر لاحق ہوا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ مدینے میں ایک عورت کا ایک جن ساتھی ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کو حکم دیں تو وہ اپنے ساتھی کے تعاون سے ان کا کھوج لگا سکتی ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا۔ جن گیا اور واپس آ کر اس نے بتایا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو کوئی خطرہ نہیں، وہ فلاں جگہ صدقے کے اونٹوں کو نشانی لگا رہے ہیں۔ پس جن سے ایسی خدمت لینا مباح امر ہے۔

تیسری حالت: حرام امور میں ان کی خدمت لینا، جیسے: لوگوں کا مال لوٹنا اور انھیں دہشت زدہ کرنا وغیرہ، حرام کام ہے۔ پھر اگر اس میں وسیلہ شرک ہو تو یہ شرک ہے اور اگر غیر شرک ہو تو یہ معصیت ہے۔ جیسے کوئی فاسق جن اس فاسق انسان سے الفت کرے اور یہ اس سے اثم وعدوان پر تعاون لے تو یہ اثم وعدوان ہے، شرک کی حد تک نہیں پہنچتا۔

پھر امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پھر جنات سے سوال کر کے ان کی ہر بات کی تصدیق کرنا معصیت اور کفر ہے اور جن سے بچنے کا طریقہ آیۃ الکرسی ہے جس نے اسے رات کے وقت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک محافظ مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہ جائے گا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آیۃ الکرسی یہ ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا

بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

''وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کو سنبھالے ہوئے ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جو ابا جاد لکھتے اور ستاروں میں دیکھتے ہیں: ''میں اس کام کے مرتکب کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں دیکھتا'' ان کے اس فرمان ''یکتبون ابا جاد و ینظرون في النجوم'' میں واؤ عطف کے لیے نہیں، بلکہ حال کے لیے ہے، یعنی ان کی حالت یہ ہے کہ وہ ستاروں کی نقل و حرکت میں دیکھتے اور اسے مکتوب بناتے ہیں اور ابا جاد سے مراد حروفِ ابجد ہیں، یعنی ابجد ہوز، حطی، کلمن، قرشت، ثخذ، ضظغ ہیں اور ''ابا جاد'' سیکھنے کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: مباح ہے یعنی حساب جاننے کے لیے ان کے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ قدیم زمانے سے علما اور دیگر لوگ اسے استعمال کرتے آئے ہیں۔ درمیانی

ادوار کے علما نے بھی اسے اہمیت دی، حتیٰ کہ اسے فقہی اور نحوی قصائد وغیرہ میں بھی استعمال کیا۔

دوسری قسم: حرام ہے، یعنی ستاروں کی نقل و حرکت اور طلوع و غروب کے ساتھ "ابا جاد" کی کتابت کو مربوط کرنا، تاکہ ان کی موافقت یا مخالفت سے حوادثات ارضی پر استدلال کریں۔ چاہیے یہ استدلال عمومی ہو، جیسے: جذب، مرض اور خارش وغیرہ، چاہے خصوصی ہو جیسے کسی آدمی کو کہا جائے کہ عن قریب تجھے کوئی بیماری، فقر، سعادت یا نحوست کا سامنا ہوگا۔ اس طریقے سے وہ معاملات کو فلکی معاملات سے مربوط کرتے ہیں جب کہ حقیقت میں ستاروں کی حرکت کا زمین کے واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام سے ایسے لوگوں کا کفر معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ جس کا اللہ کے ہاں کوئی حصہ نہ ہو وہ کافر ہے، اور کسی مومن سے مطلقاً اخروی حصے کی نفی نہیں کی جا سکتی اور اگر کسی مومن کے گناہ ہوئے بھی تو اللہ تعالیٰ اس سے تجاوز کرے گا یا اس کے گناہوں جتنی اسے سزا ہوگی۔ بالآخر وہ اللہ کے ہاں اپنے حصے کو پالے گا۔

کاہن، نجومی، رمال وغیرہ پر کفر کے حکم سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ان کا حکم دنیا میں یہ ہے کہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اگر وہ توبہ کر لیں تو فبہا اور اگر توبہ سے اعراض کریں تو کفر کی وجہ سے قتل کر دیے جائیں اور اگر ہم ان کے عدمِ کفر کا حکم لگائیں، کیوں کہ جادو کفر تک نہیں پہنچاتا یا اس مسئلے میں اختلاف ہے، پھر بھی ان کے فساد اور نقصان سے بچنے کے لیے ان کا قتل ضروری ہے، اس لیے کہ قتل کے اسباب صرف کفر کے ساتھ مختص نہیں، بلکہ وہ متعدد ہیں

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ﴾ [المائدة: ۳۳]

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں، ان کی سزا تو صرف یہ ہے کہ انھیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلا وطن کر دیا جائے۔''

پس ہر وہ شخص جو لوگوں کے دین و دنیا کو برباد کرے اس سے توبہ کروائی جائے، توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور بالخصوص اس وقت یہ کام کیا جائے جب یہ امور اسلام سے اخراج کا سبب بن رہے ہوں۔

ستاروں میں دیکھنے کی کئی قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ان کی نقل و حرکت سے ارضی حوادث پر استدلال کرنا، برابر ہے کہ وہ عام ہوں یا خاص، پس یہ کام اگر اس عقیدے سے ہو کہ یہ ستارے بھی امورِ کائنات کے مدبر ہیں تو شرک ہے اور ملتِ اسلام سے خارج کرنے والا کفر ہے اور اگر محض ان کے سبب ہونے کا عقیدہ ہو تو اسے کفر سے موسوم کریں گے، کیوں کہ نبی ﷺ نے جس رات بارش ہوئی تو صبح صحابہ سے فرمایا:

''جانتے ہو کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا؟'' انھوں نے کہا: اللہ ورسوله أعلم، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے مجھ پر ایمان اور میرے ساتھ کفر کی حالت میں صبح کی

ہے۔ جس نے کہا: ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش
ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کا کفر کرنے والا ہے
اور جس نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کی روشنی سے بارش ہوئی
وہ میرے ساتھ کفر اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''[1]

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اس کفر کی اس کے قائل کے اعتقاد کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں:

دوسری قسم: علم نجوم کو اس مقصد کے لیے سیکھنا کہ ستاروں کی نقل وحرکت سے موسموں، بیج بونے، فصل کاٹنے وغیرہ جیسے معاملات پر استدلال کریں گے تو ایسا کرنا مباح امور میں شامل ہے، کیوں کہ اس سے دنیاوی امور پر معاونت ہوتی ہے۔

تیسری قسم: علم نجوم کو نمازوں کے اوقات اور قبلہ کی جہت جاننے کے لیے سیکھنا، ایسا کرنا بھی مشروع ہے، کبھی فرض کفایہ اور کبھی فرض عین کا حکم رکھتا ہے۔

گذشتہ بحث سے درج ذیل مسائل منطبق ہوتے ہیں:

پہلا مسئلہ: قرآن مجید پر ایمان اور کاہن کی تصدیق دونوں امر جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ مسئلہ نبی ﷺ کے اس فرمان: ''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔'' سے ماخوذ ہے، کیوں کہ اس نے قرآن کی تکذیب کی جو سب سے بڑا کفر ہے۔

دوسرا مسئلہ: اس کا ارتکاب کفر ہے۔ اور یہ ''فقد کفر بما أنزل علیٰ محمد ﷺ'' سے ماخوذ ہے۔

تیسرا مسئلہ: جس کے لیے کہانت کی گئی، نبی ﷺ نے اس سے بھی براءت کا

[1] مصنف عبدالرزاق (١١) سنن الکبری للبیہقی (١٣٩/٨)

اظہار کیا ہے۔ یہ ماخوذ ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی فرمانِ نبوی ﷺ:
((لَيْسَ مِنَّا)) سے۔

چوتھا مسئلہ: جس کے لیے بدشگونی لی گئی اس کا حکم، یہ نبی ﷺ کے فرمان ((أَوْ تُطِيِّرَ لَهُ)) سے ماخوذ ہے۔

پانچواں مسئلہ: جس کے لیے جادو کیا گیا اس کا حکم، اور یہ ماخوذ ہے نبی ﷺ کے فرمان ((أَوْ سُحِرَ لَهُ)) سے۔ مولف رحمہ اللہ نے ان تین افراد کا تذکرہ جن کے لیے کہانت، جادو یا بدشگونی کی گئی اس غرض سے کیا کوئی معترض یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ کاہن، بدشگونی لینے والے اور جادوگروں کا جرم تو واضح ہے۔ ان کا جرم کیا ہے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جس نے اپنے لیے ان چیزوں کا مطالبہ کیا وہ سزا میں ان مرتکبین ہی کی مثل ہے۔

چھٹا مسئلہ: "ابا جاد" سیکھنے کا حکم، یہ معلوم کیا جا چکا ہے کہ حالات کے اعتبار سے اس کا اعتبار ہے نہ یہ محمود امر ہے اور نہ مذموم۔

ساتواں مسئلہ: کاہن و عراف کے درمیان فرق، اہلِ علم کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے۔

پہلا قول: ''عراف اور کاہن باہم مترادف ہیں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔''

دوسرا قول: ''عراف کچھ اسباب کے پیشِ نظر معرفتِ امور پر استدلال کرتا ہے، اس لحاظ سے وہ کاہن سے عام ہے، کیوں کہ یہ کاہن وغیرہ کو شامل ہے۔ پس وہ دونوں عام و خاص کے باب سے ہیں۔''

تیسرا قول: عراف کچھ اسباب کے پیشِ نظر امور پر استدلال کر کے خبر دیتا ہے، جب کہ کاہن وہ ہے جو مافی الضمیر کی یا مستقبل کے غیبی امور کی خبر دیتا

ہے۔ پس عراف عام ہے، یا عراف ماضی کے ساتھ اور کاہن مستقبل کے ساتھ مختص ہے۔ پس اس اعتبار سے یہ دونوں باہم متباین ہوئے۔ پس کاہن مستقبل کے غیبی امور کی خبر دیتا ہے اور عراف وہ ہے جو کچھ اسباب کے پیشِ نظر امور کی پہچان کا دعوے دار ہوتا ہے اور مالِ مسروق اور گمشدہ چیز کی جگہ معلوم کرنے وغیرہ کی مہارت کا دعوے دار ہوتا ہے۔

وساوس، صرع اور جنات کی شکایت کے علاج کے متعلق کبار علما کے فتاویٰ

وساوس کا علاج:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال مجھے ایک مشکل درپیش ہے اور اس سے نکلنے اور صحیح راہ پانے کی امید سے جناب سے یہ گزارش کر رہا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ شیطان تسلسل سے میرے بدن میں داخل رہتا ہے، بالخصوص فرائض، مثلاً: نماز، تلاوتِ قرآن اور دورانِ وضو میں میری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ میں اپنے دل میں ایسا کلام کرتا ہوں، جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اور یہ معاملہ اس وقت شدت پکڑ جاتا ہے جب میں اکیلے نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ میں اس سے بچنے کی بڑی کوشش کرتا ہوں، لیکن بچا نہیں جا سکتا۔ کیا مجھ پر اس کا کوئی گناہ ہے؟ نیز اس سے بچنے کا کوئی حل بتائیں؟

جواب سب سے پہلے آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ "أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" کثرت سے پڑھیں۔ دورانِ قراءت اس کے معنی پر توجہ رکھیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ انسان کو صراطِ مستقیم سے دور کرنے کے لیے شیطان ہی اس کے دل میں اوہام اور وساوس ڈالتا ہے۔

نیز یہ عقیدہ رکھیں کہ شیطان کی چال اور اس کے نقصان سے بچانے اور محفوظ رکھنے والی ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ اور دوسرا کام آپ کے ذمے یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت، اذکار و وظائف، دعاؤں اور ان نیک اعمال کو معمول بنائیں جن کے ذریعے بندے کی حفاظت و حمایت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ یاد رکھیں کہ یہ وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، جو آپ کے دل کو مشغول اور زندگی کو پریشان کرنا چاہتا ہے۔ عبادت کے معاملے میں تو انسان اس کا خصوصی ہدف ہوتا ہے، تاکہ انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو جائے۔ اس لیے وساوس کو خاطر میں نہ لائیں اور اپنی منزل (جنت) کی طرف رواں دواں ہو جائیں۔

طہارت میں وساوس سے نجات کیسے ہوگی؟

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ایک عورت ہے جو طہارت کے معاملے میں وساوس کا شکار ہے۔ وضو کے بعد اسے اضطراب کی کیفیت لاحق رہتی ہے اور کبھی کبھار اسے یہ محسوس ہوتا ہے، جیسے اسے کوئی قرآن اور اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا حکم دے رہا ہو (نعوذ باللہ منه) پھر اس کے پاس سوائے رونے کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس کا علاج کیا ہے اور ان وسوسوں سے نجات کیسے ملے گی؟

جواب یہ وہ وساوس ہیں جن میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے، لا حول ولا قوة إلا باللہ. ان وسوسوں کے متعدد علاج ہیں، مثلاً: أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا، بالخصوص معوذتین کی قراءت کرنا، اس لیے کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں موجود استعاذے کی نظیر نہیں ملتی۔ پس سوال میں مذکور معاملے کا علاج کثرت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور پختہ عزم سے وساوس کا

دفاع کرنا ہے، تاکہ انسانی دل کسی قسم کے وساوس کی طرف التفات سے دور رہے، مثلاً: کوئی آدمی پورے اہتمام سے وضو کرے دورانِ وضو میں یا اس کے بعد اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ اس نے وضو کیا ہی نہیں یا کوئی عضو باقی رہ گیا تھا یا اس نے وضو سے پہلے ''بسم اللہ'' نہیں پڑھی یا نیت نہیں کی تھی۔ اسی طرح نماز شروع کی، دل میں خیال آیا کہ تکبیرِ تحریمہ نہیں کہی یا سورت فاتحہ نہیں پڑھی تھی۔ اس طرح کے معاملات میں انسان پر لازم ہے کہ وہ ایسے خیالات کو خاطر میں لائے بغیر اپنے عمل کو جاری رکھے اور اسے مکمل کرے۔ اسی طرح اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ اس نے قرآن مجید کو گالی دے دی ہے یا اللہ تعالیٰ کو گالی دے دی ہے وغیرہ تو وہ اس کی طرف التفات نہ کرے، یہ اس کے لیے مضر نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر اس طرح کی بات بے اختیار اس کی زبان سے صادر ہو بھی جائے تو اس پر گناہ کوئی نہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''عقل ماؤف ہونے کی صورت میں طلاق نہیں۔''[1]

جب وسوسے میں مبتلا شخص کی طلاق معتبر نہیں تو یہ معاملہ معافی کے زیادہ لائق ہے، لیکن اس سے بھی اعراض ہی بہتر ہے۔

پس اس عورت اور دیگر لوگوں کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ کثرت سے أعوذ باللّٰہ من االشیطان الرجیم اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس دونوں سورتوں کی تلاوت کریں، اپنے عزائم محکم رکھیں اور شیطانی وسوسوں کی طرف التفات نہ کریں۔ اگر شیطان کسی کے دل میں اللہ کے متعلق تشکیک ڈالے تو وہ اسے

[1] حسن: الإرواء (٢٠٤٧)

خاطر میں نہ لائے، کیوں کہ کسی شخص کے دل میں ایمان کی موجودگی ایسے شک کو داخل نہیں ہونے دیتی۔ البتہ ایسے امور سے واسطہ پڑنا مومن کے لیے لازم ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بھی صحابہ کرام سے فرمایا تھا:

((ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ))[1] ''یہ صریح ایمان ہے۔''

یعنی شیطان کا ایسے امور کو تمھارے دلوں میں ڈالنا تمھارے ایمان کے خالص ہونے کی علامت ہے، کیوں کہ جس کے دل میں شک وارد ہو جائے وہ مطمئن نہیں ہوتا اور نہ اسے اس کو رفع کرنے کی تڑپ ہی ہوتی ہے۔ شیطان بھی اجڑے دلوں پر وار نہیں کرتا، بلکہ آباد دلوں پر وار کر کے انھیں ویران کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما یا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ''یہودی کہتے ہیں کہ ہمیں نماز میں وسوسے نہیں آتے۔'' انھوں نے کہا: ''ہاں یہی بات ہے، شیطان پہلے سے خراب دل میں مزید خرابی کیا کرے گا؟!'' پس میری وصیت ہے کہ ان تمام معاملات سے اعراض کریں، شروع میں مشکلات کا سامنا کرنا ممکن ہے، لیکن عن قریب اس سے راحت ملے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے شک اور وساوس زائل ہو جائیں گے۔ الحمد للہ کئی لوگ جو اس طرح کے مصائب میں مبتلا تھے، انھوں نے ان مصائب کا شرعی علاج اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں عافیت سے نوازا ہے۔ نسأل اللّٰه لها العافية.

بعض اشخاص کو پیش آمدہ وساوس کا علاج:

سوال بعض اشخاص کو بڑی بڑی چیزوں کے متعلق کچھ وساوس کا سامنا ہے، یعنی ان کی فکر انھیں اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی کیفیت معلوم کرنے کی رغبت

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٣٢)

دلاتی ہے، حتی کہ متعدد صورتیں اور اوہام و خیالات دماغ میں جنم لیتے ہیں، ایسے وساوس کا کیا علاج ہے؟

جواب بسم اللہ والحمد للہ. نبیِ کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کی خبر دی ہے کہ شیطان مسلسل انسان کو وسوسوں میں مبتلا رکھنے میں مگن ہے، یہاں تک کہ انتہائی درجے کے ناپاک وساوس اس کے دل میں القا کرتا ہے، حتی کہ اسے کہتا ہے: ''یہ اللہ ہے، جو ہر چیز کا خالق ہے، پس اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ یہ کیفیت پائے تو کہے: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ)) اور ان خیالات سے باز آجائے۔'' اس لیے جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی وسوسہ آئے تو انسان ''آمنت باللّٰه ورسله، أعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم'' کہے اور ان خیالات کو ترک کر دے، ایسے خیالات کا تابع نہ ہو، بلکہ ان کا مقابلہ کرے اور اللہ کی پناہ مانگے۔

اعصابی مریض سے شرعی امور کے خاتمے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ایک شخص کافی عرصے سے اعصابی مریض ہے اور اس کی یہ بیماری بہت سی مشکلات کا سبب بن گئی ہے، مثلاً: والدین کے سامنے اونچی آواز سے بولنا، قطع رحمی اور بے چینی، شرمندگی اور خوف کا وجود وغیرہ۔ کیا ایسے شخص سے شرعی تکالیف ساقط ہو سکتی ہے اور کیا اس کے ان اعمال کا اس پر کوئی وبال ہے؟ آپ اسے کیا نصیحت کریں گے؟

جواب جب تک اس کی عقل سلامت ہے، اس سے شرعی احکام ساقط نہیں ہوں گے، ہاں جب اس کی عقل مفقود ہو جائے اور وہ اپنی عقل کو درست رکھنے

سے قاصر ہو، پھر وہ معذور ہے اور میں اسے نصیحت کروں گا کہ وہ اپنے حق میں کثرت سے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور استغفار کثرت سے کرے اور غصہ آنے کے وقت ''أعوذ باللّٰہ من الشطین الرجیم'' پڑھے۔ امید ہے کہ اللہ اسے محفوظ رکھے گا۔

کیا وسوسے پر انسان کا مواخذہ ہوگا؟

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال انسان کے دل میں کئی وساوس اور خیالات پیدا ہوتے ہیں، بالخصوص ایمان اور توحید کے بارے میں، تو کیا مسلمان پر اس امر کا مواخذہ ہوگا؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کو وہ امور معاف کر دیے ہیں جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، جب تک وہ انھیں اپنی زبان پر یا اپنے عمل میں نہیں لاتے۔''[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے وساوس کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ صریح ایمان ہے۔''[2]

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگوں سے سوال ہوتے رہیں گے، حتیٰ کہ کہا جائے گا: ''اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق ہے (یہ بتاؤ کہ) اللہ کا خالق کون ہے؟'' جس

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢٦٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٢٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٢)

شخص کو ایسے خیال یا سوال کا سامنا ہو وہ کہے: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔''[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور ان (امور سے) باز آ جائے۔''[2]

وساوس اور ان کے دفاع کی کیفیت:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال مجھے کچھ ایسے وساوس کا سامنا ہے جو میرے دین میں مخل ہیں اور ان خیالات کی ترجمانی زبان و عمل سے مجھ پر نہایت گراں ہے، اس مشکل کا کوئی حل بتائیں؟ نیز ان وساوس سے بچنے کی چند دعائیں بھی بتائیں؟

جزاکم اللہ خیرا!

جواب میرے سائل بھائی، آپ کی ذکر کردہ مشکل صرف وسوسے ہیں، جو شیطان آپ کے دل میں ڈالتا ہے اور اسی لیے بسا اوقات ایسے وساوس کا بغیر قصد کیے آپ کی زبان سے صدور آپ پر گراں گزرتا ہے، پس اس امر کا علاج ان وساوس سے اعراض کرنا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ان کو ترک کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت پر ہمیشگی کریں، بلاشبہہ آپ اور آپ کی طرح اس مشکل میں مبتلا ہر شخص جب ان کاموں کی پابندی کرے گا تو ان شاء اللہ یہ وساوس دور ہو جائیں گے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں، بلاشبہہ وہی توفیق دینے والا ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٤)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٢٧٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٣٤)

رہا یہ سوال کہ جس شخص کو آسیب کی شکایت ہو اس کا شرعی علاج کیا ہے؟
ایسا شخص قرآن کریم کی تلاوت اور نبی کریم ﷺ سے منقول صحیح اذکار کا اہتمام کرے، جن کی تفصیل کے لیے "الکلم الطیب" (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)، "الأذکار" (امام نووی رحمہ اللہ) اور "الوابل الصیب" (ابن قیم رحمہ اللہ) کا مطالعہ کریں۔

شرعاً مباح ادویات سے علاج کرنا جائز ہے:

الحمد للّٰہ و الصلاۃ و السلام علیٰ رسول اللّٰہ و علیٰ آلہ و صحبہ.

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی طرف سے قارئین کے نام:

اللہ مجھے اور تمام قارئین کو اہلِ ایمان کی راہ پر چلائے اور مجھے اور انھیں گمراہ کن فتنوں اور شیطان کے حملوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ:

اس کے بعد عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا موجب نصیحت اور یاد دہانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الذاریات: ۵۵]

''اور آپ نصیحت کرتے رہیں، اس لیے کہ بے شک نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔''

نیز اس فرمان:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ: ۲]

''اور تم نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

کی تعمیل کرنا ہے اور نبی کریم ﷺ کے فرمان: ''دین خیر خواہی ہے (تین بار آپ ﷺ نے یہ فرمایا) آپ ﷺ سے پوچھا گیا، یارسول اللہ ﷺ! کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، اس کی کتاب، ائمہ مسلمین اور عام لوگوں کے لیے۔'' پر عمل کرنا ہے۔

جب ہم نے آخری زمانے میں شعبدہ بازوں کی کثرت دیکھی جو طب کی معرفت کے دعوے دار ہوتے ہیں، لیکن ان کا طریقہ علاج جادو اور کہانت ہوتا ہے۔ لوگوں کی جہالت کی وجہ سے ایسے لوگوں کا زور بعض ممالک میں بڑھتا ہو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے اس کی توفیق سے اس کے بندوں کو اس خطرناک امر سے آگاہی کا ارادہ کیا، کیوں کہ اس کام میں غیر اللہ سے تعلق جوڑا جاتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت ہوتی ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے کہتا ہوں:

دوا لینا بالاتفاق جائز ہے۔ ایک مسلمان کسی بھی مرض کی تشخیص اور علاج کے لیے اس کے متعلقہ طبیب کے پاس جا سکتا ہے، تاکہ وہ طبیب اپنے علم کے مطابق بیماری معلوم کرے اور اس کے لیے کسی جائز دوا کی تجویز کرے۔ ایسا کرنا مباح اور معمول کے اسباب کو پکڑنے کی قبیل سے ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر توکل کے منافی نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو بھی بیماری اتاری، اس کا علاج بھی ضرور اتارا، جسے بعض نے جان لیا اور بعض اس (علاج) سے جاہل رہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اس چیز میں شفا نہیں رکھی، جسے اس نے حرام کیا ہے۔ پس مریض کے لیے کسی کاہن یا اس جیسوں کے پاس جو غیبی امور کی معرفت کے دعوے دار ہیں، جانا درست

نہیں۔ اسی طرح ان کی دی ہوئی خبر کی تصدیق بھی جائز نہیں، کیوں کہ وہ بے تکی اور بن دیکھی باتیں کرتے اور جنات کو اپنے مقصود پر استعانت کے لیے حاضر کرتے ہیں۔ یہ لوگ امورِ غیب کے دعوے دار ہونے کی وجہ سے صریح کفر اور ضلالت پر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

سنن اربعہ میں ہے جسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[3]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی یا بدشگونی کروائی، جس نے کہانت کی یا کروائی، جس نے جادو کیا یا کروایا اور جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[4]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۳۰)

[2] اسے ابو داود نے روایت کیا ہے۔

[3] مستدرك الحاكم (۱۔۴۹۔۱۵)

[4] مسند بزار (۳۵۷۸) اس کے رجال ثقہ ہیں۔ المجمع، (۵/۱۱۷)

پس ان احادیث میں عراف وغیرہ کے پاس آنے، ان سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کے مرتکب کے لیے وعید ہے، اس لیے حکام اور اہلِ اثر لوگوں پر لازم ہے کہ وہ کاہنوں اور عرافوں کا راستہ روکیں، انھیں اپنی سلطنت میں اس باطل نظریے کی روک تھام کرنے کے لیے مناسب اقدام ضرور اٹھانے چاہییں۔ عوام میں اس کی قباحت اور شرعی تردید کا پرچار کریں اور انھیں ایسے لوگوں کے پاس جانے سے روکیں۔

کسی ایک معاملے میں ان کی سچائی سے دھوکا نہ کھائیں اور نہ یہ دیکھیں کہ ان کی طرف جانے والے لوگ علم وفضل میں معروف ہیں۔ ایسے لوگ عالم نہیں، بلکہ ممنوع کام کے مرتکب ہونے کی وجہ سے جاہل ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس جانے، سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا ہے، کیوں کہ یہ سارا معاملہ بہت بڑی برائی، سنگین خطرہ اور بدترین انجام سے دوچار کرنے والا ہے۔

اسی طرح سے یہ احادیث کاہن و جادوگر کے کفر کی دلیل ہیں، کیوں کہ وہ غیب دانی کے دعوے دار ہوتے ہیں جو کفر ہے، اس لیے کہ وہ جنات کی خدمت اور ان کی عبادت کیے بغیر اپنے مقصود کو حاصل نہیں کر پاتے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفریہ کام ہے۔ اسی طرح ان کے دعوے کی تصدیق کرنے والا گناہ میں ان کے ساتھ برابر ہے۔ سحر و کہانت کے اس عمل کی تائید کرنے والے ہر شخص سے رسول اللہ ﷺ بری ہیں۔ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز سے دھوکا کھائیں، جسے وہ علاج شمار کرتے ہیں، مثلاً: ان کا غیر مفہوم کلام پڑھنا، مختلف طلاسم، یعنی حروفِ مقطعات لکھنا اور سیسہ ڈالنا وغیرہ یہ سب ان کی خرافات،

کہانت اور لوگوں پر تلبیس ہے، جو شخص ان پر راضی ہو گیا اس نے ان کے باطل نظریے اور کفر کی تائید کی۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کاہن کے پاس جائے اور اس سے سوال کرے، مثلاً: یہ پوچھے کہ اس کے بیٹے یا فلاں قریبی کی شادی کہاں ہو گی؟ زوجین کے درمیان کیسے تعلقات ہیں؟ کسی کو محبت میں کیسے گرفتار کریں؟ فلاں فلاں بندوں میں دشمنی اور جدائی کیسے پیدا ہو گی؟ وغیرہ۔

یہ تمام باتیں اس غیب سے متعلقہ ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور جادو بھی حرام کردہ کفریہ کام ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ نے سورت بقرہ میں فرشتوں کے متعلق فرمایا:

﴿وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾

[البقرة: ١٠٢]

”وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور لوگ ان سے وہ علم سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتا تھا، ان کو نفع نہیں دیتا تھا، حالانکہ وہ بالیقین جانتے تھے کہ

جس نے اس (جادو) کو خریدا آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں اور البتہ وہ بہت بری چیز تھی جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں کاش! وہ جانتے ہوتے۔"

ہم اللہ تعالیٰ سے جادوگروں، کاہنوں اور تمام شعبدہ بازوں کے شر سے بچنے کا سوال کرتے ہیں اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور انھیں ان سے دور رہنے اور اللہ تعالیٰ کے کا احکام کے نفاذ کی توفیق دے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ان کے شر، ایذ اور خبیث اعمال سے راحت پائیں، بلاشبہہ وہ بڑا سخی اور کرم کرنے والا ہے۔

یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جادو کے واقع ہونے سے قبل اس کے شر سے بچنے اور اس کے واقع ہونے کے بعد اس کے علاج کے اسباب مشروع کیے ہیں، جو اس کی بندوں پر خاص رحمت اور احسان ہے۔ ذیل میں وہ شرعی اسباب ذکر کیے جاتے ہیں جو جادو کے وقوع سے پہلے اور بعد میں انسان کے لیے ایک مضبوط حصار کا کام دیتے ہیں۔

پہلی نوع: وہ اسباب جن کے ذریعے جادو کے وقوع سے قبل اس کے خطرات سے بچا سکتا ہے۔ ان میں اہم ترین اور سب سے نافع شرعی اذکار، ادعیہ اور نبی کریم ﷺ سے منقول تعوذات ہیں۔ ان میں سے ایک ہر فرض نماز کے بعد مسنون اذکار کے ساتھ اور رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی کی تلاوت کرنا ہے، جو قرآن کریم کی ایک بڑی عظمت والی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے ذکر کیا ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرة: ۲۵۵]

''وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کو سنبھالے ہوئے ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔''

علاوہ ازیں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہر فرض نماز کے بعد ایک بار اور دن کے شروع میں، یعنی نمازِ فجر کے بعد اور رات کے شروع میں، یعنی نمازِ مغرب کے بعد تین تین بار پڑھنا ہے، اسی طرح سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کے آغاز میں پڑھنا اور وہ یہ ہیں:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا

اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة: ٢٨٥، ٢٨٦]

”رسول اس پر ایمان لائے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی ہے اور سارے مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں ہم نے (حکم) سنا اور اطاعت کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے، پس تو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔“

نبی کریم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے رات کے وقت آیۃ الکرسی پڑھی، اللہ کی طرف سے اس پر

ایک محافظ مقرر ہوتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔"

اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

"جس نے رات کے وقت سورت بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں، وہ اسے کفایت کریں گی۔"

یعنی ہر برائی سے بچنے کے لیے اسے کافی ہوں گی۔ واللہ أعلم.

علاوہ ازیں دن اور رات کے اوقات میں، یا کسی عمارت، صحرا، کھلی فضا یا سمندر میں اترتے وقت "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" پڑھنا۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کسی جگہ اترا اور اس نے کہا: "أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق" اسے اس جگہ سے کوچ کر جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں دے گی۔"

جادو سے بچنے کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے کہ بندہ مسلم دن اور رات کے شروع میں تین بار یہ دعا پڑھے: "بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم" اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دلائی اور یہ ہر برائی سے بچنے کا سبب ہے۔

یہ اذکار اور تعوذات جادو وغیرہ کے شر سے بچنے کا بہت بڑا سبب ہیں، لیکن اس شخص کے لیے ہے جو سچائی، ایمان، اللہ پر اعتماد اور شرح صدر سے ان پر ہمیشگی کرے گا۔ نیز یہ جادو کے وقوع کے بعد بھی اسے غیر موثر بنانے کا بہترین ہتھیار ہیں۔ ان امور کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے یہ دعا کرے کہ وہ اس ضرر اور بیماری کو اس سے دور کرے۔ جادو کے علاج میں

مستعمل ایک دعا وہ ہے جو نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو دم کرنے میں پڑھتے تھے اور وہ دعا یہ ہے: "اللهم رب الناس أذهب الناس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاءً لا يغادر سقما" اور ایک دم وہ ہے جو جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو کیا تھا وہ یہ ہے: "بسم الله أرقيك من كل شيء يؤذيك ومن شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك باسم الله أرقيك" ان کلمات کو تین بار دہرائیں۔

جادو کے وقوع کے بعد ایک اور علاج بھی ہے اور یہ ایسے آدمی کے لیے سود مند ہے جسے بیوی کے ساتھ صحبت سے روک دیا گیا ہو۔ وہ یہ ہے کہ ایسا آدمی بیری کے سات سبز پتے لے اور انھیں پتھر وغیرہ سے پیس کر پانی کی اتنی مقدار اس میں ڈالے، جو غسل کے لیے کافی ہو، پھر اس پر آیۃ الکرسی، معوذات اور سورۃ الاعراف کی جادو والی آیات یعنی:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۞ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۞ وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۞ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾

[الأعراف: ١١٧۔١٢٢]

"اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے اور جادوگر (بے اختیار) سجدے میں گر پڑے، انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے موسیٰ

اور ہارون کے رب پر۔“

اور سورت یونس کی آیات:

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [يونس: ٧٩-٨٢]

”اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ، پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا: ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے، بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا، بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔“

اور سورۃ طٰہٰ کی آیات:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ [طٰهٰ: ٦٥-٦٩]

''اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا، ہم نے کہا: خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔''

تک پڑھ کر دم کرے، اس کے بعد پانی پی لے اور باقی پانی سے غسل کرے، ان شاء اللہ بیماری زائل ہو جائے گی۔ ضرورت محسوس ہو تو ایک سے زائد بار یہ عمل دہرانے میں کوئی حرج نہیں اور ایک علاج یہ ہے کہ انسان جادوگر کے عمل، یعنی گرہ وغیرہ کو تلف کر دے۔

جادو کا علاج، جادوگری یا جنات کا قرب حاصل کرنے والے لوگوں کے عمل سے کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ شیطانی عمل، بلکہ شرکِ اکبر ہے۔ یہ لوگ کذاب اور فاجر ہیں، ان کے پاس جانا تک درست نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہر برائی سے عافیت دے، ان کے دین کو محفوظ رکھے اور انھیں دین کی سمجھ عطا فرمائے۔

وصلی اللّٰه علیٰ عبده و رسوله محمد و علیٰ آله وصحبه، و أتباعهم بإحسان.

دوا لینا قرآن وسنت کی نظر میں

مملکت سعودی عرب کے مفتی اعظم، ادارہ بحوث علمیہ و افتاء اور کبار علما کے رئیس فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی ہے، اس کی شفا بھی نازل کی، جسے کچھ لوگوں نے جان لیا اور کچھ اس سے انجان رہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تمام حسی اور معنوی بیماریوں کا علاج اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی جانے والی شریعت میں رکھا ہے، جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے اس قدر سود مند بنایا کہ اس کا احاطہ انسانی بساط سے خارج ہے۔ ابن باز رحمہ اللہ نے اس بات کو واضح کیا کہ انسان کو کئی امور عارض ہوتے ہیں جن کے مخصوص اسباب ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ خوف و گھبراہٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا واضح سبب معلوم نہیں کر پاتا۔ انھوں نے یہ بات تاکید سے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جس قدر خیر، امن اور شفا کو جاری کیا ہے اس کا احاطہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

کوئی سائل آپ رحمہ اللہ سے سوال کرتا ہے کہ ''میری بیوی ایک مخصوص مرض میں مبتلا ہے، وہ ہر چیز سے خوف کھاتی ہے اور تنہا رہنے سے بہت ڈرتی ہے'' کوئی کہتا ہے کہ ''میرا دل اضطرابی کیفیت میں رہتا ہے، مجھ میں باجماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد کی طرف جانے کی ہمت نہیں پڑتی، کیا میں اس کے

علاج کے لیے کاہن یا عراف کے پاس جاسکتا ہوں؟ تو آپ رحمہ اللہ ایسے سائلوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ شرعی اوراد جن کے ذریعے امن، اطمینانِ قلبی، راحت کا حصول اور شیطانی چالوں سے حفاظت ہوتی ہے کو عمل میں لائیں، ان اوراد میں سے ایک آیۃ الکرسی ہے اور وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

''وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، سب کو سنبھالے ہوئے ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کو اپنے احاطے میں نہیں لا سکتے، سوائے اس بات کے جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت تھکاتی نہیں اور وہ بلند تر، نہایت عظمت والا ہے۔''

نیز فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آیۃ الکرسی کتاب اللہ میں سب سے افضل اور عظمت والی آیت ہے، اس لیے کہ یہ اللہ کی توحید کی عکاس اور اس کی عظمت کا بیان ہے اور بے شک وہ زندہ، قائم رکھنے والا اور ہر شے کا مالک ہے

اور اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔ شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا تو یہ اس کے لیے ہر شر سے بچنے کا ذریعہ ہوگی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

''جس نے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اللہ کی طرف سے اس کا ایک محافظ مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں جائے گا۔''[1]

اسی طرح خوف میں مبتلا ہونے والے شخص کا علاج یہ ہے کہ وہ اطمینانِ قلب کے لیے ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھے اور اس بات پر یقین رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان حق اور سچ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے تاکید کی ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھے، کیوں کہ وہی ہر برائی سے امن، شفا اور عافیت کا سبب ہے اور سورت اخلاص پڑھے۔ اسی طرح جب سونے کے لیے بستر پر جائے تو تین بار یہ سورتیں پڑھے۔

امن و عافیت اور اطمینان کے حصول اور ہر شر سے محفوظ رہنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان صبح و شام تین تین بار ''أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق'' پڑھ کر اللہ کی پناہ مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس کے عافیت کا سبب ہونے پر دال ہیں، علاوہ ازیں صبح و شام تین تین بار ''بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم'' پڑھنے والے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ شام کو پڑھنے والے کو صبح تک کوئی چیز نقصان نہ دے گی اور صبح پڑھنے والے کو شام تک کوئی چیز نقصان نہ دے گی۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣١١)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٥٠٨٨)

مذکورہ تمام اذکار اور قرآن و سنت سے ماخوذ تمام تعوذات حفاظت و امن اور سلامتی کے اسباب ہیں۔ ابن باز رحمہ اللہ نے ہر مومن مرد اور عورت کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ ان اسباب کو ان کے اوقات میں ضرور اپنائیں اور ان پر ہمیشگی کریں۔ اپنے اس رب پر اعتماد اور بھروسا رکھیں جو ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے، جس کے سوا نہ کوئی رب اور نہ کوئی معبود ہے۔ تصرف، منع، نفع ونقصان سب اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ہر چیز کا مالک ہے۔

گھاس کے ساتھ علاج:

سوال ایک عورت کا کہنا ہے کہ اسے ہاتھ پاؤں شل ہو جانے کی بیماری تھی۔ طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے تھے، اس کے اہلِ خانہ نے ایک آدمی کے متعلق سنا کہ وہ ایک مخصوص طریقے سے علاج کرتا تھا، اس کے بتانے پر گھر والوں نے رات کے وقت اس کے سر کے نیچے گھاس رکھ دی، صبح جب وہ اسے اس آدمی کے پاس لے کر گئے اور گھاس بھی ساتھ تھی، اس نے انھیں کہا کہ اسے جنون کی بیماری ہے۔ پھر اس نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے پاس ایک بکری کا بچہ لائیں، جب وہ اس کے پاس بکری کا بچہ لائے تو آدمی نے چھری پر ہاتھ پھیرا تو بکری کا بچہ کانپنے لگ گیا۔ اس کے بعد اس نے بکری کے کان کا ایک حصہ کاٹا اور اسے عورت کے ناک اور کان کے بیرونی حصے پر پھیرا، پھر اس نے بکری کے بچے کو لے جانے کا حکم دیا۔ خود جلدی سے اٹھا اور انھیں کہا کہ تمھاری بیٹی ان شاء اللہ خیریت سے ہے، عورت جب اٹھی تو اسے ایسے لگا جیسے کوئی بیماری ہے ہی نہیں۔

اس کے بعد اس نے چند جڑی بوٹیاں لکھ کر دیں جو مریض نے بطورِ دوا

استعمال کرنی تھیں۔ مذکورہ تمام گفتگو سے قبل اس نے بسم اللہ اور آیۃ الکرسی پڑھی، پھر اس گھاس کو پکڑ کر دیکھا، پھر وہ مریض کے متعلق بتانے لگ گیا کہ اسے یہ ہے اور کیوں ہے، یہ تمام قضیہ عرض کرنے کا مقصد آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کے ممنوع ہونے کی کیا دلیل ہے؟ یہ معلوم رہے کہ اس عورت کے اہلِ خانہ نے مجھ سے اس کا جواب مانگا، لیکن میں ان کا جواب نہ دے سکا۔

جواب یہ عمل اس آدمی کے کاہن ہونے پر دلالت کرتا ہے، جو جنوں سے خدمت لیتا اور ان کی منشا کے مطابق ان کا قرب حاصل کرتا ہے، رہا اس کا سر کے نیچے گھاس رکھنا اور بکری کے بچے کا کان کاٹنا وغیرہ، یہ تلبیس ہے، تا کہ اس کا معاملہ منکشف نہ ہو۔ بلاشبہہ یہ آدمی جنات سے خدمت لینے والا ہے۔ بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ کوئی جن کسی عورت سے اس طرح کا معاملہ کرتا ہے، پھر کاہنوں کے ساتھ کچھ شرائط پر اسے چھوڑنے پر اتفاق ہو جاتا ہے جس سے مریض شفا یاب ہو جاتا ہے۔ بسم اللہ اور آیت الکرسی کا پڑھنا ایسے معاملے میں دم کے لیے نہیں، بلکہ دھوکا دہی کے لیے ہوتا ہے۔

ایسے لوگوں کے اعمال کے بطلان کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں۔

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''[1]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] الإرواء (٢٠٠٦)

پس معلوم ہوا کہ اس آدمی کا کام جنوں سے خدمت لینا، ان سے سوال کرنا، ان کی مرضی پر متفق ہونا اور ان کے باطل ارادوں کی تکمیل، حتی کہ ان کی عبادت اور ان کے نام پر ذبح کرنا ہے۔ اس لیے اس سے سوال کرنا، اس سے علاج کروانا اور اس کی طرف جانا سب ناجائز ہے۔

قرآنی آیات اور مباح ادویات سے مصروع کا علاج

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال بعض لوگوں کو جب صرع (یعنی جنات لاحق ہونے) کا مرض لاحق ہوتا ہے تو وہ عرب کے کچھ طبیبوں کے پاس علاج کے لیے جاتے ہیں، وہ طبیب جنات کو حاضر تو نہیں کرتے، البتہ ان سے عجیب وغریب حرکات صادر ہوتی ہیں، مثلاً: وہ مریض کو ایک معین مدت تک بند کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے جن لاحق ہے یا جادو زدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ لوگ مریضوں کا ایسے ہی علاج کرتے ہیں اور مریض شفایاب بھی ہو جاتے ہیں۔ لوگ اس علاج کے عوض انھیں اپنے مال دیتے ہیں، اس کا حکم کیا ہے؟ نیز علاج کے لیے ان تعویذات کا کیا حکم ہے جن میں قرآنی آیات لکھی جاتی ہیں، پھر انھیں پانی میں ڈالا جاتا اور پیا جاتا ہے؟

جواب مصروع و مسحور شخص کا قرآنی آیات اور مباح ادویات کے ذریعے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ان کا صدور ایسے شخص کی طرف سے ہو جو پاکیزہ عقیدہ رکھنے والا اور شرعی احکام کا پابند ہو، لیکن ایسے لوگوں کے پاس علاج کے لیے جانا جو غیب دانی کے دعوے دار، جنات کے خدمت گار اور شعبدہ باز ہوں یا ایسے لوگ جن کی حالت اور طریقہ علاج غیر معروف ہو، درست نہیں، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا اس کی چالیس راتوں کی نماز قبول نہیں ہو گی۔''[1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔''[2]

علاوہ ازیں اس معنی کی متعدد احادیث ہیں جو عرافین اور کاہنوں سے سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں، کیوں کہ یہ لوگ علمِ غیب جاننے کے دعوے دار اور جنات سے مدد مانگنے والے ہیں، ان کے اعمال و اقوال اس چیز کا واضح ثبوت ہیں۔ ان جیسوں کے بارے میں ایک مشہور حدیث ہے جسے امام احمد اور ابو داود نے جید سند کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''نبی کریم ﷺ سے نشرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان کے عمل سے ہے۔''[3]

علما نے اس نشرہ (منتر) کی تفسیر یوں کی ہے کہ یہ جاہلیت کا وہ عمل ہے جس کے ذریعے سے جادو وغیرہ کا توڑ کیا جاتا تھا۔ کاہن، عراف، شعبدہ باز اور دیگر کذاب لوگوں کا غیر مشروع طریقہ علاج اسی سے ملحق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کی بیماری اور صرع کی تمام انواع کا علاج صرف شرعی طریقوں اور مباح وسائل ہی سے جائز ہے۔ مریض پر قرآنی آیات اور شرعی دعائیں پڑھ کر

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] صحيح. الإرواء (٢٠٠٦)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٦٨)

دم کرنا اسی کا ایک حصہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''[1]

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے بندو، دوا لو، لیکن حرام کے ساتھ دوا نہ لو۔''[2]

رہی بات کسی صاف ستھرے پیالے پر زعفران کے ساتھ آیات وادعیہ کو لکھنا یا صاف اوراق پر انھیں لکھ کر پھر ان کو دھو کر مریض کو پلانا، اس معاملے میں کوئی حرج نہیں۔ سلف کی ایک بڑی جماعت اس کی قائل و فاعل رہی ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد وغیرہ میں اسے واضح کیا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا اہتمام کرنے والا خیر و استقامت میں معروف ہے۔

سوال ہمارے ہاں مصر میں صرع کے علاج کے لیے لوگ ایک خاص کنیسا، کنیسا ماری جرجس میں، یا ان جادوگروں اور دجال لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو متعدد علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور کبھی کبھار کچھ فائدہ بھی مل جاتا ہے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ بالخصوص جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ مصروع شخص کے علاج میں جلدی نہ کی تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ پھر اس بیماری کا شرعی علاج کیا ہے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے موت کے سوا ہر بیماری کی دوا بھی نازل کر رکھی ہے؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب صرع وغیرہ کے علاج کے لیے نہ کنیسا جانا جائز ہے اور نہ جادوگروں اور دجالوں کے پاس، البتہ مباح علاج کے طریقوں اور شرعی دموں سے علاج ممکن

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٠)

[2] ضعيف: سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٧)

ہے، مثلاً: قرآن مجید کی تلاوت، جیسے سورت فاتحہ، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ آیۃ الکرسی اور دیگر اذکار جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، ان کے ذریعے دم کرنا۔

وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

دل کی تنگی اور شکوک وشبہات کا شرعی علاج

سوال کسی سائل نے ایک طویل خط لکھا، جس کا خلاصہ یہ ہے: ''اس وقت میں انتہائی بری حالت میں زندگی گزار رہا ہوں، جب کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سے چار سال قبل کی زندگی بڑی سعادت اور سکون سے بسر کی، جس میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اور صوم و صلاۃ کی پابندی میرا معمول تھا۔ میرا دل مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر پارا پارا ہو جاتا، حتی کہ میں نے جہادِ افغانستان میں بھی شرکت کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میں مکمل فتح یاب ہونے تک واپس نہیں جاؤں گا، لیکن اپنی کمزوری اور والدین کے واپسی پر اصرار کی وجہ سے میں دو ماہ بعد واپس آ گیا۔ پھر میری زندگی میں تبدیلی آ گئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے رسول اور قرآن کے متعلق شکوک وشبہات ہونے لگے، جس کا ازالہ کرنے کے لیے میں نے آپ کے نشر کردہ مضامین اور شیخ زندانی کی کتب کا مطالعہ کیا، جس سے روزِ روشن کی طرح حق میرے لیے واضح ہو گیا، لیکن اس کے باوجود کچھ وسوسے اور شکوک مجھے دوبارہ لاحق ہونے لگے۔

سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ خوفِ خداوندی سے خالی ہونے لگا اور اس کیفیت میں میرا ڈیڑھ سال گزر گیا، میں نے ان شکوک کو دور کرنے اور یقین محکم حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا، لیکن ان تمام کوششوں سے کوئی خاطر

خواہ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ اگر کچھ دیر کے لیے دل میں حق قرار پکڑتا بھی تو اسے دوام نہ ہوتا، اس وقت سے اب تک میں تہجد بھی پڑھتا ہوں اور ایامِ بیض کے روزے بھی رکھتا ہوں، لیکن ان کی لذت سے محروم ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال بھی مختلف صورتوں میں خرچ کیا، تاکہ مجھے قلبی سکون میسر ہو، لیکن روز بروز میرا قلبی اضطرار بڑھتا رہا۔ میں قرآن کی طرف بھی توجہ دیتا ہوں، ہر روز ایک پارہ غور و تدبر سے پڑھتا ہوں، مجھے اس سے یقین تو حاصل ہوتا ہے، لیکن بہت کم۔ میں اپنے دل میں سختی اور حق سے پردہ وحجاب پاتا ہوں۔ میں اپنی تنخواہ کا چوتھا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر رہا ہوں اور میں یتیموں کی کفالت بھی کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ اپنے دل کو فسق و فجور اور کبھی کبھار کفر کی تہمت لگاتا ہوں، میں نے نصیحت حاصل کرنے کا کوئی وسیلہ نہیں چھوڑا، لیکن شکوک وشبہات سے نجات حاصل نہ کر پایا۔

پس میرے محبوب شیخ، اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بعد آپ میری واحد امید ہیں اور ممکن ہے کہ میں کسی کے سامنے اس انداز سے شکوہ نہ کرسکوں، کیا میرے ذکر کردہ مسائل کا کوئی حل اور علاج ہے؟ میں ان شاء اللہ آپ کے حکم کی تعمیل بھی کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی میرے لیے رات کی تاریکیوں میں یہ دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے اور مجھے اپنی طرف خالص رجوع کرنے کی توفیق دے۔

جزاکم اللہ خیرا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

جواب بسم اللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ أما بعد:

میں نے آپ کا خط مکمل پڑھا اور آپ کو لاحق ہونے والے شکوک وشبہات سے مجھے قلبی قلق اور دکھ ہوا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو ہدایت دے اور حق کی طرف لوٹا دے اور آپ کے دل کو ایمانِ خالص سے بھر دے، آپ کو سچی توبہ کی توفیق دے اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے، بلاشبہہ وہ بڑا سخی اور کرم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق شکوک وشبہات کا معاملہ آپ کی طرح بعض صحابہ کو پیش آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو وصیت کی کہ وہ اس طرح کی چیز محسوس کریں تو "آمنت باللّٰه ورسله" پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور اس گمان سے باز آجائیں، اس لیے میں آپ کو بھی وہی نصیحت کرتا ہوں جو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نصیحت کی۔ جب آپ کو اس طرح کا کوئی خطرہ درپیش ہو تو آپ "آمنت باللّٰه ورسله" اور "أعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم" پڑھیں، اس کام پر ہمیشگی کریں اور جب یہ خطرہ محسوس کریں تو درج بالا کلمات کو دہرائیں۔

علاوہ ازیں میں آپ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید اور مایوس نہ ہوں۔ تلاوتِ قرآن کثرت سے کریں، اس کے معانی پر غور کریں، سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ التجا کریں کہ وہ آپ کو ہدایت دے اور وسوسوں کو آپ سے دور کرے۔ سجدے کی حالت میں، رات کی آخری گھڑیوں میں اور اذان و اقامت کے درمیانی وقت میں کثرت سے دعائیں کریں۔ اللہ پر حسنِ ظن رکھیں جس کا اعلان ہے:

"میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق (اس سے سلوک کرتا) ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

نیک لوگوں کی صحبت کو لازم پکڑیں اور برے لوگوں کی صحبت سے کلی اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کاموں کی توفیق دے جو اسے پسند ہیں، ہمیں اور آپ کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔

والسلام علیکم و رحمة اللّٰه و برکاته.

کیا کوئی مسلمان اپنے آپ کو دم کر سکتا ہے؟

سوال کیا کسی مسلمان کے لیے ممکن ہے کہ وہ کچھ چیزوں کی قراءت کرے اور پانی پر دم کر کے خود استعمال کرے؟

جواب نبی کریم ﷺ جب کوئی بیماری محسوس کرتے تو اپنے ہاتھوں میں تین بار ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھ کر پھونکتے اور حتی الامکان اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتے، یہ عمل سوتے وقت کرتے اور ہاتھ پھیرتے وقت چہرے اور سینے سے شروع کرتے تھے۔[1]

جبریل علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کو پانی پر ان الفاظ کے ساتھ دم کیا:

"بسم اللّٰه أرقيك من كل شيء يؤذيك من شر كل نفس أو عين حاسد اللّٰه يشفيك، بسم اللّٰه أرقيك"[2]

تین بار یہ کلمات پڑھے۔ یہ دم مشروع بھی ہے اور سود مند بھی۔ امام ابو داود نے کتاب الطب میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے لیے پانی پر دم کیا اور اسے ان پر بہانے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ بھی دورِ نبوی ﷺ میں کئی دم کیے گئے اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

بعض مریضوں کو ”اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك، شفاء لا يغادر سقما“ پڑھ کر دم کیا۔[1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”دم، تعویذ اور گنڈے شرک ہیں۔“[2]

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میرا ایک ماموں تھا جو بچھو کے کاٹنے کا دم کرتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دموں سے منع کیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے دموں سے منع کر دیا ہے اور میں بچھو کے کاٹنے کا دم کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ ضرور اسے فائدہ پہنچائے۔“[3]

سوال دم کے حوالے سے منع و جواز کی احادیث کے درمیان کیا تطبیق ہوگی اور مریض کے سینے پر قرآنی تعویذ لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

جواب وہ دم ممنوع ہیں جن میں شرک، غیراللہ کا وسیلہ یا ایسے مجہول الفاظ ہوں جن کا معنی معروف نہ ہو، لیکن وہ دم جو ان چیزوں سے پاک ہوں وہ مشروع ہیں اور شفایابی کا بڑا ذریعہ ہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”دم میں کوئی حرج نہیں جب تک شرک نہ ہو۔“

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٦٧٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩١)

[2] صحيح: سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩٩)

''جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو، وہ ضرور اسے نفع پہنچائے۔'' [1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''نظرِ بد یا بخار کے علاوہ کا دم نہیں ہوتا۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دو کاموں سے بڑھ کر کسی کام کا دم زیادہ موثر اور زیادہ شفایابی والا نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے دم کیا بھی اور آپ ﷺ کو دم کیا بھی گیا ہے۔ رہی بات تعویذ وغیرہ کو مریض یا بچوں کے گلے میں لٹکانے کی تو یہ جائز نہیں، اسے تمائم، حروز اور جوامع کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ فعل شرک ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مکمل نہ کرے اور جس نے ودعہ لٹکایا، اللہ اس کے (مرض کو) دور نہ کرے۔''

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''بلاشبہہ دم، تعویذ اور تولہ شرک ہے۔''

قرآنی آیات اور مباح دعاؤں پر مشتمل تعویذات کے متعلق علما کا اختلاف ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ بھی حرام ہیں، ان کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ذکر کردہ احادیث قرآنی اور غیر قرآنی تمام تعویذات کو شامل ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے مقصود شرک کا راستہ روکنا ہے، اس لیے کہ اگر انھیں جائز قرار دیا جائے تو قرآنی تعویذات اور غیر قرآنی تعویذات باہم مختلط ہو جائیں گے اور معاملہ مشتبہ ہونے کی وجہ سے شرک کا راستہ کھل جائے گا۔ جب

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۹۹)

کہ یہ بات مسلم ہے کہ شرک و معاصی کی طرف جانے والے تمام اسباب کا روکنا شریعت کا بنیادی قاعدہ ہے۔ واللہ ولي التوفيق

شرکیہ دعائیں:

فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کچھ لوگ ہیں جو مندرجہ ذیل دعا اس نظریے سے پڑھتے ہیں کہ اس سے نشے کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے، وہ دعا یہ ہے:

"الصلاة والسلام عليكم و علىٰ آلك يا سيدي يا رسول الله أنت و سيلتي خذ بيدي، قلت حيلتي فأدركني" اور کہتے ہیں: "يا رسول الله! اشفع لي" اور کچھ یوں کہتے ہیں: "ادع الله يا رسول الله بالشفاء" کیا یہ دعا جائز ہے اور کیا اس میں کوئی فائدہ ہے؟

جواب یہ دعا شرکِ اکبر سے ہے، کیوں کہ اس میں رسول کو پکارنا ہے اور ان سے تکلیف اور بیماری کو دور کرنے کا مطالبہ ہے، جب کہ اس کام کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اس لیے غیر سے مانگنا شرکِ اکبر ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ سے اس کا سوال کرنا اس سے بڑھ کر کبیرہ گناہ ہے۔ مشرکین بھی اولیا کی عبادت یہ کہہ کر کرتے تھے کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو معیوب کہا اور اس سے منع فرمایا:

﴿وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [يونس: ١٨]

"اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو انھیں نہ نقصان دیتی ہیں اور نہ نفع دیتی ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے ہاں

ہمارے سفارشی ہیں۔"

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ﴾ [الزمر: ۳]

"اور جن لوگوں نے اس کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں، (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے زیادہ قریب کر دیں۔"

پس معلوم ہوا کہ یہ تمام اقوال شرکیہ ہیں اور توبہ کے بغیر ان کی معافی ممکن نہیں، بلکہ ان سے بچنا لازم ہے۔

ان کے مقابلے میں شرعی دعائیں جن کے ذریعے مریض کے لیے دعا کی جا سکتی ہے اور اسے دم کیا جا سکتا ہے ان کی طرف رجوع کرنے سے خیرِ کثیر، شفا اور اجرِ عظیم کا حصول ہوتا ہے، مثلاً: سورۃ الفاتحہ اور دیگر قرآن کریم کی تلاوت نشے سے یا کسی اور مرض سے نجات کے لیے بے حد موثر عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرکیہ اعمال و اقوال سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

پس مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کسی بھی عمل یا دعا کو اپنانے سے قبل یہ تحقیق کر لے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں کیسا ہے۔ اگر قرآن و سنت سے اس کی تائید ہو تو اپنا لے ورنہ چھوڑ دے۔ پس دعا میں مذکورہ دعا کو ترک کرنا اور اس سے دور رہنا لازم ہے۔

مرغی ذبح کر کے علاج کرنا:

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی افتاء کمیٹی سے سوال کیا گیا:

سوال ایک عربی طبیب ہے جس کے پاس جنات وغیرہ کے مریض کو لایا جاتا

ہے، وہ انھیں ایک مخصوص مرغی لانے کا حکم دیتا ہے، مثلاً: مرغی کا رنگ سیاہ ہو یا سفید ہو۔ اس کا خون مریض پر ڈالا جاتا ہے اور کبھی کبھار وہ مرغی ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام بھی ذکر نہیں کرتا۔ اسلام کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا شرکِ اکبر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [الأنعام: ١٦٢، ١٦٣]

”کہہ دیجیے بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت، (سب کچھ) اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی (بات یعنی توحید) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔“

اور نبی کریم ﷺ نے بھی غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ اسی طرح شرکیہ اعمال کرنے والے لوگوں، یعنی کاہنوں، شعبدہ بازوں وغیرہ کے پاس آنا، ان سے سوال کرنا اور ان کی تصدیق کرنا بھی امرِ حرام ہے۔ وباللہ التوفیق

طبِ عربی کے ذریعے علاج کا دعویٰ کرنا:

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی فتویٰ کمیٹی سے سوال کیا گیا:

سوال ہمارے ہاں ایک شخص ہے جو طبِ عربی کے طریقے پر علاج کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ پیش آنے والا اپنا واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں: میں مریض تھا جب اس کے پاس علاج کے لیے گیا تو اس نے مجھے ایک اندھیرے کمرے میں داخل کر دیا، وہاں ایک آدمی نے قرآن مجید کی

متعدد آیات کی تلاوت کی، پھر وہ کچھ اولیا اللہ کے نام پکارنے لگا۔ اس کے بعد میں نے سنا گویا ایک بہت بڑا پرندہ کمرے میں داخل ہوا، جس کے پروں کی آواز تو سنائی دی، لیکن کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ پھر اس کے بعد بلند آواز سے میرا نام پکارا گیا، مجھے کوئی جسم تو نظر نہیں آیا، لیکن اس دوران میں اپنی پشت پر لمس محسوس کیا۔ میں شدتِ مرض کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھا۔ پھر مجھے یہ آواز سنائی دی: ''اللہ کا ذکر کر اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھ۔'' مکمل جانچ پڑتال کے بعد اس نے مجھے کہا: ''تمھیں فلاں فلاں بیماری ہے اور اس کا علاج میرے پاس نہیں۔ تم صحتِ عامہ کے طبیب کے پاس جاؤ اور ہسپتال میں ٹھہر کر علاج کرواؤ۔ میں نے ایسے ہی کیا تو مجھے باذن اللہ شفا یابی ہو گئی۔ مذکورہ آدمی جادو کا اثر زائل کرنے میں بھی مشہور ہے۔ بالخصوص ایسے لوگوں کے لیے جن پر شادی کے ابتدا میں بیویوں سے صحبت کے معاملے میں بذریعہ جادو رکاوٹ ڈالی جاتی ہے۔ پھر ایسے لوگ اس شخص کے پاس جاتے ہیں وہ ان پر کیے ہوئے بعض تعویذات برآمد کرتا ہے۔ وہ جادو میں مستعمل اشیا مسحور کے سامنے پھینکتا ہے تو انھیں باذن اللہ شفا ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کے پاس جانا شرک ہے؟ یہ یاد رہے کہ وہ اپنے کام پر کسی فیس کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔

جواب یہ شخص ان عراف اور کاہن لوگوں میں شمار ہوتا ہے جن کے پاس جانے، سوال کرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو کسی عراف کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں

سوال کیا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔"[1]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جو کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کیا۔"[2]

اس معنی کی متعدد روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔ باللہ التوفیق

مضبوطی سے دین کو پکڑنا امراضِ نفوس سے نجات کا ذریعہ ہے:

سوال ہمارے شہر میں ایک شخص ہے جو دین کے احکام پر پابندی سے عمل پیرا تھا، اسے ایک بیماری نے آ گھیرا، کچھ لوگ کہنے لگے کہ اسے یہ بیماری دین پر کاربند رہنے کی وجہ سے لاحق ہوئی۔ اس نے لوگوں کے طعنے سنے تو ڈاڑھی منڈوا دی۔ اب پہلے کی طرح نماز کا پابند بھی نہ رہا۔ سوال یہ ہے کہ احکامِ دین کی پابندی کو کسی مرض کا سبب کہنا جائز ہے اور ایسا کہنے والا کفر کے زمرے میں آئے گا؟

جواب احکامِ دین کی پابندی کسی مرض کا سبب نہیں، بلکہ یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کے حصول کا سبب ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ جب بے وقوف لوگ کوئی بات کریں تو وہ اس کا اثر لے۔ نہ اس کے لیے ڈاڑھی منڈوانا جائز ہے اور نہ کٹوانا اور نہ ہی نماز سے پیچھے رہنا، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ حق پر استقامت اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور اللہ کے غضب اور عذاب سے بچتے ہوئے اس کے منع کردہ ہر کام سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٣٠)

[2] صحيح: غاية المرام (٢٨٥)

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۝ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ [النساء: ۱۳، ۱٤]

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا، اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے نکلے گا تو اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ [الطلاق: ۲، ۳]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ [الطلاق: ٤]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرماتا ہے۔''

اور وہ شخص جو اس بات کا قائل ہو کہ فلاں مرض کا سبب دین کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ وہ جاہل ہے، اس کا انکار واجب ہے اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ تمسک بالدین سے محض خیر کا حصول ہوتا ہے اور مسلمان کو پہنچنے والے مصائب اس کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ رہی بات اس کو کافر قرار دینے کی تو اس کی تفصیل کے لیے الفقه الاسلامی کی کتب میں "باب حکم المرتد" دیکھ لیں۔ واللّٰه ولي التوفيق.

جسمانی امراض کا علاج قرآن کے ساتھ:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال کیا امراض روحیہ نظرِ بد اور مس الجان کی طرح امراضِ عضویہ، مثلاً: سرطان کا علاج بھی قرآن سے کیا جا سکتا ہے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب قرآن مجید اور دعا دونوں میں باذن اللہ ہر مرض کی شفا ہے۔ اس کی متعدد دلیلیں ہیں جن میں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ [حم السجدة: ٤٤]

"کہہ دیجیے وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے۔"

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ﴾ [بني اسرائيل: ٨٢]

"اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ شفا اور رحمت ہے۔"

نبی کریم ﷺ بھی جب بیمار ہوتے تو سوتے وقت سورۃ الاخلاص اور معوذتین تین بار پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے پھر سر، چہرے اور سینے سے شروع کرتے ہوئے حتی الامکان اپنے سارے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے۔[1]

سوال اس شخص کا کیا علاج ہے جسے اعراض و میلان یا جادو کا اثر ہو؟ اور

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

مومن کے لیے اس سے نجات کیسے ممکن ہے؟ کیا اس مسئلے کے حل کے لیے قرآن وسنت میں کوئی دعائیں یا ذکر موجود ہیں؟

جواب اس کا علاج کئی طریقوں سے ممکن ہے:

پہلا طریقہ: سب سے پہلے جادوگر کی کاریگری دیکھیں گے، جب اس کا عمل معلوم ہو جائے، مثلاً: اس نے کسی جگہ بال رکھ کر جادو کیا ہے یا کنگھیوں میں جادو کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب اس چیز اور اس کی جگہ کا علم ہو جائے تو اسے زائل کیا جائے گا، تاکہ جادوگر کا عمل باطل ہو جائے۔

دوسرا طریقہ: جادوگر کا علم ہو جائے تو اسے جادو کو زائل کرنے کے لیے کہا جائے، اسے کہا جائے کہ جادو کو زائل کرو یا پھر تمھاری گردن مار دیں گے۔ پھر جب وہ اسے زائل کر دے تو حاکمِ وقت اسے قتل کروا دے، کیوں کہ صحیح موقف کے مطابق جادوگر کی سزا توبہ کا مطالبہ کیے بغیر قتل کرنا ہے، جس طرح سے نبی کریم ﷺ سے بھی مروی ہے:

"جادوگر کی حد تلوار کی ضرب ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف تھا اور یہ بھی مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے جادو کروایا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

تیسرا طریقہ: دم کرنا ہے جو جادو زائل کرنے کا سب سے موثر طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسحور پر آیۃ الکرسی اور سورۃ الاعراف، یونس، طٰہٰ، الکافرون، الاخلاص اور معوذتین کی قراءت کرے اور مریض کے لیے عافیت اور شفا کی دعا کرے اور بالخصوص نبی کریم ﷺ سے مروی یہ دعا پڑھے: "اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك، شفاء

لا يغادر سقما" اور ایک دعا وہ ہے جس کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دم کیا تھا اور وہ یہ ہے: "بسم اللّٰه أرقيك من كل شيء يؤذيك، و من شر كل نفس أو عين حاسد، اللّٰه يشفيك بسم اللّٰه أرقيك" یہ دعا تین بار پڑھے اور سورۃ الاخلاص اور معوذتین بھی تین بار پڑھے۔

ذکر کردہ اذکار پانی پر پڑھ کر کچھ پانی مریض کو پلائیں اور کچھ اسے غسل کرنے کے لیے دیں حسبِ ضرورت اس عمل کو دہرائیں۔ باذن اللہ جادو زائل ہو جائے گا۔

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمان بن حسن نے کتاب "فتح المجيد شرح كتاب التوحيد" کے باب "ما جاء في النشرة" میں ان اذکار کو ذکر کیا ہے۔

چوتھا طریقہ: بیری کے سات سبز پتے لے اور انھیں پیس کر پانی میں ڈالے اور مذکورہ دعائیں اور آیات پڑھے، پھر مریض اسے پیے بھی اور غسل بھی کرے۔ یہ چوتھا طریقہ اس شخص کے لیے بھی موثر ہے جسے بذریعہ جادو زوجہ کے پاس جانے سے روک دیا گیا ہو۔ باذن اللہ اسے فائدہ ہو گا۔

مسحور کو دم کرنے کے لیے پڑھی جانے والی آیات درج ذیل ہیں:

1. سورت فاتحہ۔
2. سورت بقرہ سے آیت الکرسی اور وہ یہ ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

''اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے، نہ اسے کچھ اونگھ پکڑتی ہے اور نہ کوئی نیند، اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، کون ہے وہ جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے، جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین میں سمائے ہوئے ہے اور اسے ان دونوں کی حفاظت نہیں تھکاتی اور وہی سب سے بلند سب سے بڑا ہے۔''

3 سورۃ الاعراف کی یہ آیات ہیں:

﴿ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا

يَأْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ﴾

[الأعراف: ۱۰۶، ۱۲۲]

''فرعون نے کہا: اگر تو کوئی نشانی لے کر آیا ہے تو وہ پیش کر، اگر تو سچوں میں سے ہے، تب موسیٰ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈالا تو وہ اسی وقت اژدہا (بن کر) ظاہر ہوا اور موسیٰ نے (بغل سے) اپنا ہاتھ (باہر) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لیے چمکتا ہوا سفید تھا۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا: بے شک یہ تو ماہر جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمھیں تمھاری سرزمین سے نکال دے، پس تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ انھوں نے کہا: اسے اور اس کے بھائی (ہارون) کو مہلت دے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دے (تاکہ) وہ ہر ماہر جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں اور وہ جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: یقیناً ہمارے لیے انعام ہوگا اگر ہم غالب آگئے؟ فرعون نے کہا: ہاں اور بے شک تم (میرے) مقرب لوگوں میں سے ہو گے، جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا (پہلے) ہم ہی (اپنا جادو) ڈالیں موسیٰ نے کہا: (پہلے) تم ڈالو، پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انھیں (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپوں سے) ڈرایا اور وہ بہت بڑا جادو لائے تھے اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تُو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ

دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے اور جادوگر (بے اختیار) سجدے میں گر پڑے، انھوں نے کہا: ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔"

4 اور سورۃ یونس سے:

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ۝ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یونس: ۷۹۔۸۲]

"اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا: ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے۔ بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔"

5 سورۃ طٰہٰ کی یہ آیات ہیں:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ

سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰی ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰی﴾ [طٰهٰ: ٦٥۔٦٩]

"(ان جادوگروں نے) کہا: اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا، ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔"

6. سورۃ الکافرون۔

7. سورۃ الاخلاص اور معوذتین کو تین بار پڑھنا۔

8. بعض شرعی دعاؤں کی قراءت، مثلاً: "اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك، شفاء لا يغادر سقما" تین بار اس کا پڑھنا بہت عمدہ ہے اور جب اس کے ساتھ "بسم الله أرقيك من كل شيء يوذيك، ومن شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك بسم الله أرقيك" تین بار پڑھیں تو مزید فائدہ ہوگا اور گزشتہ اذکار مسحور پر بلا واسطہ پڑھا جائے اور مریض کے سر اور سینے پر پھونکا جائے تو یہ بھی باذن

اللہ شفا کے اسباب میں سے ہے۔

پرندوں کا گلہ گھونٹ کر علاج:

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان ﷾ سے سوال کیا گیا:

سوال میں ہدایت پانے، نماز کی پابندی کرنے اور قرآن مجید پڑھنے سے پہلے ایک جادوگرنی کے پاس گئی، اس نے مجھ سے ایک مرغی کا گلا گھونٹنے کا مطالبہ کیا، تاکہ وہ میرے لیے ایسا حجاب بنائے جو مجھے میرے خاوند سے باندھ دے، کیوں کہ کافی عرصے سے میرے اور اس کے درمیان مشکلات رہی تھیں، پھر میں نے مرغی کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا، کیا اس فعل کا مجھ پر کوئی گناہ ہے اور اس امر کے خوف اور قلبی بے قراری سے نجات پانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب جادوگروں کے پاس جانا سخت حرام ہے، کیوں کہ جادو کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ضرر رسانی کا ذریعہ ہے، اس لیے ان کی طرف جانا کبیرہ گناہ ہے اور آپ کا مرغی کا گلا گھونٹنا دوسرا جرم ہے، کیوں کہ اس میں ایک جاندار کو اذیت دینا اور ناحق مارنا ہے اور اس عمل کے ذریعے غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہے، لیکن آپ نے جب اس فعل سے خالص توبہ کر لی ہے تو یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ جادوگروں کو آزاد چھوڑ دیں، تاکہ وہ مسلمانوں میں جادوگری کو رائج کرتے رہیں، بلکہ ان کا انکار واجب ہے اور مسلمان حاکموں پر لازم ہے کہ وہ جادوگروں کو قتل کریں اور مسلمانوں کو ان کے شر سے راحت پہنچائیں۔

پگھلے ہوئے سیسے سے علاج

کیا چہرے کے دانوں کا علاج جادو سے ہوسکتا ہے؟

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال میں سترہ سال کا جوان ہوں، میرے چہرے پر جوانی کے دانے ظاہر ہوئے، جن کو زائل کرنے کے لیے میں نے متعدد ادویات استعمال کیں، مگر بے سود۔ مجھے دانتوں کے ایک طبیب نے، جو جادو بھی جانتا ہے، کہا کہ میں تمھارے دانے جادو کے ذریعے ختم کر دوں گا تو کیا میرے لیے اس کے پاس جانا جائز ہے؟ اور آپ کی نظر میں اس کا کیا علاج ہے؟

جواب کسی بھی جادوگر کے پاس آپ کا جانا جائز نہیں، کیوں کہ یہ حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے جادو کیا یا جس کے لیے جادو کیا گیا۔''[1]

رہی بات آپ کے چہرے کے دانے زائل کرنے کی تو آپ اس کے ماہر کسی طبیب سے رابطہ کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے شفا کی دعا کریں، ہم اللہ سے آپ کی عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

[1] صحیح: غایۃ المرام (۳۰۰)

سوال ایک سائلہ کہتی ہے کہ بعض لوگ جادو کا اثر زائل کرنے کے دعوے دار ہیں اور ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سیسے کی کچھ مقدار لے کر اسے آگ پر پگھلاتے ہیں اور اسے پانی سے بھرے ہوئے برتن میں ڈالتے ہیں، پھر اسے مسحور کے سر پر رکھتے ہیں اور یہ عمل دن میں تین بار دہرایا جاتا ہے۔ تو کیا اس عمل کی کوئی اصل ہے؟ نیز اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب یہ ایسا عمل ہے جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ اس میں کوئی فائدہ ہے۔ دراصل یہ تلبیس و تخییل پر مبنی عمل ہے، اس لیے کہ سیسہ پگھلانا اور اسے پانی میں ڈال کر مسحور کے سر پر رکھنا انھیں اعمال کا حصہ ہے، کاہن اور شعبدہ باز لوگ جن کے مرتکب ٹھہرتے ہیں اور درحقیقت وہ جنات اور شیاطین سے خدمت لیتے ہیں، اس لیے جادو کا ازالہ ان طریقوں سے جائز نہیں۔

جادو کے اثر کو زائل کرنے کے لیے مباح ادویات، شرعی اذکار اور دعائیں بہترین عمل ہے اور یہی اس کا شرعی حل ہے۔ جب کوئی انسان جادو زدہ ہو یا اسے بیوی کے پاس جانے سے روک دیا جائے تو اس کا علاج دم سے ہو گا، مرد مریض پر مرد طبیب، جو خیر و بھلائی میں معروف ہو، دم کرے گا اور اگر مریض عورت ہو تو اس پر صالحہ عورت دم کرے گی۔ سورت فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۃ الاعراف، سورت یونس اور سورۃ طٰہٰ میں موجود جادو کی معروف آیات اور سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص اور معوذتین تین تین بار پڑھ کر مریض یا مریضہ کو دم کریں گے۔ حسبِ ضرورت اس عمل کو دہرایا جا سکتا ہے اور اگر مذکورہ چیزیں پانی پر پڑھی جائیں تو اس کی کچھ مقدار پینے کے لیے اور کچھ مقدار غسل کے لیے استعمال ہو گی۔ ان شاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا اور صحبتِ ازواج سے

محبوس شخص بھی باذن اللہ شفا پائے گا۔

جب دم والے پانی میں بیری کے پتے ڈال لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ بیری ایک پاک چیز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور جب بیری کے سات پتے کوٹ کر دم والے پانی میں ڈالے جائیں تو یہ شفا کا مجرب سبب ہے۔

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ سے منقول ادعیہ کا ساتھ جلد شفا یابی کا حصول ہے، وہ دعائیں یہ ہیں:

((اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك شفاء لا يغادر سقما))[1]

پھر تین بار یہ دعا پڑھ کر اور پانی پر دم کرے:

((بسم الله أرقيك من كل شيء يؤذيك ومن شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك بسم الله أرقيك))[2]

اس دعا کو حصولِ شفا تک تکرار سے پڑھنا بہتر ہے۔

سورۃ الاعراف میں جادو کے توڑ کی معروف آیات یہ ہیں:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ۱۱۷، ۱۱۹]

''اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٧٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔"

سورت یونس کی آیات یہ ہیں:

﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ۝ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ۝ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ [یونس: ۷۹-۸۲]

"اور فرعون نے کہا: تم میرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آؤ، پھر جب تمام جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو، پھر جب انھوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے، بے شک اللہ جلد اسے باطل کر دے گا۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں سنوارتا اور اللہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرتا ہے، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں۔"

سورۃ طٰہٰ کی آیات یہ ہیں:

﴿قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۝ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ

أَتٰی﴾ [طٰهٰ: ٦٥۔٦٩]

''اے موسیٰ! یا تو تُو ڈال یا ہم ہی ہوں پہلے ڈالنے والے؟ اس (موسیٰ) نے کہا: بلکہ تم ہی ڈالو، پھر ناگہاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں بلاشبہہ دوڑ رہی ہیں، پھر موسیٰ نے اپنے نفس میں خوف محسوس کیا، ہم نے کہا خوف نہ کھا، بے شک تو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دے، وہ اس کو نگل جائے گی جو کچھ انھوں نے بنایا ہے، بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب بنایا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔''

پھر سورۃ الکافرون پڑھے۔ اس کے بعد تین بار ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے۔

یہ جادو کا اثر زائل کرنے کا وہ شرعی حل ہے جو اہلِ علم نے بیان کیا اور یہی ہمارا اور اہلِ علم کا مجرب عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعے لی جانے والی پاکیزہ دوا ہے۔ ان تمام امور کے عمل میں لانے کے ساتھ ساتھ اگر کوئی شرعاً مباح دوا، مثلاً: پتے یا دانے وغیرہ استعمال کر لیے جائیں تو ان میں بھی کوئی حرج نہیں۔

رہا جنات کے خادموں اور شعبدہ بازوں سے علاج کروانا جو سیپے وغیرہ کے ذریعے علاج کرتے ہیں یا جنات کے نام پر ذبح کرنے یا ان سے پناہ مانگ کر علاج کروانا سب ناجائز اور حرام، بلکہ شرک ہے، اس لیے اس سے بچنا بہرحال ضروری ہے اور اگر کوئی اس مرض میں مبتلا ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ

کاموں سے علاج ڈھونڈنے کے بجائے مباح ذرائع سے علاج کروائے۔

جادو زدہ شخص کا شرعی علاج:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال میں نے ایک عالم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص کو گمان ہو کہ اس پر کسی نے جادو کیا ہوا ہے، وہ بیری کے سات پتے لے اور انھیں پانی میں ڈالے اور ان پر سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور ﴿وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ﴾ پڑھ کر دم کرے اور اسے استعمال کرے۔'' کیا یہ بات درست ہے؟ اور جسے اپنے اوپر جادو کا گمان ہو وہ کیا کرے؟

جواب جادو کے موجود ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ باذن اللہ واقع ہوتا ہے اور اثر انداز بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى یَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

''اور انھوں نے اس کی پیروی کی جسے شیطان، سلیمان کی بادشاہت میں پڑھتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا

تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو
بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں
(فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمایش
ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے
ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس
جادو سے اللہ کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

پس معلوم ہوا کہ جادو اپنی تاثیر رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے کونی اور قدری اذن کے سات، کیوں کہ کسی بھی چیز کے وجود کے لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور قدر کا ہونا لازمی ہے، البتہ اس جادو کا علاج بھی ہے اور دوا بھی۔ جادو نبی کریم ﷺ پر بھی واقع ہوا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات دی اور اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ پر جن اشیا کے ذریعے جادو کیا گیا وہ ڈھونڈ لی گئیں اور انھیں جب تلف کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس سے بری کر دیا۔

اسی وجہ سے جب جادوگر کی ان چیزوں پر اطلاع مل جائے جنھیں اس نے جادو میں استعمال کیا ہے تو ان کو تلف کرنا ضروری ہے، کیوں کہ جادوگروں کی یہ عادت ہے کہ وہ گرہوں میں پھونکتے اور اس سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ جب ان کی کاریگری کو زائل کر دیا جائے تو باذن اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔ بلاشبہہ ہمارا رب ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے۔

اور کبھی جادو کا علاج مسحور پر کچھ اذکار کی قراءت سے زائل ہوتا ہے۔ مسحور شخص کی عقل سلامت ہو تو وہ خود وہ قراءت کرے، ورنہ کوئی دوسرا قراءت کر کے اس کے سینے اور دیگر اعضائے بدن پر پھونکے۔ وہ اذکار درج ذیل ہیں:

سورت فاتحہ، آیۃ الکرسی، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین، سورۃ الاعراف، سورۃ یونس اور طٰہٰ کی جادو توڑ معروف آیات۔ سورۃ الاعراف کی آیات یہ ہیں:

﴿وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۞ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ١١٧-١١٩]

''اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو (بھی) اپنا عصا ڈال۔ (جب اس نے ڈالا) تو وہ دیکھتے دیکھتے (اژدہا بن کر ان سانپوں کو) نگلنے لگا جو وہ (جادوگر) گھڑتے تھے، بالآخر حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے، باطل ٹھہرا تب وہ جادوگر وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل وخوار ہو کر پیچھے ہٹ آئے۔''

علاوہ ازیں سورۃ الکافرون کی تلاوت اور یہ دعا پڑھنا بھی ذریعہ نجات ہے:

((اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء ك، شفاء لا يغادر سقما))[1]

یہ دعا تین بار پڑھی جائے۔ اسی طرح ان الفاظ سے بھی مریض کو دم کرے:

((بسم اللّٰه أرقيك من كل شيء يؤذيك ومن شر كل نفس أو عين حاسد، اللّٰه يشفيك بسم اللّٰه أرقيك))[2]

اسے بھی تین بار پڑھے اور مریض کے لیے صحت و عافیت کی دعا کرے اور اگر کوئی شخص اپنے دم میں ''أعيذك بكلمات اللّٰه التامات من شر ما خلق'' تین بار پڑھ لے تو زیادہ بہتر ہے۔

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٦٧٥) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٩١)

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٨٦)

علاج کے مذکورہ دونوں طریقے بڑے مفید ہیں اور اگر کوئی آدمی یہ اذکار پڑھ کر پانی پر دم کرے، پھر مسحور اس کا کچھ حصہ پی لے اور باقی سے غسل کر لے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے صحت و عافیت کے اسباب سے ہے اور اگر بیری کے سات پتے لے کر انھیں پیسے اور پانی میں ڈال کر استعمال کرے تو یہ بھی شفا کا ایک مجرب ذریعہ ہے۔ مذکورہ طریقے لوگوں کی کثیر تعداد نے اپنائے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑا فائدہ پہنچایا۔ ہم نے بذاتِ خود کثیر تعداد میں لوگوں کو یہ پڑھ کر دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں فائدہ دیا۔ یہ مسحور لوگوں کے لیے نافع اور مفید دوا ہے۔ اسی طرح یہ دوا ایسے شخص کے لیے بھی مفید ہے جو صحبتِ ازواج سے محبوس ہو، کیوں کہ کئی لوگ ایسے ہیں جنھیں بذریعہ جادو بیویوں کے ساتھ صحبت سے روک دیا جاتا ہے۔ جب وہ یہ دم اور دوا استعمال کریں گے تو انھیں باذن اللہ فائدہ ہو گا۔ مریض خود اپنے آپ کو دم کرے یا کوئی دوسرا اسے دم کرے، وہ دم والا پانی پیے اور باقی سے غسل کرے، سب طریقے موثر اور مفید ہیں۔ شفا دینے والا صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے اور اسی کے ہاتھ میں دوا اور داء ہے۔ ہر چیز اس کی قضا و قدر کے تابع ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''اللہ نے جو بھی بیماری نازل کی اس کی شفا بھی نازل کی ہے، اسے جاننے والے نے جان لیا اور جو اس سے انجان رہا وہ انجان رہا۔''[1]

ہر بیماری کی شفا کا نزول اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔ واللہ الموفق

زار کے ذریعے علاج:

سوال بعض امراض کے علاج کے لیے استعمال کیے جانے والے زار کا شرعی

[1] مسند أحمد (١/٣٧٧) الأوسط للطبراني، (٧٧٣٦)

حکم کیا ہے؟

جواب اپنے عقیدت مندوں کے گمان کے مطابق شیطان تسلط سے نجات پانے کا ایک مخصوص مذہبی طریقہ ہے جو دراصل بتوں کی عبادت کا قدیم طریقہ ہے جس میں زبردست موسیقی، بے حیائی پر مبنی حرکات، مریض اور دیگر لوگوں کا رقص کرنا، بخور دھنکانا اور دیگر ایسی حرکات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے علاج کیے جانے والے مریض کی مرض کا سبب شریر ارواح کا اس پر تسلط، عقل میں فتور یا وہ وہم ہوتا ہے جسے کچھ جاہل لوگ کسی مریض یا مریضہ پر سونپ دیتے ہیں وغیرہ۔

کسی بھی مرض کا علاج اس کے اسباب کی معرفت کے تابع ہوتا ہے، وہ شخص جسے کسی شریر روح کے لاحق ہونے کا مرض ہو، اس کے متعلق ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الطب النبوي" میں فرمایا:

> "ایسے شخص کا علاج اپنے نفس پر قابو پانے، صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور قلب ولسان سے صادر ہونے والے صحیح تعوذ سے ممکن ہے، اسی طرح کسی نیک آدمی سے اپنے لیے دعا کروائے اور اس سے دم کروائے تو اسے شفا ہوگی۔"

مزید ان کا کہنا ہے:

> "ناپاک ارواح کے لمس میں مبتلا اکثر مریض دین کے احکام کو بجا لانے میں غافل ہوتے ہیں اور ان کے دل خراب اور زبانیں ذکر اور نبوی و ایمانی تحصینات سے دور ہوتی ہیں۔"

وہ شخص جسے ذہنی تھکاوٹ ہو وہ آرام کے ذریعے اس کا علاج کرے اور

وہم کا علاج اسے ترک کرنے سے ہوگا اور وہ موسیقی جس پر زار کا اہتمام ہوتا ہے کبھی کبھار مریض کے اعصاب پر موثر ہو جاتی ہے اور یہ اہلِ مغرب طبیبوں کے نزدیک بدنی اور اعصابی صرع کے علاج کا ایک طریقہ ہے، لیکن وہ اجتماعی رقص جس میں مرد و زن کا اختلاط ہو حرام ہے، اسی طرح پرندوں یا حیوانات کو جنات کے نام پر ذبح کرنا اور ان کا خون پینا امرِ حرام ہے۔

تعویذات، تمائم اور مختلف قسم کے دموں کے متعلق علما کے فتاویٰ

شرعی دم اور خرافات سے اس کا امتیاز:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، میں اس کی تعریف کرتا ہوں، اس سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں اور اپنے برے اعمال کے شر سے اس کی پناہ چاہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے نہ کوئی اس کی الوہیت میں اس کا شریک ہے، نہ ربوبیت میں اور نہ اس کی ذات اور صفات میں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ متقین کے امام، سید المرسلین، قائد الغر المحجلین سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ پر، آپ کے صحابہ اور آپ کی اتباع کرنے والوں پر رحمت وسلامتی کا نزول فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے مبارک ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اسے جسد اور روح سے مرکب بنایا۔ روح کو جوہرِ حیات اور بقا کی ضمانت بنایا اور جسد کو اس کے لیے ایسے برتن کا درجہ دیا، جو ایک معین مدت تک اس کا محافظ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کمال کے ساتھ مطلق مختص ہے، اس نے اپنے کمال علم اور اپنی حکمت کے تقاضوں کے پیشِ نظر اپنی مخلوق پر

مال و جان اور پھل وغیرہ میں نقص وعیب کو لکھ دیا ہے۔ انسان بھی اللہ کی مخلوق کا ایک فرد ہے، جو روح و جسد سے مرکب ہے اور ان دونوں چیزوں روح اور جسم کو تخلیق و اخلاق اور شعور و احساس میں کمی بیشی کا سامنا رہتا ہے، انسان نقص وقصور کا محل ہے اور اسے بے چینی، اضطراب، گھٹن، شعور میں تذبذب اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے والے وساوس، حواس باختگی اور دیگر نفسانی امراض درپیش رہتے ہیں۔ اسی طرح جادو اور حسد کے آثار بھی اس پر بھی دیکھے جاتے ہیں۔ جسم اس وقت تک زندہ رہتا ہے، جب تک روح اس کے ساتھ متصل رہے اور زندگی کی حالت میں اسے مختلف حسی امراض لاحق ہوتے رہتے ہیں جو اس کی سماعت، بصارت اور دیگر ظاہری و باطنی قوتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی مخلوقات میں ایک امتیازی حیثیت بخشی اور اسے خیر وشر، ہدایت و گمراہی کا ادراک کرنے والی عقل بصیرت والا دل اور دیگر حواس جن کی اللہ تعالیٰ کی فطرت متقاضی تھی انسان کو عطا کر کے اسے اپنی مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

یہ اس کے فضل کا ہی کرشمہ ہے کہ انسان نے ترقی کی منزلیں طے کیں۔ قدرت کے عجیب وغریب مناظر سے حقائق کے پردے ہٹائے اور انسانی زندگی کو محفوظ بنانے کے لیے انھیں بروئے کار لایا، اپنے دنیاوی مقاصد، حقوق کی حفاظت، بیماریوں سے محفوظ رہنے کے اسباب پکڑنا، زمین کی رونق و آبادی کو بحال رکھنا اور وہاں خلافت قائم رکھنا اور دیگر مفادات کو بحسن وخوبی حاصل کیے جانا، یہ سب چیزیں انسان پر اللہ کی مسلسل رحمت کی عکاس ہیں۔ ایک محفوظ انسانی زندگی انسان کے لیے فضل وکرامت اور اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات پر امتیاز کی ضامن ہے۔ اس پر مزید احسان من جانب اللہ یہ ہے کہ اس نے انسان کی

ہدایت و اصلاح اور استقامت فی الدین میسر کرنے کے لیے انبیا و رسل مبعوث کیے اور اپنی مخلوق کے لیے ہر چیز کی وضاحت، ہدایت ونصیحت اور ہدایت پانے والوں کے لیے خوش خبری کا پیغام دینے کے لیے الہامی کتب کا نزول فرمایا۔

پس اس نے آسمان سے وحی کا نزول کر کے اور انسان کو عقلِ سلیم عطا کر کے اس کے لیے سعادت مندی، سکون و راحت اور امتیاز کے اسباب پیدا کر دیے۔ جن اسباب کے پیشِ نظر انسان نے روح، جسم اور زندگی سے متعلقہ متعدد علوم تک رسائی حاصل کی۔ کچھ علوم وجود کی حکمت اور واجد کے حق سے متعلقہ ہیں، کچھ فلسفے کے متعلق، کچھ معاشرے کے وجود، اس کے قیام اور اس کے دیگر مسائل و وسائل کے متعلق ہیں۔ کچھ علوم انسان وحیوان اور نباتات کی بیماریوں کے علاج کے متعلق اور کچھ علوم کائنات کے خصائص، زندگی اور سعادت مندی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان تمام علوم میں سے ہماری بحث روح و جسد سے مرکب انسان کے طبی علوم سے متعلق ہے۔ پس روح کا ایک خاص طب ہے جسے طبِ نفسی سے تعبیر کرتے ہیں اور بدن کا طب عام ہے دونوں کے الگ الگ طبیب اور الگ الگ ادویات ہیں۔

یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ روح کی زندگی کا علم صرف اللہ کی ذات کو ہے۔ پس روح کو بھی متعدد امراض لاحق ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے برتن یعنی بدن کو سعادت دلانے میں کوتاہ رہ جاتی ہے۔

اسے لاحق ہونے والے امراض کا علاج متعدد طریقوں سے ممکن ہے۔ بعض امراض کا علاج طبی جڑی بوٹیوں سے ہوتا ہے اور بعض کا علاج قلب و اذہان میں واقع توہمات کا پردہ چاک کرنے سے اور بعض امراضِ روحیہ کا علاج دعاؤں اور شرعی دموں کے ذریعے ہوتا ہے۔ ہر مرض کے ماہر معالجین سے اس کے

بارے میں رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ہماری بحث کا موضوع روح کے امراض اور شیطان کی چوٹیں ہیں۔ یہ امراض درحقیقت موجود ہیں اور اپنے وجود اور ظاہر نہ ہونے میں روح کے مشابہ ہیں۔ سمع و بصر اور لمس کے ذریعے ان امراض کا ادراک نہیں ہوتا۔ عقل و حس کے پجاری بعض غالی لوگ ان امراض کے وجود کے انکاری ہیں اور وہ جسم کے صحیح سلامت ہونے کو دلیل بنا کر ان روحانی امراض کو وہم و خیال قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت میں یہ ان کے ادراک کی کمی، ایمان کے نقص اور وجود و عدم کے معاملے میں عقل کو حاکم بنانے اور محض مشاہدے پر اقتصار کا نتیجہ ہے۔ صحیح بات اور واقعات جس کی تائید کرتے ہیں، یہ ہے کہ وجود زندہ ملموس اور دیکھی جانے والی چیزوں میں محصور نہیں۔ پس بجلی پوشیدہ رہنے والی زندہ چیز ہے اور اس کی تاروں میں ایسی قوت ہوتی ہے جسے مختلف اغراض کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں موجود قوت متعدد اشیا کو چند لمحوں میں تہس نہس کر سکتی ہے۔ بجلی سے چلنے والی اشیا کی رفتار دوسری چیزوں کے مقابلے میں بہت تیز ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں آبی بخارات سے بھرپور اور اپنی رحمت کے نزول سے قبل بندوں کے لیے خوش خبری بناتا ہے۔ اس کے باوجود ان کی یہ کیفیت نہ آنکھ سے دیکھی جا سکتی ہے اور نہ ہاتھ سے چھوئی جا سکتی ہے۔

بنی نوع انسان، جنات، فرشتوں، حیوانات اور نباتات کی ارواح ایسی حقیقت کے ساتھ موجود ہیں جن کے وجود میں کوئی عاقل شک نہیں کرتا، باوجود اس بات کے کہ انھیں نہ دیکھا جاتا ہے اور نہ چھوا جاتا ہے، ان امور کے مدِنظر ہمیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ کائنات میں ایسی چیزوں کا وجود ممکن ہے جن کا احساس

سمع، بصر اور لمس کے ذریعے مشکل ہے اور اس حقیقت کا اعتراف بندے کے ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔ آسمانی ادیان نے اسے قبول کیا ہے اور بالخصوص اسلام نے اسے قبولیت کے درجے میں رکھا ہے۔ روحِ نفس کے امراض کے ماہرین بالخصوص دم، تعویذ اور ادعیہ سے تعلق رکھنے والے لوگ بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

ان امراض کے علاج کے لیے جب اہلِ باطل نے شعبدہ بازی، دھوکا فریب، شیاطین اور جنات کی خدمات لینے طلاسم و رموز پکڑنے، تلبیس و تضلیل اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے میدانوں میں قدم جمایے۔ اہلِ ایمان، صاحبِ علم و فضل اور صحیح العقیدہ لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہدایت کا راستہ دکھائیں اور انھیں دجل و فریب، خرافات، شعبدہ بازی، جن و شیطان کی عبادت جیسے من گھڑت معاملات سے ڈرائیں اور انھیں بتائیں کہ یہ گمراہی اور شرک کے راستے ہیں اور یہ سب اعمال وہ ہیں جن سے شرع نے منع کیا ہے۔ یہ دلوں کی خرابی اور اعمال کی بربادی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ علاوہ ازیں اہلِ علم پر لازم ہے کہ وہ شرعی دعاؤں اور دموں کے درمیان اور ان دجال و شعبدہ باز لوگوں کی خباثت و گمراہی کے درمیان فرق واضح کریں۔

پس شرعی دم اور مشروع ادعیہ ایسا علاج ہے جس کے قبول کرنے میں تردد کی گنجایش نہیں۔ بالخصوص جب ان کے عامل ایسے لوگ ہوں جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور الوہیت کی گواہی دیتے اور اس کی فرماں برداری کرتے ہوں۔ جن کا عقیدہ یہ ہو کہ شفا و عافیت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ ہی انسان نفع حاصل کرتا ہے اور نقصان سے بچتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جسے وہ نہ چاہے ہرگز نہیں ہوتا۔ قرآن مجید کے

ہدایت اور شفا ہونے کے دلائل کتاب اللہ اور احادیثِ رسول میں بکثرت موجود ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ [حم السجدة: ٤٤]

''کہہ دیجیے وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے۔''

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ [الشعرا: ٨٠]

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔''

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انھوں نے کہا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو جبریل علیہ السلام آپ کو ان الفاظ کے ساتھ دم کرتے تھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيْكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَمِنْ كُلِّ ذِيْ عَيْنٍ"

اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ علاوہ ازیں صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دم کرتے تو اپنا ہاتھ اس پر پھیرتے اور کہتے:

((أذهب البأس رب الناس، واشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفاء ك شفاء لا يغادر سقما))

پس جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو میں آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم پر اسی طرح پھیرتی جیسے آپ ﷺ خود پھیرا کرتے تھے۔ آپ ﷺ مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑا لیتے پھر کہتے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاجْعَلْنِيْ مَعَ الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰی))

کہتی ہیں: میرے دیکھتے دیکھتے آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کا کوئی فرد بیمار ہوتا تو آپ ﷺ معوذات پڑھ کر اس پر پھونکتے تھے، پھر جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو میں آپ ﷺ پر معوذات پڑھ کر پھونکتی تھی اور ہاتھ آپ ﷺ کا پھیرتی تھی، کیوں کہ آپ ﷺ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے کہیں زیادہ برکت والا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا یا اسے کوئی چھوٹ یا زخم آتا تو نبی کریم ﷺ (اپنی سبابہ انگلی کو زمین پر رکھ کر اٹھاتے اور) کہتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰی بِهِ سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا))

اور صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے نظرِ بد، بخار اور چیونٹی کے کاٹے کے دم کی اجازت دی ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ''النملة'' پہلو میں نکلنے والے زخموں اور پھوڑوں کو کہتے ہیں اور ''حمة'' ہر زہریلی چیز کو کہتے ہیں۔

صحیح مسلم ہی میں عوف اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”تم میرے سامنے اپنے دم پیش کرو، اس لیے کہ دموں میں کوئی حرج نہیں جب تک ان میں شرک نہ ہو۔“

اسی طرح صحیح مسلم ہی میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کسی سفر میں تھے کہ ان کا گزر عرب کے ایک قبیلے کے پاس ہوا۔ انھوں نے قبیلے والوں سے حقِ ضیافت طلب کیا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس قبیلے کے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیے تو اہلِ قبیلہ ان صحابہ کے پاس آئے اور پوچھا کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ ایک صحابی نے کہا: ہاں۔ میں دم کرنے والا ہوں۔ پھر وہ صحابی سردار کے پاس گئے اور اسے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا۔ پھر انھوں نے عِوضانے کے طور پر صحابی کو بکریوں کا ایک ریوڑ دے دیا۔ صحابہ بکریاں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقوعے کی خبر دی۔ دم کرنے والا صحابی کہنے لگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے صرف سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا: ”تجھے کس نے معلوم کروایا کہ یہ ایک دم ہے؟“ پھر فرمایا: ”ان بکریوں کو لے لو اور میرے لیے بھی ان میں حصہ رکھنا۔“

اور ایک روایت میں ہے:

”دم کرنے والا صحابی سورت فاتحہ پڑھ کر اس پر تھتکارتا رہا، حتی کہ وہ تندرست ہو گیا۔“

پس کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ مذکورہ نصوص سے ہمارے

لیے واضح ہو گیا کہ دم کرنا مشروع ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی شریعت حق سچ ہے اور اس پر ایمان لانا لازم ہے۔ پس شرعی دم روح، نفس اور بدن کے جملہ امراض کا علاج ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی ہے:

''دموں میں کوئی حرج نہیں جب تک ان میں شرک نہ ہو۔''

لیکن اس سب کے باوجود یہ بات ضرور پیشِ نظر رہے کہ دم کرنے یا کروانے والے اور اس کے دم میں مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

① دم کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے ہو یا ان مباح دعاؤں سے ہو جو اللہ سے تعلق پر مشتمل ہیں۔ جو خیر عطا کرنے اور شر کو دور کرنے میں اکیلا ہے اور وہی ہے جو یکتا شفا دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ [الشعراء: ٨٠]

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔''

② دم ایسے طلاسم و رموز پر مشتمل نہ ہو جن کے الفاظ مجہول ہوں۔

③ دم عربی زبان میں ہو، تاکہ دعا وغیرہ میں خلل و جہالت کا اندیشہ نہ ہو۔

④ دم میں یا دم سے شفا کا عقیدہ نہ رکھے، بلکہ یہ سبب ہے اور شفا اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات ہے جس نے دم کو شفا کا ذریعہ بنایا ہے اور شفا دینا اسی کے ساتھ خاص ہے۔

⑤ دم کروانے والا اللہ تعالیٰ کے رب اور اسی کے معبود برحق ہونے پر ایمان رکھتا ہو اور خالص توحید پر یقین رکھتا ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾ [بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو خسارے ہی میں زیادہ کرتا ہے۔''

6 دم کرنے والا گمراہی و انحراف والوں سے اور غیر اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے والا نہ ہو۔ دم کروانے والوں سے کپڑے، ناخن، بال وغیرہ کا مطالبہ کرنے والا اور ان کے بھید جاننے والا نہ ہو۔ دجال، شعبدہ باز، کاہن، جادوگر وغیرہ شیاطین کے پجاریوں میں سے نہ ہو۔

جب مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط ناپید ہوتو وہ دم دجل، وہم اور شعبدہ بازی کی صورت ہو جائے گا اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کی طرف لوٹ آئے گا۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان روح اور مادہ سے مرکب ہے اور انسان کی سلامتی اور طاقتوں کی بحالی کا انحصار عموماً روح اور بدن کی سلامتی پر منحصر ہے۔ بدن روح کا برتن ہے، جب وہ امراض سے محفوظ رہے گا تو روح بھی راحت و آرام اور مسرت و انبساط میں رہے گی۔ اسی طرح جسم کی سلامتی، صحت اور خوشی بھی روح کے امراض سے محفوظ ہونے پر موقوف ہے۔

روح اور بدن میں سے ہر ایک کی الگ الگ امراض ہیں، اس بات سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو روح کی بیماری میں مبتلا مریض کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ تجھے کوئی بیماری نہیں ہے، یہ صرف وہم ہے جو تجھے لاحق ہوا ہے اور وہ اس طرح کی باتیں روح کے امراض سے جاہل ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ روح کو لاحق ہونے والے امراض اپنے مادی بدن پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص روح کے مرض میں مبتلا ہو اور اسے دل کی تنگی، غم، بے چینی اور بے قراری کا سامنا ہوتو اس سے دورانِ خون

میں کمزوری پیدا ہو گی اور جسم میں بیماریوں سے روکنے والی قوتِ مدافعت میں نقص پیدا ہو گا جس سے متعدد بدنی امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔

پس انسان اپنی تخلیق میں روح اور بدن کا امتزاج رکھتا ہے، جسم بغیر روح کے زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی روح بغیر جسم کے کسی امر کی مکلّف ہے اور ان دونوں عناصر کے مخصوص خصائص ہیں جن کا ادراک متعدد اہلِ علم نے کیا ہے۔ روح سے متعلقہ امراض کے علاج کو طبِ نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے خصائص، ظروف اور ادویات کو جاننے والے لوگ بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ پس طبِ نفسی اہمیت و اعتبار، اختصاص و تخصص کے لحاظ سے طب الاجساد کے قرین کا درجہ رکھتا ہے اور اس کی درس و تدریس متعدد علمی حلقوں اور مجالس میں بڑے اہتمام سے ہو رہی ہے جس میں نفس کے احوال اور اسے پیش آنے والے اوہام و وساوس، نظر و فکر میں پیدا ہونے والے عجیب و غریب خیالات پر مقالات پیش کیے جاتے ہیں، بلکہ کئی کالج، عالمی جامعات اور علمی مراکز کا قیام ہی محض علومِ نفس میں تحقیق کرنا، اس کی تندرستی اور بیماری کے اسباب ڈھونڈنا اور اس کا علاج تلاش کرنا ہے۔

اس بات کے تسلیم کر لینے کے باوجود کہ روح موجود ہے اور اسے امراض و اسقام اور اعراض لاحق ہوتے ہیں، روح کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں۔ اس کی اصل حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [بني اسرائيل: ٨٥]

''اور وہ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہیے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔''

بنی نوع انسان کے عقلا و علما کی نظر میں روح جوہرِ حیات ہے اور عموماً اس کے امراض کے احوال امور معنوی ہوتے ہیں، مادی لوگ شفا کے معاملے میں ان کے آثار کے معترف نہیں، لیکن مشاہدات ان کے نظریات کی تردید کرتے ہیں اور انھیں حیرت ہوتی ہے جب وہ بیمار روح کو باذن اللہ شفا یاب ہوتا دیکھتے ہیں، پھر اس کی شفا کا سبب بننے والے معنوی اسباب کا ظاہری ادویات سے کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شفا کے معاملے میں مادی علاج کی طرح باذن اللہ روحی علاج بھی اپنی تاثیر رکھتا ہے۔ اسی طرح امراضِ نفس سے بچاؤ بھی مختلف ادویات کے ذریعے باذن اللہ ہوسکتا ہے اور اس بات کا انکار ایسا شخص نہیں کرے گا جس کے لیے مادی وحسی وجود ہو۔

پس نظر بھی حق ہے جس سے پناہ مانگنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ٥]

''کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں (ہر) اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے اور

حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔"

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"نظر حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لینے والی ہوتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی اور جب تم سے غسل (کا پانی) طلب کیا جائے تو تم غسل کرو۔"

علاوہ ازیں جادو بھی حق ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم جادوگروں اور گرہوں میں پھونکنے والوں سے اللہ کی پناہ مانگیں اور بلاشبہ ہمارا اللہ ہمیں صرف ان چیزوں کا حکم دیتا ہے جو حقیقت ہوں اور جن کے وقوع کا احتمال ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

"بلکہ شیطانوں نے کفر کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انھوں نے اس کی پیروی کی جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا، وہ دونوں (فرشتے) جادو سکھانے سے پہلے کہہ دیتے تھے کہ ہم تو صرف آزمایش ہیں، لہٰذا تو کفر نہ کر، چنانچہ لوگ ان دونوں سے وہ جادو سیکھتے جس کے ذریعے سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالتے اور وہ اس جادو سے اللہ

کے حکم کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔''

نظر اور جادو کا احساس حسی مشاہدے سے نہیں ہوتا، اس کے باوجود وہ دونوں حقیقت ہیں اور ان کے اثرات دیکھے اور محسوس کیے جاتے ہیں۔ پس ان دونوں بیماریوں کی دوا بھی مشاہدے کے ذریعے محسوس نہیں ہوتی جو درحقیقت ایک معنوی امر ہوتا ہے جو مریض کے علاج اور بچاؤ کی تاثیر رکھتا ہے۔

پس نظر، نظر لگانے والے کی طرف سے خبیث شعائیں ڈالنے کا نام ہے جس کا آنکھ سے مشاہدہ ممکن نہیں۔ اسی طرح اس کا علاج بھی دم وغیرہ پر مبنی ہے جس کے آثار معنوی ہوتے ہیں، مشاہدے کا اس میں کوئی حصہ نہیں، یہی معاملہ جادو کا ہے۔

روح اور اسے لاحق ہونے والے امراض اور ان کے علاج کا معاملہ بھی جادو اور نظر کی مانند ہے۔ ان کے ادراک میں عموماً مشاہدے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

قرآن قلوب و ابدان کے لیے شفا ہے:

سوال کسی مرض میں مبتلا شخص دوسرے شخص سے دم کا مطالبہ کرتا ہے تو دوسرا اسے قرآن کی چند آیات لکھ کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کو پانی میں (اتنی دیر) رکھ کر پینا، تو کیا یہ جائز ہے؟

جواب مذکورہ سوال کا جواب دارالافتاء کی طرف سے یوں صادر ہوا:

قرآن مجید کی کسی ورق پر یا پیالے پر لکھ کر اسے پانی میں بھگو کر پینا جائز ہے۔ اس کی دلیل قرآن کی اس آیت کا عموم ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

[بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا

اور رحمت ہے۔"

پس قرآن مجید قلوب و ابدان کے لیے شفا ہے۔ مستدرک حاکم اور سنن ابن ماجہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دو شفا والی چیزوں شہد اور قرآن کو لازم پکڑو۔"[1]

اور ابن ماجہ میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین دوا قرآن مجید ہے۔"[2]

ابن سنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا:

"جب عورت پر مولود کی ولادت مشکل ہو جائے تو ایک صاف برتن لو اور اس پر:

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ﴾ [الأحقاف: ٣٥]

"گویا کہ وہ (کافر) جس دن اس (عذاب) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔"

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا﴾ [النازعات: ٤٦]

"جس روز وہ قیامت کو دیکھیں گے (تو سمجھیں گے) کہ گویا وہ دنیا میں بس ایک شام یا صبح ہی ٹھہرے ہیں۔"

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ [یوسف: ١١١]

"البتہ یقیناً ان کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے۔"

لکھو، پھر اسے دھو کر اس کا کچھ پانی عورت کو پلاؤ اور کچھ اس کے

---

[1] الضعيفه (١٥١٤)

[2] ضعيف الجامع (٢٨٨٥)

بدن اور چہرے پر چھڑکو۔"[1]

ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد (جلد 3 ص: 381) میں فرمایا:

"الخلال نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن احمد نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ اس عورت کے لیے جس پر ولادت مشکل ہو سفید پیالے یا کسی صاف چیز پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث لکھ رہے تھے۔ جو یہ ہے:

"لا إله إلا الله الحليم الكريم، سبحان الله رب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين"

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ﴾ [الأحقاف: ٣٥]

"گویا کہ وہ (کافر) جس دن اس (عذاب) کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (تو سمجھیں گے کہ) وہ تو (دنیا میں) دن کی بس ایک گھڑی ہی ٹھہرے۔ یہ (تو پیغام) پہنچا دینا ہے۔"

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا﴾

[النازعات: ٤٦]

"جس روز وہ قیامت کو دیکھیں گے (تو سمجھیں گے) کہ گویا وہ دنیا میں بس ایک شام یا صبح ہی ٹھہرے ہیں۔"

خلال نے کہا: ہمیں ابوبکر المروزی نے بتایا کہ ابوعبداللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: ابوعبداللہ! ایسی عورت کے لیے کچھ لکھ دیں جس پر دو دن سے ولادت کا معاملہ مشکل میں پڑا ہوا ہے تو انھوں نے سائل سے کہا: "ایک بڑا پیالہ اور زعفران لے کر آؤ۔" ابوبکر کہتے ہیں

[1] عمل اليوم و الليلة (٦١٨)

کہ میں نے انھیں متعدد لوگوں کے لیے لکھتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا:

''اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن لکھ کر اسے دھویا جائے اور مریض کو پلایا جائے۔''

ابو قلابہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

سورت فاتحہ، اخلاص اور معوذتین کی قراءت شرعی دم ہے:

سوال کیا سورۃ الاخلاص، معوذتین اور فاتحہ کی تلاوت شفا کے حصول کے لیے حلال ہے یا حرام؟ اور کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلاف میں سے کسی نے یہ کام کیا ہے؟

جواب بلاشبہ سورت اخلاص، معوذتین، فاتحہ اور قرآن کی بعض دیگر آیات کی تلاوت کر کے مریض کو دم کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل خود بھی کیا ہے اور صحابہ کے عمل کی تصدیق بھی کی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں اپنے بدن پر سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر پھونکتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کام مشکل ہو گیا تو میں ان کی تلاوت کرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھونکتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر پھیرتی تھی۔''

معمر کہتے ہیں: میں نے زہری سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھونکنے کا کیا انداز ہوتا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور انھیں اپنے چہرے پر پھیرتے تھے۔'' نیز صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کسی سفر میں تھے اور ان کا گزر عرب

کے ایک قبیلے کے پاس سے ہوا۔ انھوں نے قبیلہ والوں سے حقِ ضیافت طلب کیا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس قبیلے کے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیا تو اہلِ قبیلہ ان صحابہ کے پاس آئے اور پوچھا: کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ ایک صحابی نے کہا: ہاں، میں دم کرنے والا ہوں۔ پھر وہ صحابی سردار کے پاس گئے اور اسے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا۔ پھر انھوں نے عِوضانے کے طور پر صحابی کو بکریوں کا ایک ریوڑ دے دیا۔ صحابی بکریاں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو وقوعے کی خبر دی۔ دم کرنے والا صحابی کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے صرف سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''تجھے کس نے بتایا کہ یہ ایک دم ہے! پھر فرمایا کہ ان بکریوں کو لے لو اور میرے لیے بھی ان میں حصہ رکھو۔''

پس پہلی حدیث میں نبی کریم ﷺ کے اپنے آپ کو معوذات پڑھ کر دم کا ثبوت ہے اور دوسری میں نبی کریم ﷺ کا اپنے صحابہ کے فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کی تائید کا ثبوت ہے۔

نبی کریم ﷺ کا قرآن، اذکار اور دعاؤں کے ساتھ دم کرنے کی اجازت دینا، جب تک وہ دم شرکیہ نہ ہوں:

سوال بعض علما قرآن کی کچھ آیات سیاہ تختی پر لکھتے ہیں، پھر اس لکھے ہوئے کو دھوتے اور پلاتے ہیں اور ایسا کرنے سے ان کا مقصد پینے والے کا کسی علم کا حصول، مال کمانا یا صحت و عافیت وغیرہ حاصل کرنا ہوتا ہے، اسی طرح

انھیں کسی ورق پر لکھ کر حفاظت کے لیے گلے میں لٹکا دیتے ہیں۔ کیا یہ کام کسی مسلمان کے لیے حلال ہے یا حرام ہے؟

جواب نبی کریم ﷺ نے قرآن، اذکار اور دعاؤں کے ساتھ دم کرنے کی اجازت دی ہے جب تک اس میں شرک نہ ہو اور ایسا کلام نہ ہو جس کا مفہوم سمجھ نہ آئے۔ صحیح مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

علما نے دم کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے، جب تک وہ مذکورہ طریقے پر ہو اور اس عقیدے کے ساتھ ہو کہ اس کی تاثیر صرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوگی۔ رہی بات گردن یا جسم کے کسی اور حصے سے کوئی چیز باندھنا تو اگر وہ قرآن کے علاوہ سے ہے تو حرام، بلکہ شرک ہے، اس لیے کہ مسند احمد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا دیکھا تو اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا، یہ مرض کی وجہ سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اتار دو یہ تمھارے لیے مرض ہی میں اضافہ کرے گا اور اگر تمھیں اسے پہنے ہوئے موت آ گئی تو تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔''[1]

[1] ضعيف: الضعيفة (١٠٢٩)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ اس کے لیے (شفا کو) مکمل نہ کرے اور جس نے گھونگا لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس (کی بیماری کو) دور نہ کرے۔''[1]

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے:

''جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''[2]

احمد و ابوداود نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔''[3]

قرآن مجید کی آیات کو لٹکانا بھی صحیح قول کے مطابق ممنوع ہے۔ اس کی تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: تعویذات لٹکانے سے منع کرنے والی احادیث عام ہیں اور قرآنی تعویذات کو مستثنیٰ کی کوئی دلیل نہیں۔

دوسری وجہ: سدِ ذریعہ ہے، اس لیے کہ ان کی اجازت دینا دوسرے کا راستہ کھولنے کا سبب بنتا ہے۔

تیسری وجہ: قرآنی تعویذات کو لٹکانے سے اس کی توہین کا امکان ہے۔ بالخصوص قضائے حاجت، استنجا اور جماع وغیرہ کے وقت۔

رہی بات قرآن مجید کی کسی سورت یا بعض آیات کو کسی تختی، پلیٹ یا ورق پر لکھنا اور اسے پانی یا زعفران وغیرہ سے دھونا اور اسے حصولِ علم، کسبِ مال، صحت و عافیت اور برکت کے حصول کے لیے پینا تو یہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ

---

[1] الضعيفة (١٢٦٦)

[2] مسند أحمد (١٥٦/٤) اس کے رجال ثقہ ہیں۔ المجمع (١٠٣/٥)

[3] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

اپنے لیے کیے ہیں اور نہ اپنے صحابی کے لیے اور نہ آپ ﷺ نے اس کی کسی کو اجازت دی ہے۔ ہمارے علم کے مطابق کسی صحیح اثر سے یہ ثابت نہیں کہ کسی صحابی نے یہ عمل کیا ہو یا کسی کو اس کی رخصت دی ہو۔ اس لیے اس کام کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور دیگر شرعی اور نبوی اذکار و ادعیہ اس قدر موجود ہیں کہ دوسرے کی طرف جانے کی قطعاً ضرورت نہیں رہتی اور ان کو اختیار کرنے میں شرک کا شائبہ بھی نہیں، بلکہ ان سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول ہوتا ہے۔ ان شرعی اذکار کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کرے اور اسے ہر طرح کی بیماری سے نجات دے اور اسے نفع دینے والا علم عطا کرے۔ بس یہی انسان کو کافی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے مشروع کاموں کو اپنا کر بے فکر ہونا چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے فکر کر دیتا ہے۔

قرآن کو دوا بنانا درست ہے، لیکن اس کے تعویذ بنانا جائز نہیں:

سوال قرآن اور اس کے ذریعے دم کرنے اور اس کے تعویذ بنانے کا کیا حکم ہے؟

جواب قرآن کے ذریعے دوا جائز ہے، اس کی دلیل صحیح بخاری مسلم کی یہ روایت ہے:

”ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کسی سفر میں نکلی، وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس اترے، انھوں نے قبیلے والوں سے حقِ ضیافت مانگا تو انھوں نے ان کی ضیافت سے انکار کر دیا، اس قبیلے کے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیا، انھوں نے اس کے علاج کی تمام تر کوششیں کر ڈالیں مگر بے سود، ان میں سے ایک کہنے لگا کہ تم اس قافلے والوں کے پاس جاؤ جو

یہاں اترے ہیں، شاید ان کے پاس اس کا کوئی علاج ہو۔

''وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہا: اے قافلے والو! ہمارے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کے لیے ہر کوشش کی، لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جس سے اسے آرام آجائے؟ ایک صحابی نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! میرے پاس علاج تو ہے، لیکن ہم نے تم سے حقِ ضیافت طلب کیا تھا، جس کا تم نے انکار کر دیا تھا، اس لیے واللہ میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لیے عوضانہ مقرر نہ کرو۔ پھر قبیلے والوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر ان سے مصالحت کی، وہ صحابی گئے اور سورت فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ رسیوں سے کھولا گیا ہے، پھر وہ ایسے اٹھ کر چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

اس نے حکم دیا کہ وہ عوضانہ جو تم نے ان سے مقرر کیا تھا ادا کر دو، جب وہ بکریاں لے کر واپس آیا تو کچھ صحابی کہنے لگے: انھیں تقسیم کر لو، دم کرنے والے نے کہا کہ ایسے نہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہیں جو فیصلہ وہ کریں گے اس طرح کر لیں گے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو ساری بات کہہ سنائی تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ دم ہے؟! پھر فرمایا: تم نے صحیح کیا ہے، بکریاں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی رکھنا۔''[1]

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ قرآن پاک کو دوا بنانا درست ہے۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٢٧٦، صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠١)

رہی بات قرآنی آیات کا تعویذ بنانا تو صحیح قول کے مطابق یہ جائز نہیں، کیوں کہ تعویذ لٹکانے سے ممانعت والی احادیث اس کو بھی شامل ہیں۔

سوال میری تبوک کے علاقے میں وعظ و ارشاد کی ذمے داری ہے۔ میں وہاں ایک مسجد میں امام وخطیب ہوں، میں نے وہاں ایک لائبریری بھی بنا رکھی ہے جس میں احادیث کی کتب بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ میں اس مسجد میں حدیث، فقہ، توحید اور تفسیر وغیرہ پر درس بھی دیتا ہوں، علاوہ ازیں میں مریضوں کو ایسے دم بھی کرتا ہوں، جو رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جیسے نبی کریم ﷺ کا اپنے اہل خانہ اور صحابہ کو دم کرنا اور جبریل علیہ السلام کا نبی کریم ﷺ کو دم کرنا۔ میں اس معاملے میں احادیثِ رسول ﷺ سے باہر نہیں جاتا اور آپ کو معلوم ہے کہ دم کرنا کتاب وسنت سے ثابت ہے اور زیادہ تر دم جو میں کرتا ہوں، یہ وہ ہیں جو شیخ الاسلام کی کتاب "إيضاح الدلالة في عموم الرسالة" اور امام ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب "زاد المعاد" میں ہیں۔

میں آپ سے یہ مخفی نہیں رکھتا کہ میں اپنے دم پر اجرت بھی لیتا ہوں اور اس میں میری دلیل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جو دم کرنے اور اس پر اجرت لینے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور وہ چیز جو مجھے اجرت لینے پر ابھارتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے مالوں سے بے پروائی چاہتا ہوں اور رزق حلال کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے پروا نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ میری نظر میں بھی کچھ کمزوری ہے اور اہل وعیال والا بھی ہوں اور مسجد سے ملنے والا وظیفہ کافی نہیں ہوتا۔ میرے علم کے مطابق میرا دم کر کے وظیفہ لینا شرعاً جائز و حلال ہے، لیکن کچھ جاہل لوگوں نے بغیر دلیل کے اس امر پر اعتراض کیا ہے۔

آپ کے گوش گزار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتویٰ صادر کریں کہ کیا میرا یہ معاملہ درست ہے یا نہیں اور اگر میں باطل پر ہوں تو پھر بھی مجھے مطلع کریں، تاکہ میں اس امر سے باز آ جاؤں۔

جواب جب معاملہ ایسے ہی ہے جیسے آپ نے ذکر کیا ہے، یعنی نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار و ادعیہ کے ذریعے آپ مریضوں کو دم کرتے ہیں تو آپ کا عمل جائز ہے، آپ کی کوشش قابلِ قدر اور ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کے حق دار ہیں اور آپ کے اس پر عوضانہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وعظ و ارشاد، خطبہ جمعہ دینے اور باجماعت نماز پڑھانے پر اجرِ جزیل عطا کرے اور آپ کو خیر و نیکی کے مزید کام کرنے کی توفیق بخشے اور آپ کو لوگوں کے مالوں سے بے پروائی عطا کرے۔ وباللہ التوفیق

سوال کیا کسی مریض کو قرآن پڑھ کر مفت یا عوض لے کر دم کرنا جائز ہے؟

جواب قرآن کے ذریعے دم کرنا ہی مقصود ہو تو یہ جائز، بلکہ مستحب ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

> ”تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ دے سکتا ہو تو وہ ضرور اسے فائدہ دے۔“[1]

نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے فعل سے بھی اس چیز کا ثبوت ملتا ہے۔ اجرت لے کر دم کرنا اگرچہ جائز ہے، لیکن بغیر اجرت کے کرنا زیادہ افضل ہے۔ جب دم کرنے کا مقصد مریض کو اس کا اجر پہنچانا ہو تو یہ جائز نہیں،

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۹۹)

کیوں کہ شریعتِ مطہرہ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے ہمارے معاملے میں ایسے عمل کو وارد کیا، جو اس میں نہیں ہے پس وہ عمل مردود ہے۔''[1]

سوال میں جس علاقے میں رہایش پذیر ہوں، وہاں کئی مشائخ رہتے ہیں، جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو مشائخ اسے اپنے سامنے بٹھاتے اور اس پر آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: تمھیں ایک بکری، بیل، اونٹ اور مینڈھا وغیرہ لانا ہوگا، اس طرح سے سال میں ان کے پاس بہت زیادہ مال جمع ہو جاتا ہے۔ کیا یہ معاملہ ہمارے دین میں حرام ہے؟

جواب مریض کو قرآن مجید، اذکار اور نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ ادعیہ کے ساتھ دم کرنا مشروع اور جائز ہے، لیکن وہ معاملہ جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ مشائخ مریض سے مینڈھے یا بیل وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ جائز نہیں، اس لیے کہ یہ بدعی دم ہے اور مال کو باطل طریقے سے کھانا اور کبھی یہ شرک تک بھی پہنچ جاتا ہے، بالخصوص جب ان جانوروں کو بتوں یا جنوں کے نام پر ذبح کرنے کے لیے یا نفع و نقصان کو دفع کرنے کا مالک سمجھتے ہوئے وصول کریں۔

وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

سوال میں نے کئی لوگوں کو قرآن کریم کی آیات لکھتے ہوئے اور مریضوں کو پینے کے لیے دیتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اس طرح کا کوئی عمل نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ خلفاے راشدین

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦٩٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧١٨)

سے اور نہ دیگر صحابہ سے ثابت ہے، اس لیے اس عمل کا چھوڑ دینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ واللہ أعلم

سوال لوگوں پر قرآن کریم کی آیات پڑھ کر دم کرنے والوں کا کیا حکم ہے، جب کہ ان میں بعض ایسے ہیں جو جنات کو حاضر کرتے اور ان سے مریض کو دوبارہ تنگ نہ کرنے کا عہد لیتے ہیں؟

جواب مسلمان کا اپنے بھائی کو قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ دم کرنا مشروع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دم کرنے کی اجازت دی ہے، جب تک اس میں شرک نہ ہو، البتہ کسی شخص کا جنات سے خدمت لینا، ان کو حاضر کرنا اور ان سے عہد لینا کہ آیندہ مریض کو تنگ نہیں کریں گے وغیرہ، یہ جائز نہیں۔

سوال کچھ دعائیں ہیں جنھیں بچھو کا توڑ قرار دیتے ہیں، میں نے بھی اس کا تجربہ کیا اور صحیح پایا، جن کے الفاظ یہ ہیں:

"اللهم إن هذه عزيمة العقرب والداب مرت علىٰ اليهود و النصارى قال: وش۔ ماذا۔ بكاك يارسول الله قال: دابة من دواب أهل النار ذنبه كالمنشار، نحيره كالدينار، نزل جبريل علىٰ دمها نزل جبريل علىٰ سمها شهق الله ثلاث شهقات قال: اسكني في عزة الله و كتبك في لوح محفوظ" اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب مذکورہ دم صحیح نہیں، صحیح دم وہ ہے جو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ادعیہ کے ساتھ ہو، جیسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا، سوال میں مذکورہ الفاظ کا استعمال جائز نہیں، بلکہ اسے چھوڑنا اور اس سے بچنا لازم ہے۔ وباللہ التوفیق.

نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار، ادعیہ اور کے ساتھ دم کرنا:

سوال نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ ادعیہ و اذکار اور کے ساتھ دم کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب قرآن اور نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار و ادعیہ کے ساتھ دم کرنا جائز ہے، وہ دم اپنی حفاظت کا ہو یا انسان کو لاحق امراض کو دفع کرنے کا ہو، مثلاً: آیۃ الکرسی، سورت فاتحہ، سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر کسی کو دم کریں۔ یا "أذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافي لا شفاء إلاشفاء ك شفاء لا يغادر سقما" یا "أعيذك بكلمات الله التامات من كل شيطان وهامة و من كل عين لامة" وغیرہ مسنون دعاؤں کے ساتھ دم کرنا جائز ہے۔

بازار میں دم اور منتر فروخت کرنے کا حکم:

سوال ریاض کے کچھ با اثر لوگوں کی زیرِ نگرانی بازار میں دموں اور منتروں کی خرید و فروخت ہو رہی ہے، ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیشِ نظر وہاں کی حکومت سے اس امر کی تصریح کا مطالبہ کیا تو حکومت نے ہمارے سامنے یہ موقف رکھا کہ آپ اس معاملے کی شرعی حیثیت کی تحقیق کریں، جس کے لیے ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے، تاکہ اس کے غیر شرعی ہونے کی بنا پر اس کی روک تھام ہو سکے۔ جزاکم اللہ خیرا

جواب اس حوالے سے پہلے بھی فتویٰ گزر چکا ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور اذکارِ نبوی کو لکھنا، پھر انھیں پانی میں حل کر کے مریض کو شفا کے حصول کے لیے پلانا، نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور نہ خلفاے راشدین سے اور نہ

ہی کسی اور صحابی سے ثابت ہے۔ خیر و بھلائی محض نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی سیرت کا اتباع کرنے میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید اور ان ادعیہ و اذکار سے جن میں شرک نہ ہو، دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

صحیح مسلم میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے دم مجھ پر پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

علما نے دم کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے جب تک وہ مذکورہ طریقے پر ہو اور اس عقیدے کے ساتھ ہو کہ اس کی تاثیر صرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہو گی۔ رہی بات گردن یا جسم کے کسی اور حصے سے کوئی چیز باندھنے کی تو وہ قرآن کے علاوہ ہونے کی صورت میں حرام، بلکہ شرک ہے، اس لیے کہ مسند احمد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا، یہ مرض کی وجہ سے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اتار دو اس لیے کہ یہ تمھارے مرض ہی میں اضافہ کرے گا اور اگر تمھیں اسے پہنے ہوئے موت آ گئی تو تُو کبھی کامیاب نہیں ہو گا۔''[1]

نیز عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ اس کی (شفا) مکمل نہ کرے اور جس نے گھونگا لٹکایا، اللہ اس کی بیماری کو دور نہ کرے۔''

---

[1] الضعیفہ (۱۲۶٦)

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے:

''جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''[1]

سنن ابی داود میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔''[2]

قرآن مجید کی آیات کو بھی لٹکانا صحیح قول کے مطابق ممنوع ہے، جس کی تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: تعویذ لٹکانے سے منع کرنے والی احادیث عام ہیں اور قرآنی تعویذ کے مستثنیٰ ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

دوسری وجہ: سدِ ذریعہ ہے، اس لیے کہ ان کی اجازت دینا دوسرے کا راستہ کھولنے کا سبب بنتا ہے۔

تیسری وجہ: قرآنی تعویذات کو لٹکانے سے اس کی توہین کا امکان ہے، بالخصوص قضائے حاجت، استنجا اور جماع وغیرہ کے وقت۔

رہی بات قرآن مجید کی کسی سورت یا بعض آیات کو کسی تختی، پلیٹ یا ورق پر لکھنا اور اسے پانی یا زعفران وغیرہ سے دھونا اور اسے حصولِ علم، کسبِ مال، صحت و عافیت اور برکت کے حصول کے لیے پینا، تو یہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے لیے کیے ہیں اور نہ کسی صحابی کے لیے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کسی کو اجازت دی ہے اور ہمارے علم کے مطابق کسی صحیح اثر سے یہ ثابت نہیں کہ کسی صحابی نے یہ عمل کیا ہو یا کسی کو اس کی رخصت دی ہو، اس لیے یہ کام چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور دیگر شرعی اور نبوی

---

[1] مسند أحمد (٤/١٥٦)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

اذکار وادعیہ اس قدر موجود ہیں کہ غیر کی طرف جانے کی قطعاً ضرورت نہیں رہتی اور ان کو اپنانے میں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہوتا، بلکہ ان سے اللہ کے تقرب کا حصول ہوتا ہے، ان شرعی اذکار کو اپنانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ اس کی پریشانی دور کرے، اسے ہر طرح کی بیماری سے نجات دے اور اسے نفع بخش علم دے۔ بس یہی انسان کو کافی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے مشروع کاموں کو اپنا کر بے نیازی چاہے، اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم. اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

سوال کیا کسی بھی قسم کا دم کرنا مسلمان کے لیے جائز ہے؟

جواب ایسا دم جائز ہے جس میں شرک نہ ہو، جیسے قرآن کی سورتوں یا آیات سے اور نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ اذکار کے ساتھ دم کرنا، البتہ شرکیہ دم جیسے جن یا کسی نیک شخص کے نام کے ساتھ مریض کو دم کرنا حرام ہے اور جس کلام کا مفہوم سمجھ نہ آئے، اس میں بھی شرک کا اندیشہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک وہ شرک نہ ہو۔''[1]

سوال کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ امراض سے شفا کے لیے اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ دعا کرے؟

جواب ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ [الأعراف: ١٨٠]

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٠)

''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔''

نیز نبی کریم ﷺ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے بعض لوگوں کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا:

((أذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء لك شفاء لا يغادر سقما))[1]

سوال جب مریض خطرناک بیماری میں مبتلا ہو اور اس مرض کا کوئی موثر علاج نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں سید کی طرف جانا جائز ہے، جب کہ مشاہدے سے معلوم ہے کہ سید نے بہت سے لوگوں کا علاج کیا تو انھیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا حاصل ہوئی اور ہمارا عقیدہ بھی ہے کہ شافی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ بعض لوگوں نے سید کے پاس جانے پر اعتراض کیا ہے، جب کہ ہم کہتے ہیں کہ سید بھی طبیب کی طرح ایک وسیلہ ہے، اس حوالے سے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب مریض کے مرض کا علاج مباح اوویات، شرعی دموں اور دعاؤں سے کرنا جائز ہے، لیکن شعبدہ بازوں اور غیب دانی کے دعوے دار کاہنوں کی طرف جانا، اسی طرح شرکیہ دم اور طلاسم کرنے والے لوگوں کے پاس جانا حرام ہے، اگرچہ ان میں سید شامل ہو۔

زہریلے جانوروں کے ڈسنے کے دم جنھیں بعض دیہاتی لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں:

سوال درج ذیل دم وہ ہیں جنھیں بعض اہلِ دیہات سانپ، بچھو وغیرہ کے ڈسنے سے شفا کے لیے پڑھتے ہیں، ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ دم یہ ہیں:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٤٢)

"الحمد لله رب العالمين، الرحمٰن الرحيم، مالك يوم الدين، إياك نعبد وإياك نستعين، إهدنا الصراط المستقيم، صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين، سلف جميل الدين لسعات الحيات شلع عن الشلعات صاح صيحة تشق العرش و حاها الرب ولباله وأرسل قراءة سليمان بن داود الرفاعي مسلمة مرسلة مصحيها رب المسلمة علوها في العرش مرتز وأسفلها في الأرض مهتز، لا ينقضها لا سيل ولا مطر ولا شمس ولا من شهد أن الإبل تأكل العشر ولا تنقل أنثى بدون ذكر ومن عصى ربه كفر، عزمت عليك بالله يا هذه الأذية بعزائم الله القوية عزيمة أولها بالله وثانيها بالله وثالثها بالله ورابعها بالله وخامسها بالله وسادسها بالله وسابعها بالله وثامنها بالله وتاسعها بالله وعاشرها بالله، وما يكف الكتاب من أسامي الله عزمت عليك بصور من صور الأحد ولا غير الله أحد، عزمت عليك بصور من صور الإثنين، وقال من الله زين، و عزمت عليك بصور من صور الثلاثاء والملائكة والأنبياء، وعزمت عليك بصور من صور الربوع والله جيد نضوع، عزمت عليك بصور الخميس وأعوذ بالله من أبليس، عزمت عليك بصور من صور الجامعة والملائكة السامعة، وعزمت عليك بصور من صور السبت والله جويد ثبت اظهرى من المسخ في العظام والجهري من العظام في العصب واظهري من العصب في الأيهاب واظهري من الإيهاب في التراب، عزمت بالله علىٰ تسعة وتسعين هامة أمها العنكبوت

وأبوها الثعبان، عزمت بالله علىٰ أبو عمامة كبيرة الهامة مقيله السمرة ومباته الثمامة. عزمت بالله علىٰ الصل والصلوان عزمت بالله علىٰ بربر عزمت بالله علىٰ قرقر، عزمت بالله علىٰ الأزقم عزمت بالله علىٰ الأتم، عزمت بالله علىٰ الباخز الدفان، عزمت بالله علىٰ القروص، عزمت بالله علىٰ حارس الفريق، عزمت بالله علىٰ هاظل الطريق، عزمت بالله علىٰ اللى مقيله الصخر وطعامه المدر شلعات بالأنياب لسابات بالأذناب أظهرها بالله أكبر، عزمت بالله علىٰ حوى، عزمت بالله علىٰ حويان وسقى وسقيان اللى أسميه واللى ما أسميه واللى ذكراه واللى ناسيه بالله علىٰ حمده، عزمت بالله علىٰ حميدة، عزمت علىٰ سعدى، عزمت بالله علىٰ سعيدة، عزمت بالله علىٰ موزه، عزمت بالله علىٰ مويزة، عزمت بالله علىٰ أحمرها وأسمرها وأنثاها وذكرها وأبو نقطتين من أعبرها، عزمت بالله علىٰ البيضاء اللى مثل الشحمة عزمت بالله علىٰ الحمراء اللى مثل اللحمة، وعزمت علىٰ السوداء اللىٰ مثل الفحمة عقرب بنت عقار، واقهرها بالله القهار قاهر الليل عن النهار اللى لا قهر به علىٰ السم سار معي كوز ماء ومعها كوز نار وكتيت كوز الماء علىٰ كوز النار وكوز الماء أطفى كوز النار، عزمت بالله علىٰ فمها اللى مثل المنشار، وعزمت بالله علىٰ بطنها اللى مثل الزقرار، عزمت بالله علىٰ ذنبها أبو سبع فقر عزيمة تكلل السيوف المسلقات وعزيمته تكلل الرحمة المذلقات سلف موسى مسافر وأصبح في بران ومنازل وأكلته هائشة من هوائش الإسلام قلت: كفىٰ واستكفىٰ من

طرق إلىٰ طرق و كفيت من طرق إلىٰ طرق و من شرف ألى شرف بقرأت سليمان بن داود الرفاعي قاهر أسمام الأفاعي وقلت: يا حفظي عقائل اللّٰه قدم ينقطع الرجاء والنصيب وقدم صواباً بمصيب"

نوٹ: اس دم میں مذکورہ تمام نام حشرات الارض یا جنات کے ہیں۔

جواب اس دم کا استعمال جائز نہیں، کیوں کہ اس میں مجہول نام اور ایسا کلام ہے جس کا مفہوم سمجھ سے بالا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلاشبہہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔"[1]

ایسے آدمی کی طرف جانا جو قبر والوں کا وسیلہ ڈالتا، ان سے مدد مانگتا اور تبرک حاصل کرتا ہے:

سوال ایک آدمی سخت بیمار ہوا اور اس کا مرض بڑھتا گیا، وہ طبیب کے پاس گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شفا کا فیصلہ نہیں کیا، پھر وہ ایک ایسے شخص کے پاس گیا جو اہلِ قبور کا وسیلہ پکڑتا، ان سے مدد مانگتا اور ان سے تبرک چاہتا ہے، اللہ نے اس متوسل و قبر پرست شخص کے ہاتھ سے اس کی شفا لکھ دی، کیا ایسے شخص کے پاس جانا جائز ہے، جب کہ وہ ان مذکورہ افعال کا مرتکب ہے اور اس کا معاملہ واضح ہے۔ اس عمل سے لوگوں کے قلوب و اذہان میں یہ بات پختہ ہو رہی ہے کہ لوگوں کو اس کے شرکیہ افعال کے ذریعے شفا حاصل ہوتی ہے، العیاذ باللّٰہ۔ اس معاملے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب اہلِ قبور سے دعا مانگنا اور ان سے مدد مانگنا اور ان کے نام پر کسی مریض کو

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

دم کرنا شرکیہ افعال ہیں، جن کے مرتکب کے پاس جانا حرام ہے۔ اگر کسی کی صحت کا فیصلہ اس وقت کے موافق آ جائے تو اسے ایسے شخص کا کارنامہ اور اس کے شرکیہ افعال کی برکت قرار دینا قطعاً درست نہیں اور کبھی تو ہوتا ہی ایسے ہے کہ بیماری کا سبب شیطان کا ہی عمل ہوتا ہے جو اسے مشرکین کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے کا سبب بن جاتا ہے، پھر جب مریض شیطان کو مطلوبہ شخص کے پاس چلا جائے تو وہ اسے اذیت دینا چھوڑ دیتا ہے۔

جبریل علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور جن نکالنے میں مدد کرنا محض ایک گمان ہے:

سوال ہمارے ہاں بعض لوگ قرآن کی آیات پڑھ کر مریض سے جن نکالنے کا کام کرتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہے کہ اس عمل میں ان کی مدد کے لیے جبریل علیہ السلام اترتے ہیں اور جن کو مریض سے نکالتے ہیں، ان کے اس دعوے سے لوگوں میں سخت تشویش اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے، آپ ہمیں اس مسئلے کا حل بتائیں اور اس امر کی وضاحت کر دیں کہ کیا ان کی معاونت کے لیے جبریل علیہ السلام کا نزول ہوتا ہے کہ نہیں؟

جواب آسیب کے معاملے میں مریض کو قرآن کی آیات، کوئی ایک سورت یا متعدد سورتیں پڑھ کر دم کرنا شرعاً جائز ہے۔ البتہ اس کام میں جبریل علیہ السلام کے نزول کے بارے کوئی اصل ہمیں معلوم نہیں۔

وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ.

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء)

قرآنی دم اور تعویذ کا حکم:

سوال دم اور تعویذ جب قرآن سے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے اور اگر اس مقصد کے لیے کتاب "الحصن الحصین" اور "حرز الجوشن" یا "السبع العقود السلیمانیة" کو اپنے پاس رکھ لیں، تو کیا ان کتب میں مذکورہ ادعیہ و اذکار نظر و حسد وغیرہ سے بچنے کے لیے فائدہ مند رہیں گے کہ نہیں؟ اور اگر ان کتب کے مقابلے میں معوذات، آیۃ الکرسی اور دیگر قرآنی آیات کے ذریعے دم کریں تو کیسا رہے گا؟

جواب قرآن مجید، اذکار و ادعیہ کے ذریعے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں اور مذکورہ کتب "الحصن الحصین" اور "حرز الجوشن" اور "السبعة العقود" کو پاس رکھنا جائز نہیں۔

سوتے وقت آیۃ الکرسی اور معوذات کی تلاوت واقعتاً انسان کے لیے سود مند ہے۔

نظر کی تاثیر:

سوال کیا جن و انس ایک دوسرے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور کیا حاسد کی نظر محسود پر موثر ہوتی ہے؟

جواب جن و انس کا ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا اور حاسد کی نظر کا موثر ہونا فی الواقع موجود و معروف ہے، لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کی کونی وقدری اجازت سے ہی ممکن ہے۔ اسی طرح حاسد کی نظر کا محسود پر اثر انداز ہونا بھی واقعتاً لوگوں میں موجود ہے اور نبی کریم ﷺ کا بھی فرمان ہے:

"نظر حق ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لینے والی ہوتی تو

نظرِ بد ہوتی۔"[1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"نہیں ہے دم مگر نظر یا بخار سے۔"[2]

اور اس معنی کی متعدد احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔

نسأل الله العافية و الثبات على الحق

نفسیاتی مرض کا علاج: "ماء زمزم لما شرب له"

سوال میں بیس سالہ مسلمان جوان عورت ہوں اور ڈیڑھ سال قبل میری شادی ہوئی اور الحمد للہ چھ ماہ قبل مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا۔ بحمد اللہ ولادت بھی نارمل ہوئی تھی، لیکن ولادت کے چند ہفتوں بعد سخت پریشانی اور تنگی لاحق ہوئی، جس نے مجھے بچے کی نگرانی سمیت کسی کام کے قابل نہیں چھوڑا، اس کیفیت کے لاحق ہونے کے بعد میں نے متعدد طبیبوں سے علاج بھی کروایا، لیکن بچے کی ولادت سے پہلے والی حالت واپس نہیں آئی اور لمبے علاج سے میری جسمانی حالت بھی کمزور ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اس غمزدگی اور پریشانی سے نجات کے لیے میرے لیے کوئی علاج متعین کریں، تاکہ میری طبیعت بحال ہو جائے اور میں اپنے خاوند اور بیٹے کا خیال کر سکوں اور گھر کی خدمت کے قابل ہو سکوں۔ علاوہ ازیں میں نے کافی پہلے ایک حدیث سنی تھی:

"زمزم کا پانی اس کے لیے ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔"[3]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٨)

[2] صحيح: سنن أبي داد، رقم الحديث (٣٨٨٣)

[3] صحيح: الإرواء (١١٢٣)

مجھے اس حدیث کی وضاحت مطلوب ہے اور کیا یہ میری نفسیاتی حالت پر بھی منطبق ہوتی ہے یا صرف عضوی امراض کے ساتھ خاص ہے اور جب زمزم کا پانی میری پریشانی کی دوا ہو تو میں اسے کیسے استعمال کروں؟

جواب اللہ تعالیٰ پر اعتماد کریں اور اس پر حسنِ ظن رکھیں اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اس کی رحمت، فضل و احسان سے نا امید نہ ہوں، کیوں کہ اس نے ہر بیماری کی شفا بھی نازل کی ہے۔ علاوہ ازیں اسباب کو لازم پکڑیں اور امراض و علاج کے ماہر طبیبوں سے رابطہ کریں۔

سورت اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس تین بار پڑھیں اور ہر باری کے بعد اپنے ہاتھوں پر پھونکیں اور انھیں اپنے چہرے اور حتی الامکان سارے بدن پر پھیریں۔ یہ عمل صبح و شام بار بار کریں اور اپنے آپ کو سورت فاتحہ پڑھ کر دم کریں اور سوتے وقت آیۃ الکرسی بھی پڑھیں، یہ انسان کو شر سے بچانے کے لیے بہترین دم ہے اور اللہ تعالیٰ سے بے قراری دور کرنے کی دعا کریں۔ وہ دعا یہ ہے:

”لا إله إلا الله العظيم الحليم، لا إله إلا الله رب العرش العظيم، لا إله إلا الله رب السموٰت و رب الأرض و رب العرش الكريم“

اور اپنے آپ کو وہ دم کریں جو نبی کریم ﷺ نے کیا: ((اللهم رب الناس، أذهب البأس، واشف أنت الشافي، لا شافي إلا أنت، شفاء لا يغادر سقما)) علاوہ ازیں وہ تمام اذکار و ادعیہ اور دم جو ذخیرہ حدیث میں موجود ہیں، اپنائے جا سکتے ہیں جن کو نووی رحمہ اللہ نے کتاب ”رياض الصالحين“ اور کتاب ”الأذكار“ میں ذکر کیا ہے۔

سوال میں ذکر کردہ حدیث ((ماء زمزم لما شرب له)) مسند احمد اور سنن

ابن ماجہ میں ہے، جسے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے اور اس کا مفہوم عام ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کے پانی کے بارے میں فرمایا:

”وہ بابرکت پانی ہے اور وہ کھانے والوں کے لیے کھانا اور بیماروں کے لیے شفا ہے۔“

اسے مسلم اور ابو داود نے روایت کیا ہے اور یہ لفظ ابو داود کے ہیں، اس کے حصول کے لیے آپ اپنے علاقے سے حج وعمرہ کے لیے آنے والوں سے التماس کریں کہ وہ آپ کے لیے زم زم کا پانی ضرور لائیں اور اسے کسی بھی وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تعویذات

دم، تعویذات اور جادو شرک ہے:

سوال قرآن مجید کی کسی آیت کو لکھ کر بازو پر باندھنا یا اسے پانی میں حل کر کے اسے بدن پر چھڑکنا یا اس سے غسل کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا یہ شرک ہے کہ نہیں؟ اور کیا یہ جائز ہے کہ نہیں؟

جواب پہلی بات: قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کو لکھ کر بازو وغیرہ پر باندھنا یا لٹکانا، اس نقصان سے بچنے کے لیے جس کا اندیشہ ہو یا پیش آمدہ تکلیف کو رفع کرنے کے لیے، ان مسائل سے ہے جن کے حکم میں سلف نے اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے بعض کا موقف یہ ہے کہ یہ منع ہے اور ان تعویذات میں شامل ہے جنھیں لٹکانے سے منع کیا گیا ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان:

"بلاشبہہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔"[1]

عام ہے اور قرآنی تعویذ کو مستثنیٰ کرنے کی دلیل نہیں۔

دوسری بات: قرآنی تعویذ کو لٹکانا غیر قرآنی تعویذ کا راستہ کھولنا ہے، اس لیے اس کے جواز سے رکنا غیر قرآنی تعویذات کا راستہ روکنے کے مترادف ہے۔

تیسری بات: اس کے جواز و استعمال سے قرآن کی توہین و بے حرمتی کا امکان رہے گا، کیوں کہ انسان اسے قضائے حاجت، استنجا اور جماع کے وقت بھی

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (۳۸۸۳)

باندھے رکھتا ہے۔ اس قول کے قائلین میں عبداللہ مسعود اور ان کے شاگرد اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ شامل ہیں۔ صحابہ کی بڑی تعداد نے اسے پسند کیا ہے اور متاخرین نے اسے پختہ بات قرار دیا ہے اور بعض علما ایسے ہیں جنھوں نے قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات والے تعویذات کو لٹکانا جائز قرار دیا ہے۔ جیسے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور ابو جعفر الباقر رحمہ اللہ کا موقف ہے۔ امام احمد سے بھی اس کے جواز کی ایک روایت ملتی ہے اور ان لوگوں نے منع والی بات کو ان تعویذات پر محمول کیا ہے جن میں شرک ہو۔

بہرحال پہلا قول دلیل کے اعتبار سے قوی اور عقیدہ توحید کا محافظ ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے جو اس کا جواز مروی ہے وہ قرآن مجید یاد کرنے کے لیے ہے، جسے وہ تختیوں پر لکھ کر بچوں کے گلوں میں ڈالتے تھے، تاکہ وہ اسے آسانی سے یاد کر لیں اور اس کا مقصد دفع ضرر اور جلبِ منفعت نہیں تھا۔ رہا قرآن کو لکھ کر اسے پانی میں حل کر کے پینا یا غسل کرنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحیح حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ملتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو یہ مروی ہے: ''وہ قرآن کی کچھ آیات اور کچھ اذکار لکھ کر مریض کو پلانے کے لیے دیتے تھے۔'' درست نہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں روایت کیا ہے:

''عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو غسل کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے: میں نے پردے میں رہنے والی ایسی جلد آج سے پہلے نہیں دیکھی۔ یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ سہل گر پڑے، پھر انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سہل بن

حنیف کا کیا علاج ہے؟ اللہ کی قسم وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھا سکتے۔
آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کسی پر اس کا الزام ٹھہراتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم عامر بن ربیعہ کو ملزم ٹھہراتے ہیں۔ آپ ﷺ کو اس پر غصہ آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس بنیاد پر کوئی شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ تو نے اسے برکت کی دعا کیوں نہ دی؟ اب اس کے لیے اپنے اعضا دھو۔'' عامر نے اپنے ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کو ایک بڑے پیالے میں دھویا، پھر وہ پانی سہل پر ڈال دیا گیا تو سہل اس طرح اٹھ کر چلنے لگے، گویا انھیں کوئی مرض تھا ہی نہیں۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
''نظر حق ہے، اس لیے تو اس کے لیے وضو کر۔''
یہ قصہ امام احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔

اسی وجہ سے بعض علما نے کشادہ نظری سے کام لیا اور قرآن مجید اور اذکار و ادعیہ کو لکھ کر پانی میں حل کرنے اور مریض پر ڈالنے یا اسے غسل کروانے کو جائز قرار دیا ہے، انھوں نے سہل بن حنیف والے قصے پر قیاس کیا ہے یا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول اثر سے، جو ضعیف ہے، استدلال کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''مجموع الفتاویٰ'' کے بارھویں جز میں اس کا جواز ذکر کیا ہے اور انھوں نے لکھا ہے کہ ''احمد وغیرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' میں فرمایا:
''سلف کی ایک جماعت نے اسے جائز قرار دیا۔ ان میں ابن عباس مجاہد اور ابو قلابہ شامل ہیں۔''

البتہ کسی بھی صورت میں یہ عمل شرک نہیں ہے۔

نظرِ بد اور حسد سے بچنے کے لیے قرآنی آیات کو اپنے پاس رکھنا:

سوال ① حسد اور نظرِ بد سے بچنے کے لیے قرآنی آیات یا پاکٹ سائز قرآن مجید اپنے پاس جیب میں رکھنے کا کیا حکم ہے؟ جب نظریہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں اور ان کے محافظ ہونے کا اعتقاد اللہ تعالیٰ پر سچا اعتقاد ہے، اسی طرح قرآن مجید کو گاڑی یا مکان وغیرہ میں حفاظت کی غرض سے رکھنا کیسا ہے؟

② حسد ونظر، جادو اور کسی مرض کی شفا کے لیے قرآنی آیات کو کسی پردے پر لکھ کر ان چیزوں کے شر سے بچنے کے لیے استعمال میں لانا کیسا ہے؟

③ قرآنی آیات کو سونے وغیرہ کی زنجیر کے ذریعے گردن میں لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اس لیے نازل کیا کہ لوگ اس کی تلاوت سے اس کا قرب پائیں، اس کے معانی پر غور کریں اور اس کے احکام کی پہچان کر کے انھیں اپنے جسموں پر نافذ کریں، علاوہ ازیں یہ ان کے لیے ایسی نصیحت ہے جس سے ان کے دل نرم ہوتے اور ان کے جسم کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ دلوں کی جہالت اور گمراہی کی شفا ہے اور شرک وکفر اور دیگر معاصی کے میل سے نفوس کی پاکیزگی اور طہارت کا ذریعہ ہے۔ جس نے اسے سمجھنے کے لیے دل سے پردے ہٹائے اور اسے حاضر دماغی سے سنا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اس کے لیے ہدایت اور رحمت بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَ هُدًى وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ [يونس: ٥٧]

”اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفا ان (بیماریوں) کے لیے جو سینوں میں ہیں اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔“

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [الزمر: ٢٣]

”اللہ نے بہترین کلام نازل کیا جو ایک کتاب ہے باہم ملتی جلتی، بار بار دہرائی جانے والی، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کی یاد کی طرف نرم (ہو کر مائل) ہو جاتے ہیں، یہی اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس کے ذریعے سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ [قٓ: ٣٧]

”بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو (آگاہ) دل رکھتا ہے یا وہ کان لگائے، جب کہ وہ (دل و دماغ سے) حاضر ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول محمد ﷺ کے لیے ایک عظیم معجزہ اور ان کے اللہ کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے رسول ہونے کی روشن دلیل بنایا، تاکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو ان کی طرف پہنچائیں اور ان پر اتمامِ حجت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ [العنکبوت: ۵۰، ۵۱]

’’انھوں نے کہا: اس پر اس کے رب کی طرف سے معجزے کیوں نہیں اتارے گئے؟ آپ کہہ دیجیے بس معجزے تو اللہ کے پاس ہیں اور میں تو محض ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں کیا انھیں کافی نہیں کہ بے شک ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ﴾ [یوسف: ۱]

’’یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔‘‘

مزید فرمایا:

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ﴾ [لقمان: ۲]

’’یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔‘‘

ان کے علاوہ بھی اس معنی کی کئی آیات ہیں۔

پس قرآن مجید کے نزول کا اصل مقصد شریعت سازی اور احکام کا بیان ہے اور یہ وہ کامل نشانی، واضح معجزہ اور حجتِ دامغہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو قوت دی۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کے ساتھ اپنے آپ کو دم بھی کرتے تھے، آپ ﷺ معوذاتِ ثلاثہ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر اپنے آپ پر پھونکتے تھے۔ آپ ﷺ سے قرآن اور ادعیہ مشروعہ کے ذریعے دم کرنے کی اجازت دینا بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کے قرآن کے ذریعے دم کو اور اس پر اجرت کو مباح قرار دیا ہے۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے نبی کریم ﷺ سے ان کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''[1]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کسی سفر میں نکلی، وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس اترے، انھوں نے قبیلے والوں سے حقِ ضیافت مانگا تو انھوں نے ان کی ضیافت سے انکار کر دیا، اس قبیلے کے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیا، انھوں نے اس کے علاج کی تمام تر کوششیں کر ڈالیں مگر بے سود، ان میں سے ایک کہنے لگا: تم اس قافلے والوں کے پاس جاؤ جو یہاں اترے ہیں شاید ان کے پاس اس کا کوئی علاج ہو، وہ صحابہ کے پاس آئے اور کہا: اے قافلے والو! ہمارے سردار کو کسی جانور نے ڈس لیا ہے اور ہم نے اس کے لیے ہر کوشش کی، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جس سے اسے آرام آجائے؟ ایک صحابی نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! میرے پاس علاج تو

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۲۰۰)

ہے، لیکن ہم نے تم سے حقِ ضیافت طلب کیا تھا، تم نے اس سے انکار کر دیا تھا، اس لیے واللہ! میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لیے کوئی عوضانہ مقرر نہ کرو، پھر قبیلے والوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر ان سے مصالحت کی۔

وہ صحابی گئے اور سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ رسیوں سے کھولا گیا اور ایسے اٹھ کر چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر اس نے حکم دیا کہ مقرر شدہ عوضانہ انھیں ادا کر دو۔ جب صحابی بکریاں لے کر آیا تو بعض نے کہا: انھیں تقسیم کر لو، بعض نے کہا: نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں گے تو آپ ﷺ اس کا فیصلہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے جب ان کی بات سنی تو فرمایا: ''تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ سورت فاتحہ دم ہے؟'' پھر فرمایا: ''بکریاں لے کر تم نے صحیح کیا ہے، انھیں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی رکھنا۔''[1]

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو اپنے ہاتھ اکٹھے کر کے ان میں سورت اخلاص اور معوذتین پڑھ کر پھونکتے اور پھر چہرے سے شروع کر کے حتی الا مکان اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے لیے ایسا کرنے کا حکم دیا۔''[2]

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے افراد کو ان الفاظ کے ساتھ بھی دم کرتے تھے:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٢٧٦، صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

((اللهم رب الناس، أذهب البأس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاء لك شفاء لا يغادر سقما))[1]

علاوہ ازیں متعدد ایسی احادیث ہیں جن میں قرآن اور ادعیہ شرعیہ سے دم کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

باوجود اس بات کے کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن کا نزول ہوا اور آپ ﷺ اس کے احکام اور مقام کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، آپ ﷺ سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے قرآن یا غیر قرآن کا تعویذ بنا کر اسے اپنے یا کسی اور کے بدن سے لٹکایا ہو اور نہ آپ ﷺ نے حسد وغیرہ کے شر سے بچنے کے لیے قرآنی آیات کو کسی کپڑے پر منقش کروا کے لٹکایا ہے اور نہ آپ ﷺ نے قرآن مجید کو اپنے لباس یا ساز و سامان میں اس غرض سے رکھا کہ اس سے دشمنوں کے شر سے حفاظت ہوگی، یا ان کے خلاف نصرت و کامیابی ملے گی یا سفر آسانی سے گزرے گا اور اس کی مشکلات سے دفاع ہوگا وغیرہ، اگر یہ چیز مشروع ہوتی تو آپ ﷺ سب سے پہلے اس کے حریص اور عامل ہوتے، اپنی امت کو اس کی تبلیغ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے ضرور ان کے سامنے بیان کرتے:

﴿يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ إِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ [المائدة: ٦٧]

"اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیجیے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو گویا آپ

[1] صحيح البخاري رقم الحديث (٥٧٤٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٩١)

نے اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔"

اگر آپ اس عمل کو اختیار کرتے یا صحابہ کے سامنے بیان کرتے تو صحابہ اسے ضرور نقل کرتے اور ضرور اس پر عمل کرتے، کیوں کہ وہ شریعت پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے میں ساری امت سے زیادہ حریص تھے، لیکن اس طرح کا کوئی کام ان سے ثابت نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظرِ بد اور حسد سے بچنے، نفع کے حصول اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے قرآن مجید کو اپنے پاس، یا گاڑی میں یا گھر میں رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح سے پردے پر قرآنی آیات منقش کرنا یا اسے لکھ کر سونے یا چاندی کی زنجیر کے ذریعے گلے وغیرہ میں لٹکانا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی سیرت کی مخالفت ہے اور اس لیے بھی ناجائز ہے کہ مندرجہ ذیل احادیث کے عموم میں داخل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"جس نے کوئی تعویذ لٹکایا، اللہ اس کی شفا مکمل نہ کرے۔"[1]

اور ایک روایت میں ہے:

"جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔"[2]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"بلاشبہہ دم، تعویذ اور جادو شرک ہے۔"[3]

لیکن اتنا ضرور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دم کو جائز قرار دیا ہے جس میں شرک نہ ہو، البتہ کسی تعویذ کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ پس وہ اپنی ممانعت پر برقرار

---

[1] الضعيفة (١٢٦٦)

[2] مسند أحمد، (١٥٦/٤)

[3] صحيح: سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

ہیں۔ عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس صحابہ کی ایک جماعت اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے شاگردوں اور ابرہیم نخعی سمیت تابعین کی ایک جماعت ان تعویذات کی حرمت کے قائل ہیں۔

البتہ علما کی ایک جماعت نے حفاظت وغیرہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات پر مبنی قرآنی تعویذ لٹکانے کی رخصت دی ہے اور انھوں نے غیر شرکیہ دم کی طرح قرآنی تعویذ کو دیگر تعویذات سے مستثنیٰ کیا ہے، اس لیے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ پس اس میں برکت اور نفع کا اعتقاد شرک نہیں، اس لیے اس سے تعویذ بنانا، اسے عمل میں لانا، اسے اپنے پاس رکھنا اور اس کی برکت اور نفع کی امید سے اسے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس قول کی نسبت بھی ایک جماعت کی طرف کی جاتی ہے اور ان میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

لیکن ان سے مروی روایت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی، کیوں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے اور اگر وہ روایت ثابت ہو بھی جائے تو اس میں اس بات کا ثبوت نہیں ہے جو ہمارے زیرِ بحث ہے، اس میں تو یہ ہے کہ وہ اپنے بڑے بچوں کو قرآن زبانی یاد کرواتے تھے اور چھوٹوں کے لیے تختی پر لکھ کر ان کی گردنوں میں لٹکاتے تھے، جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ عمل مکتوب قراءت کو بار بار پڑھ کر زبانی یاد کرنے کے لیے ہوتا تھا، اس کا مقصد انھیں نظر و حسد یا کسی اور نقصان سے بچانا نہیں تھا، نہ ہی تعویذات کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے۔ الشیخ عبدالرحمان بن حسن نے اپنی کتاب ”فتح المجید“ میں اس موقف کو اختیار کیا ہے جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے

شاگردوں کا تھا، یعنی قرآنی تعویذات سب ممنوع ہیں اور انھوں نے کہا کہ اس موقف کے صحیح ہونے کی تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: تعویذات کی ممانعت عام ہے اور اس کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔

دوسری وجہ: سد ذریعہ ہے، کیوں کہ اس کی اجازت غیر قرآن کی طرف جانے کا راستہ کھولتی ہے۔

تیسری وجہ: اسے لٹکانے سے قرآن کی توہین ہونے کا امکان ہے۔ واللّٰہ أعلم

زم زم کا پانی کھانے والے کا کھانا اور مریض کے لیے شفا ہے:

سوال شفا کے حصول یا کسی اور غرض کے لیے کچھ مخصوص افراد کا کسی شخص کے لیے زم زم کے پانی پر دم کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب نبی کریم ﷺ سے زم زم کا پانی پینا اور اسے پینے کی ترغیب دینا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے اسی کے لیے ہے۔"[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مشکیزے کی طرف آئے اور اس سے پانی پینا چاہا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس سے نبی کریم ﷺ کے لیے پانی لاؤ، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی پلا دو، انھوں نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ لوگ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بات نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پانی پیا اور زم زم کے کنویں پر آئے، وہاں کچھ لوگ اس میں کام کر رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

---

[1] صحیح: الإرواء (۱۱۲۳)

''کام جاری رکھو، یقیناً تم نیک کام میں مشغول ہو۔'' پھر فرمایا: ''اگر تمھارے اوپر لوگوں کے غالب آنے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں بھی اتر کر رسی (اپنی گردن) پر رکھتا۔''[1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''زم زم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے اسی کے لیے ہے، اگر تم اسے شفا کے حصول کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں شفا دے گا اور اگر تم اسے بھوک مٹانے کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں سیر کر دے گا اور اگر تم اسے پیاس بجھانے کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمھاری پیاس بجھا دے گا اور وہ جبریل کی ضرب اور اسماعیل علیہ السلام کا مشروب ہے۔''[2]

ایسے ہی دار قطنی اور حاکم سے روایت ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''وہ زم زم کا پانی اپنے ساتھ لے کر جاتی تھیں اور بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے اپنے ساتھ اٹھا لیتے تھے۔''[3]

ان کے علاوہ بھی متعدد احادیث ہیں جو زم زم کی فضیلت اور اس کی خصوصیات پر دلالت کرتی ہیں۔ اگرچہ بعض احادیث میں کلام ہے، لیکن بعض علما نے انھیں صحیح بھی کہا ہے اور ان پر صحابہ کا عمل بھی رہا ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کے پانی کے بارے میں فرمایا:

---

(1) صحیح البخاري، رقم الحدیث (١٦٣٥)

(2) ضعیف المیزان (٥/٢٣٣)

(3) الصحیحة (٨٨٣)

''وہ بابرکت پانی ہے اور کھانے والے کا کھانا ہے۔''[1]

سنن ابو داود میں ان لفظوں ''اور بیمار کے لیے شفا ہے'' کا اضافہ ہے، البتہ نبی کریم ﷺ سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے کسی مرض سے شفا کی امید یا کسی اور غرض سے کسی صحابی کو زم زم کا پانی دم کر کے دیا ہو۔ باوجود یہ کہ زم زم کے پانی کی بڑی برکت ہے اور اس کا نفع عام ہے اور نبی کریم ﷺ اپنی امت کی بھلائی کے بڑے حریص تھے۔ ہجرت سے قبل آپ ﷺ کا ورود آبِ زم زم پر کثرت سے رہا اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ متعدد بار عمرے کے لیے آئے اور حج بھی کیا، لیکن آپ ﷺ سے اپنے صحابہ کی اس امر کی طرف رہنمائی کا ثبوت نہیں ملتا کہ زم زم کے پانی پر دم کریں اور اگر یہ کام مشروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ ضرور یہ کام کرتے اور اپنی امت کو ضرور بتاتے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے ہر خیر کا کام اپنی امت کو بتایا اور ہر شر کے کام سے ڈرایا، لیکن اسے دم کے ذریعے شفا پانے کے لیے استعمال کرنا دیگر پانیوں کی طرح ہے، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ اس میں برکت و شفا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲٤۷۲)

شفا کی امید سے مریض کے بدن سے قرآنی آیات لٹکانا

سوال ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو قرآنی آیات لکھتے اور مریض کو حکم دیتے ہیں کہ وہ انھیں اپنے سر یا بدن کے کسی حصے پر لٹکائے اور اسے کہتے ہیں کہ یہ شفا کا سبب ہے، علاوہ ازیں ان میں سے بعض فیس لیتے ہیں اور بعض نہیں بھی لیتے؟

جواب صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور ادعیہ ماثورہ کو لکھ کر شفا پانے کے لیے مریض کے بدن سے لٹکانا ممنوع ہے، اس کی تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: تعویذات لٹکانے سے ممانعت کی احادیث عام ہیں اور قرآنی تعویذ کو خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔

دوسری وجہ: سد ذریعہ ہے، اس لیے کہ قرآنی تعویذ لٹکانے کی اجازت غیر قرآن کو لٹکانے کی اجازت ہے۔

تیسری وجہ: قضائے حاجت، استنجا اور جماع وغیرہ کے وقت قرآنی آیات کی توہین ہوگی اور جب تعویذات لکھنا ہی ممنوع ہے تو ان پر اجرت لینا بھی ممنوع ہے۔

تعویذ لٹکانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ایسا امام جو قرآن کے تعویذ بناتا ہے اور انھیں اپنے بدن پر بھی لٹکاتا ہے

اور لوگوں کو بھی لٹکانے کے لیے دیتا ہے اور یہ کام اس کا معمول بن گیا ہے، ایسے شخص کی امامت اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب قرآنی اور غیر قرآنی تعویذ لٹکانا حرام ہے اور اس کے مرتکب کی حالت پر اس کا حکم مرتب ہوگا۔ جب اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اس کی تاثیر من دون اللہ ہے تو یہ شرکِ اکبر ہے اور کبھی یہ کام شرکِ اصغر ہوگا اور کبھی بدعت و نافرمانی، البتہ کسی بھی حالت میں اس کا ارتکاب جائز نہیں اور تعویذ لٹکانے والے شخص کو مستقل امام بنانا درست نہیں۔

قرآنی آیات کا حجاب اور تعویذ:

سوال آیاتِ قرآنیہ کے حجاب اور تعویذ کا آپ کی نظر میں کیا حکم ہے؟ یعنی کیا مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسا حجاب اٹھا لے جس میں قرآنی آیات ہوں یا نہیں؟

جواب کسی نقصان کے خوف سے یا کسی تکلیف کو دور کرنے کے لیے قرآن کی کسی آیت کو لکھنا اور لٹکانا یا پورے قرآن کو بازو وغیرہ پر لٹکانا ان مسائل سے ہے جن کے حکم میں سلف کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض نے اسے ممنوع قرار دیا ہے اور اسے ان تعویذات میں شامل کیا ہے، جنھیں لٹکانے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ آپ ﷺ کے اس فرمان:

"بلاشبہہ دم، تعویذ اور جادو شرک ہے۔"[1]

کے عموم میں داخل ہے۔ یہ موقف رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ قرآنی تعوید کو مستثنیٰ کرنے کی دلیل موجود نہیں اور اس کی اجازت غیر قرآنی تعویذ کو لٹکانے

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

کی طرف لے جانے والی ہے جن سے روکنے کے لیے قرآنی تعویذ کا ممنوع ہونا لازم ہے۔ مزید یہ کہ متعدد انسانی ضرورتوں، قضائے حاجت، استنجا اور جماع وغیرہ کے وقت قرآن کی توہین لازم آتی ہے۔ اس قول کے قائل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کے اکثر شاگردوں نے اسے پسند کیا ہے اور متاخرین نے اسے محکم قرار دیا ہے۔ بعض علما ایسے ہیں جو قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات پر مبنی تعویذ کو جائز قرار دیتے ہیں، اس قول کے قائل عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اور ابو جعفر الباقر رحمہ اللہ وغیرہ ہیں اور انھوں نے تعویذ لٹکانے سے ممانعت والی حدیث کو شرکیہ تعویذات پر محمول کیا ہے۔

پہلا قول دلیل کے اعتبار سے قوی اور عقیدے کا محافظ ہے، کیوں کہ اس میں عقیدۂ توحید کی حفاظت رہتی ہے۔ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں مذکورہ معاملہ بچوں کو قرآن مجید یاد کروانے کے لیے ہے، انھیں فائدہ پہنچانے یا نقصان سے بچانے کے نظریے سے نہیں تھا۔

قرآنی و غیر قرآنی تعویذات کو لٹکانا:

سوال کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ قرآن کریم کی آیات لکھ کر انھیں پانی میں حل کر کے پیے یا انھیں تکیے کے نیچے دروازے کے پاس یا کسی اور جگہ رکھے؟

جواب مریض کے لیے قرآنی آیات پڑھ کر پانی پر دم کرنے اور اسے پلانے میں کوئی حرج نہیں۔ سنن ابی داود کتاب الطب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے جواز کی دلیل ملتی ہے۔ رہی بات قرآن اور غیر قرآن سے تعویذ لکھنے اور لٹکانے کی تو وہ جائز نہیں۔ یاد رہے کہ لٹکائے جانے والے تعویذات کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ان تعویذات کی ہے جو قرآن مجید سے ہوں۔

دوسری قسم: ان تعویذات کی ہے جو غیر قرآن سے ہوں۔

قرآنی تعویذ کے متعلق سلف کا اختلاف دو اقوال پر مبنی ہے۔ (جس کی وضاحت بالتفصیل گزشتہ مضمون ''آیاتِ قرآنی کا حجاب اور تعویذ'' میں گزر چکی ہے) البتہ وہ تعویذات جو قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کے علاوہ سے ہوں تو وہ شرک ہیں، اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے:

''بے شک دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔''[1]

دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو:

سوال دم اور تعویذ کا کیا حکم ہے؟

جواب قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات اور مشروع اذکار و ادعیہ کے ساتھ دم کرنا جائز ہے، جب عقیدہ یہ ہو کہ یہ محض اسباب ہیں اور نفع و نقصان اور شفا کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے دم کیا بھی اور آپ ﷺ پر دم کیا بھی گیا اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

اہلِ علم کی تصریح کے مطابق ممنوع دم وہ ہیں جو مذکورہ دم کے خلاف ہوں، رہی بات تعویذ لٹکانے کی تو وہ درست نہیں، قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے۔

قرآنی آیات اور اذکار لکھ کر لٹکانا:

سوال ان لوگوں کا کیا حکم ہے جو جادو کرتے ہیں؟ یعنی قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ لکھتے اور انھیں لوگوں کو بیچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تیری حفاظت کرے گا، یا جب کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہو رہی ہو یا کوئی

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

مریض ان کے پاس آئے تو ورق پر یہ چیزیں لکھتے اور اسے لٹکانے کے لیے دیتے ہیں، یا طالب علموں کے ہاتھ ان اوراق کو بیچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تجھے ذہین وفطین بنا دیں گے وغیرہ۔

جواب قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے علاوہ کو اوراق وغیرہ پر لکھنا، تاکہ ان سے بیماروں کو شفا حاصل ہو یا بیماریوں سے حفاظت ہو، دشمنوں کی چالوں سے حفاظت ہو، نظرِ بد یا حسد کا اثر زائل ہو یا طالب علم ذہین ہو جائے اور جلد علم کا حصول ہو وغیرہ کسی کام کے لیے جائز نہیں، اس لیے کہ نبیِ کریم ﷺ نے اسے شرک سے تعبیر کیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''[1]

اس لیے تعویذات کی خرید وفروخت اور ان کو لٹکانا حرام ہے اور ان کے عوض وصول کی جانے والی رقم حرام ہے۔ ذمے داروں پر ان کی روک تھام لازم ہے اور ان کے مرتکبین کو ادب سکھانا ان پر ضروری ہے، اسی طرح حکام پر یہ لازم ہے کہ وہ اس بات کو واضح کریں کہ تعویذ ان امور میں شامل ہے جنھیں نبی کریم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، تاکہ وہ درست عمل کی طرف آئیں اور محرمات سے دور رہیں۔

رہی بات قرآن مجید کی آیات اور مشروع اذکار وادعیہ کو لکھنے کی تو اس میں علما کا اختلاف ہے۔ علمائے سلف میں سے بعض نے اسے حرام قرار دیا ہے اور بعض نے اس کی رخصت دی ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ بھی جائز نہیں، کیوں کہ تعویذ لٹکانے سے ممانعت والی احادیث عام ہیں اور غیر قرآنی تعویذات کے لیے سدِ ذریعہ اور قرآن مجید اور اسمائے تعالیٰ کو توہین سے بچانے کا بہترین طریقہ ہے۔

---

[1] مسند أحمد (٤/١٥٦)

مریض پر شفایابی کے لیے پردہ لٹکانا:

سوال کیا مریض پر ایسے پردے کو لٹکانا جائز ہے، جس پر کچھ قرآنی آیات اور نبوی دعاؤں کے ساتھ ساتھ صحابہ و صالحین، اولیا اللہ کا وسیلہ اور عربی کے علاوہ کچھ غیر مفہوم کلام ہو اور کچھ نجومیوں کے نقشے ہوں، یا دفعِ ضرر اور جلبِ منفعت کے لیے نبی کریم ﷺ کے اسما کو لٹکانا جائز ہے؟ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ہماری والدہ ایسے کام کرنے والے لوگوں کے پاس جاتی ہیں اور وہ بتاتے ہیں کہ تم پر اور تمھارے اہلِ خانہ پر جادو کیا ہوا ہے، لیکن ہم اس مسئلے میں نہ انھیں حکم مانتے ہیں اور نہ ان کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن ہماری ماں کبھی کبھار ہمارے کھانے پینے کی چیزوں میں ان سے لائی ہوئی ادویات رکھ دیتی ہے اور کبھی ان لوگوں کے پاس ایسے پردے، جن پر ہمارے ناموں سمیت کئی چیزیں درج ہوتی ہیں، لا کر ہمارے کپڑوں یا بستروں میں رکھ دیتی ہیں اور ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا، ہم نے ان چیزوں کا متعدد بار انکار کیا اور ماں کو سمجھایا بھی لیکن وہ اس امر سے باز نہیں آتی؟

جواب پہلی بات یہ ہے کہ نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے کسی شخص پر پردہ لٹکانا، اسے کپڑوں، بستروں یا گھروں میں رکھنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ تعویذ کے ہم مثل ہیں، جسے عمل میں لانا شرک ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”بلاشبہہ دم، تعویذ اور جادو شرک ہیں۔“[1]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

''جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔''[1]

دوسری بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، جس نے تمھیں اپنی والدہ کو نصیحت کرنے اور اس کے شرکیہ اعمال، پردہ لانا، اسے بستروں اور کپڑوں میں رکھنا، جادوگروں اور کاہنوں کے پاس جانے پر انکار کی توفیق دی، اب بھی آپ پر لازم ہے کہ با ادب رہ کر اپنی والدہ کو مسلسل وعظ ونصیحت کرتے رہیں اور انھیں ان برے اعمال سے بچنے کی تلقین کرتے رہیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ انھیں ان برائیوں سے توبہ کی توفیق عطا کر دے۔ تم لوگوں پر ان کی کی ہوئی برائی کا کوئی گناہ نہیں جب تم نے اپنا فریضہ (تبلیغِ حق اور برائی کا انکار) ادا کیا اور ان کے جس برے عمل پر تمھیں اطلاع نہ ہوسکی، اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں۔

حفاظت وشفا کی امید سے قرآنی آیات لٹکانا:

سوال میرے استاد جنھوں نے مجھے قرآن مجید کی تعلیم دی اور میرے نانا جان، جو وفات پا چکے ہیں، دونوں قرآن کریم کی آیات لکھتے اور مہر لگا کر لوگوں کو دیتے تھے، انھوں نے مجھے بھی قرآن مجید پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کام کا حکم دے رکھا تھا، حتی کہ مجھے میرے رب نے توحید کی نعمت سے نوازا۔ پھر میرے لیے ظاہر ہوا کہ ان دونوں کا عمل غیر صحیح تھا۔ اب میرا ان کے حق میں دعا واستغفار کرنا کیسا ہے؟ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

جواب تعویذ بنا کر لٹکانے کے لیے قرآنی آیات لکھنا جائز نہیں، اسی طرح صحیح قول کے مطابق حفاظت کی امید، شفا کے حصول یا مصیبت دور کرنے کے لیے انھیں لٹکانا بھی جائز نہیں، لیکن اس کے باوجود آپ کا اپنے استاد اور نانا

[1] مسند أحمد (٤/١٥٦)

کے لیے دعاے مغفرت کرنا جائز ہے، کیوں کہ ایسا کرنا شرک نہیں، اگرچہ ناجائز ہے۔ ہاں جب آپ کو اس کے سوا کسی موجبِ کفر کام، مثلاً: مُردوں کو پکارنا یا جنات سے مدد مانگنا وغیرہ کا علم ہے، جو شرکِ اکبر کی قبیل سے ہیں تو ان کے لیے دعا اور استغفار جائز نہیں۔

تعویذات لکھنے کی اُجرت لینا:

سوال ایک شخص نے دوسرے کو اجرت پر کچھ تعویذ لکھ کر دیے، دوسرے کو علم ہو گیا کہ تعویذ لٹکانا اسلام میں جائز نہیں، تو کیا اب وہ کاتب کو اس کی اُجرت دے یا نہ دے؟

جواب صحیح بات یہ ہے کہ قرآنی اور غیر قرآنی تمام تعویذات لٹکانا حرام ہے، جب تعویذ لٹکانا حرام ہے تو ان کی کتابت کی اجرت لینا یا دینا بھی حرام ہے۔

جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ اس کو فائدہ نہ دے:

سوال ایک انسان مریض ہے، وہ ایک فقیہ کے پاس جاتا ہے تو فقیہ اسے ایک ورق پر صرف قرآن کا کچھ حصہ لکھ کر دیتا ہے، پھر اسے کہتا ہے کہ جب تو گھر لوٹے گا تو ان لکھے ہوئے کلمات میں سے ہر کلمہ پر ایک ایک کیل لگائے گا، مثلاً: ﴿الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾

''الف'' اس پر چند کلمات پڑھ کر کیل لگائے گا، پھر ''ل'' پر، اسی طرح پھر ''م'' پر، اسی طرح ...... آخر تک، پھر وہ اس ورق کو دس یا پندرہ دن تک چھپا کر رکھے گا۔ کیا اس عمل کو شرک کہیں گے؟ کیا یہ تعویذات ہیں؟ کیا یہ جائز ہے؟

جواب یہ عمل جائز نہیں، اس لیے کہ یہ ان تعویذات میں شامل ہیں جن سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس کی شفا کو مکمل نہ کرے اور جس نے گھونگا لٹکایا، اللہ اس کے مرض کو دفع نہ کرے۔“[1]

اور ایک روایت میں ہے:

”جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا۔“[2]

تمام تعویذات شرک ہیں:

سوال کیا چھوٹے بچے یا بچی کے پیٹ پر کپڑے یا چمڑے کا کوئی ٹکڑا رکھنا جائز ہے، جب کہ وہ دودھ پینے کی عمر میں ہوں، اسی طرح بڑے آدمی کے لیے اس کا استعمال کیسا ہے؟

جواب اگر تو چمڑے یا کپڑے کے اس ٹکڑے کو رکھنے کا وہی مقصد ہو جو تعویذات کا ہوتا ہے، یعنی جلبِ نفع یا دفعِ ضرر تو یہ حرام ہے اور کبھی شرک بھی بن جاتا ہے اور اگر اس کا مقصد صحیح ہو، جیسے: بچے کی ناف کو اوپر اٹھنے سے روکنا یا کمر کو باندھ کر رکھنا وغیرہ تو پھر کوئی حرج نہیں۔

تعویذ لکھنے والے کی اقتدا میں نماز:

سوال کیا تعویذ لکھنے والے امام مسجد کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ جب کہ معلوم رہے کہ مذکورہ امام جادو کے لیے تعویذ نہیں لکھتا، بلکہ اس کے تعویذ لکھنے کی اغراض چھوٹی چھوٹی ہیں، مثلاً: سر درد کا تعویذ، بچے کے ماں کا دودھ نہ پینے کا تعویذ، وغیرہ وغیرہ۔ آپ سے التماس ہے کہ اس مسئلے کی وضاحت کر دیں، اس لیے کہ بعض علما اسے مشرک قرار دیتے ہوئے اس کے پیچھے

---

1. الضعيفة (١٢٦٦)
2. مسند أحمد (١٥٦/٤)

نماز کو ناجائز قرار دیتے ہیں؟

جواب ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے جو قرآن مجید اور مشروع ادعیہ واذکار پر مبنی تعویذ لکھتا ہے، البتہ اس کا یہ کام جائز نہیں اور اگر اس کے لکھے ہوئے تعویذ شرکیہ امور پر مشتمل ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اسے بتانا لازم ہے کہ یہ شرکیہ کام ہے، جب کہ یہاں روکنے والا خود اس عمل میں مصروف ہے۔

تعویذ لٹکائے ہوئے نماز:

سوال کیا تعویذ پہنے ہوئے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعویذ جب غیر قرآن سے ہو تو اسے لٹکانا جائز نہیں، جب کہ قرآنی تعویذ میں ان کا اختلاف ہے، بعض نے اسے پہننے کی اجازت دی ہے اور بعض نے اس سے منع کیا ہے۔ ممانعت والا قول راجح ہے، اس لیے دورانِ نماز یا اس کے علاوہ کوئی بھی تعویذ پہننا جائز نہیں۔

آیاتِ قرآنیہ اور شرکیات سے مرکب تعویذات:

سوال میں نے ایک نسخہ دیکھا ہے جس کا اکثر حصہ خرافات و شرکیات پر مشتمل ہے اور کچھ حصے پر قرآنی آیات مکتوب ہیں، لوگ اسے بے سوچے سمجھے لگاتار خرید رہے ہیں اور اس میں موجود باطل اعتقادات رواج پا رہے ہیں، میرے سوال بھیجنے کا مقصد ان اباطیل کا رد اور صحیح موقف کی ترویج و اشاعت ہے، وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب یہ نسخہ ہماری نظر سے بھی گزرا ہے جس کے تین صفحات پر مولف نے اس نسخے کے فوائد ذکر کیے ہیں اور اس کا نام ”حجاب الحصن الحصین“

رکھا ہے اور اس میں قرآن مجید کی متعدد آیات اور سورتوں کے ساتھ ساتھ پانچ صفحات پر بعض عارفین کا کلام درج ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی برکت کا وسیلہ اور اس حجاب کے فوائد مذکور ہیں اور ذکر کردہ سات آیات کو اس نے ''سبعہ منجیات'' کا نام دیا ہے، ان امور کے پیشِ نظر یہ نسخہ متعدد وجوہ سے بدعت و برائی قرار پائے گا:

1. اس کا نبی کریم ﷺ کی برکت کے وسیلے پر مبنی ہونا ہے، یعنی جو اسے اپنے پاس رکھے گا وہ فائدہ پائے گا اور نقصان سے محفوظ رہے گا، یہ شرک کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔
2. دوسری وجہ اس کے ممنوع ہونے کی یہ ہے کہ اس کے مولف اور بعض عارفین کا اس میں مذکور منافع کو قطعی طور پر سود مند قرار دینا تخمین کی ایک قسم، لاعلمی اور خلافِ شرع بات ہے، کیوں کہ اسے بہترین محافظ قرار دینا شرک کی ایک نوع ہے، اس لیے کہ محافظ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا وہ جسے وہ محافظ بنا دے اور اس لیے بھی کہ کتاب و سنت کی کسی دلیل سے اس نسخے کا حصن حصین ہونا ثابت نہیں۔
3. اس نسخے کو حجاب بنانا تعویذات بنانے کی ایک نوع ہے، جو توکل علی اللہ کے منافی شرک ہے اور جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ نسخہ صرف قرآنی آیات پر مشتمل نہیں، بلکہ قرآن اور غیر قرآن سے مرکب ہے، اس لیے اسے حجاب بنانا غیر مشروع، بلکہ ممنوع ہے۔

جان کی حفاظت .... تعویذ کے ذریعے:

سوال جان کی حفاظت اور گرم بازاری کے حصول کے لیے تعویذ باندھنے کی

شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسی طرح بیٹی کو سونے کی زنجیری دینا، تاکہ اس کی شادی ہو جائے، کیسا ہے؟

جواب نفس کی حفاظت، سامان کی ترویج اور گرم بازاری کی غرض سے تعویذ لٹکانا جائز نہیں۔ بیٹی کی شادی کے سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے سونے وغیرہ کی زنجیری پیش کرنا تو جائز ہے، لیکن اس کے نفع ونقصان کا اعتقاد درست نہیں۔

کلمہ گو اور نمازی شخص کا ذبیحہ جب کہ وہ قرآنی تعویذات بھی لٹکاتا ہو:

سوال ایسا شخص جو لا إله إلا الله کی گواہی دے، نماز روزہ کا پابند ہو، زکات و حج بھی ادا کرتا ہو، لیکن قرآن وغیرہ کے تعویذ بھی لٹکاتا ہو، ایسے شخص کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر تعویذ قرآن اور اللہ کے اسما و صفات پر مبنی ہو تو اسے لٹکانے والے کا ذبیحہ حلال ہے اور اگر غیر قرآن سے ہے تو مسند احمد اور ابو داود میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہہ دم، تعویذات اور جادو شرک ہے۔''[1]

جب معلوم ہوگیا کہ یہ کام شرک ہے تو اس کے مرتکب کا ذبیحہ جائز نہیں، کیوں کہ وہ تعویذات کے نفع بخش اور ضرر رساں ہونے کا معتقد بننے کی وجہ سے مشرک ہے، اگر وہ ان کے اسباب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ شرکِ اصغر ہے، اس نظریے سے بھی اس کے ذبیحے کو چھوڑنا زیادہ بہتر ہے۔

تعویذات کا حکم:

فضیلۃ الشیخ الفوزان حفظہ اللہ سے سوال ہوا:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٨٨٣)

سوال ہمارے ہاں سوڈان میں بعض لوگ ہیں جو مشائخ کے نام سے معروف ہیں، وہ لوگوں کے لیے محافظ (تعویذات) لکھتے ہیں۔ جب کوئی شخص بیمار ہو یا کسی پر جادو ہو تو وہ ان سے رابطہ کرتا ہے، ان لوگوں سے رابطہ رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور ان کے اس عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب جادو یا کسی اور مرض میں مبتلا شخص کو دم کرنا اگر قرآن اور مباح ادعیہ سے ہو تو جائز ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے بعض صحابہ کو دم کیا، آپ ﷺ کا ایک دم یہ ہوتا تھا:

((ربنا الذي في السماء، تقدس اسمه، أمرك في السماء والأرض، كما رحمتك في السماء فاجعل رحمتك في الأرض، أنزل رحمة من رحمتك، واشف من شفاء ك علىٰ هذا الوجع))

اسی طرح مشروع ادعیہ میں سے ایک یہ ہے:

((بسم الله أرقيك، من كل داء يؤذيك، من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك، بسم الله أرقيك))[1]

اسی طرح سے شرعی دم کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان درد والی جگہ پر ہاتھ رکھے اور کہے:

((أعوذ بالله و عزته من شر ما أجد و أحاذر))[2]

ان کے علاوہ بھی متعدد اذکار و ادعیہ رسول اللہ ﷺ سے مروی روایات میں مذکور ہیں۔

رہی بات آیات و اذکار کو لکھنے اور انھیں لٹکانے کی تو اس میں اہلِ علم کا

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٨٦)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٠٢)

اختلاف ہے، بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے منع کیا ہے، اس کا ممنوع ہونا صحیح ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ چیز مریض پر پڑھ کر دم کرنا مشروع ہے، آیات و ادعیہ کو مریض کی گردن میں لٹکانا، اس کے ہاتھ سے باندھنا یا تکیے کے نیچے رکھنا ایسے امور ہیں جو کتاب و سنت میں ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے ممنوع ہیں، کسی انسان کا ان امور میں سے کسی امر کو شرعی اجازت کے بغیر کسی امر کا سبب بنانا شرک کی قسم میں شمار ہوتا ہے، اس لیے کہ اس نے ایسی چیز کو سبب بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے سبب نہیں بنایا۔ یہ تمام باتیں مشائخ کی حالت سے قطع نظر کرتے ہوئے ذکر کی گئیں۔ پس ہم نہیں جانتے کہ مشائخ مذکورہ مکروہ اشیا کے مرتکب ہیں یا حرام اشیا کے، اگر وہ ان کے مرتکب ہیں تو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، اسی لیے تو اہلِ علم کا قول ہے کہ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ شرک سے خالی ہو اور اس کا مفہوم واضح ہو۔

شرکیہ ادعیہ و حجاب:

فضیلۃ الشیخ الفوزان حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال جب ہم میں سے کوئی بیمار ہو تو ہم امام مسجد کے پاس جاتے اور ان سے حجاب کا مطالبہ کرتے ہیں، کیا ہمارا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

جواب کسی کے مریض ہونے کی صورت میں آپ لوگوں کا امام کے پاس جانا اور اس سے حجاب کا مطالبہ کرنا جائز نہیں اور اگر تم امام کے پاس جاؤ اور اس سے قرآنی دم کرنے کا مطالبہ کرو اور وہ مریض پر کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر دم کرے تو یہ بہترین چیز ہے، کیوں کہ قرآن مجید سے دم کرنا رسول اللہ ﷺ

سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔

لیکن اگر وہ مریض پر لٹکانے کے لیے کسی پردے پر لکھے تو یہ جائز نہیں، اس لیے کہ اگر تو اس پر لکھے جانے والے کلمات غیر قرآن، یعنی شرکیہ ادعیہ ہوں یا اس میں شیاطین و جنات کے نام ہوں یا اس پر ایسے کلمات ہوں جن کا مفہوم غیر معروف ہو تو ایسے حجاب کا شمار ایسے شرکیہ تعویذات میں ہو گا جو اہلِ علم کے نزدیک بالاجماع جائز نہیں اور اگر اس حجاب پر قرآن مجید لکھا جائے تو پھر بھی درست نہیں، کیوں کہ یہ شرک کا ایک وسیلہ ہے اور اس لیے بھی کہ اس کے جواز کی دلیل نہیں ملتی، البتہ ثابت شدہ چیز مریض پر پڑھ کر دم کرنا مشروع ہے۔ و اللّٰہ أعلم

دم پڑھنے کے بعد مریض پر تھوک پھینکنا:

سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ سے سوال کیا گیا:

سوال دم کرنے والا قرآن مجید کی آیات اور دیگر ادعیہ و اذکار پڑھ کر پانی میں تھوک ڈالے، تاکہ مریض اسے پیے اور باذن اللہ شفایاب ہو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب اس میں کوئی حرج نہیں، یہ جائز ہے، بلکہ علما نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح کی ہے اور اس کے مستحب ہونے پر نبوی نصوص اور ائمہ محققین کا کلام دلالت کرتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں "باب النفث في الماء" قائم کیا، جس کے تحت یہ حدیث ذکر کی۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو بیدار ہو کر تین بار تھوکے اور اس کے شر سے پناہ مانگے، یقیناً وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔"[1]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۲۹۲) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۶۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، اور معوذتین پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں تھتکارتے، پھر انھیں اپنے چہرے اور حتی الامکان اپنے بدن پر پھیرتے تھے۔''[1]

اسی طرح سے ابو سعید رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے جس میں سورت فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کا ذکر ہے اور مسلم کی روایت میں اس کے یہ الفاظ بھی ہیں:

''وہ صحابی ام القرآن پڑھ رہا تھا اور اپنے تھوک کو جمع کرتا اور اس مریض پر تھتکار رہا تھا، پھر وہ مریض شفایاب ہو گیا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو ذکر کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کے دوران میں دم ان الفاظ کا تذکرہ ہے:

((بسم اللّٰه، تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفى سقيمنا بإذن ربنا))[2]

امام نووی نے فرمایا:

''اس تھوک پھینکنے کے مستحب ہونے کا ثبوت ملتا ہے، اس کے جواز پر اجماع قائم ہے، جمہور صحابہ اور تابعین نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔''

بیضاوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''مجھے کئی طبی مباحث کا مشاہدہ کرنے سے علم ہوا کہ تھوک کا بھی مزاج کی تعدیل اور پختگی میں کچھ نہ کچھ دخل ہے اور وطن کی مٹی بھی مزاج کی حفاظت اور نقصان دور کرنے میں موثر ہوتی ہے، مزید یہ کہ دم اور منتر بھی ایسے عجیب وغریب آثار رکھتے ہیں جن کی حقیقت

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠١٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٤٥)

کے ادراک سے عقول کوتاہ رہ جاتی ہیں۔"

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" میں تھتکارنے کی حکمت اور اس کے اسرار کے متعلق طویل کلام کیا ہے، جس کے آخر میں انھوں نے فرمایا:

"گذشتہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ دم کرنے والے کا ان ناپاک نفوس سے مقابلہ رہتا ہے اور وہ ان کے اثرِ بد کو زائل کرنے کے لیے دم اور تھتکارنے سے معاونت لیتے ہیں اور تھوک پھینکنے سے معانت ایسے ہی ہے جیسے وہ موذی نفوس اپنے ڈنگ سے معاونت لیتے ہیں۔ تھتکارنے میں ایک راز یہ بھی ہے کہ یہ ان چیزوں میں شامل ہے جن سے پاکیزہ ارواح بھی معاونت لیتی ہیں اور ناپاک ارواح بھی معاونت لیتی ہیں، اسی لیے تو اہلِ ایمان کی طرح جادوگر بھی اسے عمل میں لاتے ہیں۔"

امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت ہے جس میں ان سے ایسے آدمی کے متعلق سوال ہوا جو کسی برتن میں قرآنی آیات لکھتا ہے، پھر اسے مریض کو پلاتا ہے تو انھوں نے کہا: "اس میں کوئی حرج نہیں۔" صالح رحمہ اللہ نے فرمایا: "جب میں بیمار ہوتا ہوں تو میرے ابو جان پانی پر دم کرتے اور مجھے کہتے ہیں: اسے پیو اور اس سے اپنے ہاتھ اور منہ دھولو۔" ہمارے مذکورہ جواب میں ان شاء اللہ اس اشکال کا کافی جواب موجود ہے جو آپ کو درپیش ہے۔

وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ و صحبہ وسلم.

شرعی دم کرنے کے آداب وصفات:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبیرین حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال وہ کون سے آداب اور صفات ہیں جن کا لحاظ رکھنا دم کرنے والے کے

لیے ضروری ہے؟

جواب مریض پر دم کرنا چند شرائط کے ساتھ مفید ہوتا ہے:

① دم کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہلِ خیر و صلاح سے ہو، توحید پرست ہو، نماز روزہ اور دیگر عبادات کا پابند ہو، اذکار و ادعیہ سے زبان تر رکھنے والا اور کثرت سے نیکیاں کرنے والا ہو۔ معاصی، بدعات و منکرات، کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو۔ حلال روزی کھانے والا ہو، حرام اور شبہے والی اشیا سے بچنے والا ہو، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تو اپنی روزی کو حلال رکھ تیری دعا قبول ہو گی۔''[1]

''آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ کیفیت بنائے ہو آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالاں کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام ہے تو کیسے اس کی دعا قبول کی جائے؟!''[2]

پس روزی کا پاک ہونا دعا کے قبول ہونے کا سبب ہے۔ مریضوں پر اجرت مقرر نہ کرنا یا ضرورت سے زائد لینے سے بچنا اسی کی قبیل سے ہے اور ایسا کرنا دم سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے زیادہ قریب ہے۔

② قرآنی آیات میں موجود دموں کی پہچان ہونا لازمی ہے، جیسے سورت فاتحہ، معوذتین، سورت اخلاص، سورت بقرہ کی آخری آیات، سورت آل عمران کی ابتدائی آیات، سورۃ الغاشیہ اور سورت حشر کی آخری آیات، علاوہ ازیں قرآنی دعائیں۔ انھیں پڑھنے کے بعد تھتکارنا اور آیات کو تکرار سے پڑھنے کا

---

[1] الطبراني في الأوسط (٦٤٩٥)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠١٥)

عمل، ان تمام امور کی پہچان دم کرنے والے کے لیے ضروری ہے۔

3 مریض کا اہلِ ایمان، تقویٰ اور پرہیز گاری، اصلاح و خیر کا حامل ہونا لازمی ہے۔ مریض دین پر استقامت دکھانے والا اور محرمات و معاصی اور ظلم سے دور رہنے والا ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ [بني اسرائيل: ٨٢]

''اور ہم قرآن میں سے جو نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، اور وہ ظالموں کو خسارے ہی میں زیادہ کرتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى﴾ [حم السجدة: ٤٤]

''کہہ دیجیے: وہ ان کے لیے، جو ایمان لائے، ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ ان کے حق میں اندھا پن ہے۔''

دم کا اثر عام طور پر ایسے شخص پر نہیں ہوتا جو معاصی کا مرتکب اور اطاعت کا تارک ہو، غرور و تکبر میں مبتلا ہو، ڈاڑھی مونڈنے والا اور نماز سے پیچھے رہنے والا ہو اور عبادت کے معاملے میں سستی و غفلت کا شکار ہو۔

4 دم کرنے والے کو پختہ یقین ہو کہ واقعی قرآن شفا و رحمت اور نافع علاج ہے، اگر اسے تردد ہو تو مفید نہیں ہوگا، مثلاً: یوں کہے: ''میں تجربے کے طور پر دم کرتا ہوں اگر فائدہ ہو گیا تو ٹھیک ورنہ نقصان تو نہیں ہوگا۔'' بلکہ اسے پختہ یقین ہو کہ یہ دم

نافع اور برحق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن اس کی خبر دی ہے۔
پس جب یہ شرائط پوری ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کامل نفع ہوگا۔

واللہ أعلم

دم کا حکم اور مریض کے گلے میں آیات لٹکانا:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال دم اور آیات کو لکھنے اور مریض کے گلے میں لٹکانے کا کیا حکم ہے؟

تو انھوں نے جواب دیا:

جواب جادو یا کسی اور مرض میں مبتلا شخص کو قرآن کریم اور مباح ادعیہ کے ذریعے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ سے اپنے بعض صحابہ کو دم کرنے کا ثبوت ملتا ہے، آپ ﷺ کا ایک دم یہ ہوتا تھا:

((ربنا الذي في السماء، تقدس اسمه أمرك في السماء والأرض، كما رحمتك في السماء فاجعل رحمتك في الأرض، أنزل رحمة من رحمتك وشفاء من شفاء ك علىٰ هذا لوجع))[1]

پھر مریض شفایاب ہو جاتا۔ اسی طرح مشروع ادعیہ میں سے ایک یہ ہے:

((بسم الله أرقيك من كل داء يوذيك من شر كل نفس أو عين حاسد، الله يشفيك، بسم الله أرقيك))[2]

اسی طرح شرعی دم کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مریض اپنی درد والی جگہ پر ہاتھ رکھے اور کہے:

---

[1] ضعيف: سنن أبي داود، رقم الحديث (۳۸۹۱)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۸۶)

((أعوذ باللّٰه و عزته من شر ما أجد و أحاذر))[1]

ان کے علاوہ بھی متعدد ادعیہ و اذکار نبی کریم ﷺ سے مروی روایات میں موجود ہیں۔

رہی بات ادعیہ و اذکار کو لکھنے اور اسے لٹکانے کی تو اس میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ البتہ اس کا ممنوع ہونا ہی صحیح ہے کیوں کہ نبی مکرم ﷺ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ آیات و ادعیہ کو مریض کی گردن میں لٹکانا، ہاتھ سے باندھنا، تکیے کے نیچے رکھنا، عدمِ ثبوت کی وجہ سے ممنوع امور میں شامل ہے، اس حوالے سے نبوی طریقہ صرف یہی ہے کہ جب کوئی انسان ایسے امر کو سبب بنائے جسے سبب بنانے کی شرعی اجازت نہ ہو تو اس کا یہ عمل شرک کی ایک قسم شمار ہوگا۔

عورت کا علاج کرنے والے کی صفات:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جبرین حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال ایک عورت کسی مرض میں مبتلا ہے، جس مرض کا اسے بھی علم نہیں ہو رہا کہ وہ کیا ہے، طب اس کے علاج سے قاصر ہے، پھر وہ ایک بزرگ کے پاس دم کروانے جاتی ہے، جب بزرگ اسے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ گھر کی خادمہ نے اس کے لیے فرش میں ایک سوئی رکھی ہوئی ہے، پھر بزرگ اسے کمرے میں داخل کرنے اور دھونی دینے کا مطالبہ کرتے ہیں، جس کے بعد وہ عورت شفایاب ہو جاتی ہے۔

کیا اس کی سوئی رکھنے والی بات صحیح ہے؟ اسے اس کا علم کیسے ہوا؟ کیا یہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۰۲)

دوسرے عالم سے متصل ہے اور کیا وہ عورت اسے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت دے سکتی ہے؟

جواب اس کا تعلق علم غیب سے ہے جو محض اللہ تعالیٰ جانتا ہے، لیکن بزرگ کے حالات پر نظر دوڑائیں گے، اگر اس کے حالات درست ہوئے، یعنی وہ عبادات کا پابند ہوا، کتاب اللہ کا حامل ہوا، اس پر عمل کرنے والا ہوا، صحیح علم کا عالم ہوا اور سلفی عقیدے والا ہوا تو اس کا یہ عمل خرقِ عادت یا مکاشفہ میں شمار ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے کچھ علامات دیکھ کر یہ بات کی ہے، اس صورت میں بزرگ کا مطالبہ پورا کرنے میں کوئی مانع نہیں۔

لیکن جب اس کی عبادت قلیل ہو، دین داری اور عقیدہ میں تہمت زدہ ہو، بدعتی ہو، معاصی کا مرتکب ہو یا دین سے منحرف ہونے والا ہو تو اس کا مطالبہ پورا کرنا جائز نہیں۔

البتہ علاج کے طریقوں اور دھونی وغیرہ دینے میں کوئی حرج نہیں، دھونی دینے میں عموماً تاثیر موجود ہوتی ہے، لیکن اس کا جنات کے اور سرکش شیاطین کے اثرات اور دیگر امراض کے ازالے کے لیے موثر ہونا اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں۔

حفاظت اور منتر:

سوال کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ جنات یا ملائکہ یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ یا ماہر روحانیت کے مقرر کردہ منتر اس غرض سے لکھے کہ شیطان جنات یا جادو کے شر سے محفوظ رہے؟

جواب جلبِ منفعت، دفعِ ضرر یا جنات کے شر سے محفوظ رہنے وغیرہ کے لیے

جنات یا فرشتوں سے مدد مانگنا یا ان کے وسیلے سے مدد مانگنا شرکِ اکبر ہے اور ملتِ اسلام سے خارج کرنے کا ذریعہ ہے، برابر ہے کہ وہ ان کو پکارنے کے طریقے پر ہو یا ان کے نام لکھنے اور انھیں تعویذ بنا کر لٹکانے یا پانی میں ڈال کر پینے کی صورت میں ہو۔ جب عقیدہ یہ ہو کہ تعویذ یا اس کا پانی نفع ونقصان کا مالک ہے۔

رہی بات اللہ تعالیٰ کے اسما کو لکھنے اور انھیں لٹکانے کی تو بعض نے اس کی اجازت دی ہے اور بعض نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، اس لیے کہ تعویذ لٹکانے سے منع والی احادیث عام ہیں اور اس لیے بھی کہ اس سے شرکیہ تعویذات کا دروازہ بھی بند رہے گا اور اس لیے بھی کہ قرآنی تعویذ لٹکانے سے اس کی توہین کا امکان رہتا ہے۔

زہر زائل کرنے کا پیالہ:

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

سوال بعض لوگوں کے پاس تانبے کا ایک پیالہ ہے جسے وہ "طاسة السم" یعنی زہر زائل کرنے کا پیالہ کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص بیمار ہو تو پیالے والے کے پاس جاتا ہے اور اس پیالے کو پانی سے بھر کر اس نیت سے پیتا ہے کہ ایسا کرنے سے اسے شفا ملے گی اور بالخصوص جب معدے کا مرض ہو تو یہ عمل کیا جاتا ہے اور مذکورہ پیالے میں بچھو، گھوڑے اور بلے وغیرہ کی اشکال کا ملاحظہ بھی کیا جاتا ہے جو اس پر منقش ہوتے ہیں، اسی طرح متعدد الفاظ مثلاً "الشهيد" وغیرہ کے نقوش بھی دکھائی دیتے ہیں، اس معاملے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب یہ پیالہ جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا ہے، برائی کا پیالہ ہے اور اس

میں موجود تصویریں بھی برائی کی عکاس ہیں اور ہمارے علم میں سونے، چاندی، تانبے یا لوہے کا کوئی ایسا پیالہ نہیں جس میں معدے کے امراض وغیرہ سے شفا کا حصول ہو۔ مذکورہ پیالے کا حامل یا تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یا اس کا فاسق و کافر جنات سے رابطہ ہے جن سے وہ اپنی اس شعبدہ بازی میں معاونت لیتا ہے اور پیالے کو علاج کا بہانا بنا کر لوگوں سے ناحق مال وصول کرتا ہے۔

اس لیے لازم ہے کہ حکمرانوں کے واسطے سے اس طرح کے پیالوں کا راستہ روکا جائے اور ان کے عاملوں کو ایسی سزا ملے کہ وہ دوبارہ یہ عمل کرنے کی جرأت نہ کریں۔ یہ بات شہروں کے حاکموں اور اثر و رسوخ والے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ان باطل پرستوں کا راستہ روکیں اور عام لوگوں میں سے بھی کسی کو ایسے شعبدہ بازوں کے بارے میں علم ہو تو وہ تاخیر کیے بغیر حکام بالا تک اسے پہنچائیں، تاکہ شر اور اس کے اسباب کی روک تھام ممکن ہو اور اس سے چشم پوشی کی قطعاً گنجایش نہیں، ورنہ معمولی شعلہ بھی سارے معاشرے کو راکھ بنانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

خواب.... اسلام کے میزان میں

اے لوگو! بنی آدم کو ماضی اور مستقبل کے غیبی امور کے متعلق کافی شوق اور بے حد چاہت ہوتی ہے اور اس واضح بات کا انکار واقعات وحوادث سے بے خبری اور ان سے دوری کا نتیجہ ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ اس امر کو عروج و تنزل کے اعتبار سے لینا مشکاتِ نبوت اور شریعتِ حقہ کے قرب و بعد کے مرہونِ منت ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ [الجن: ٢٦،٢٧]

''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے۔''

پس یہ تعجب کی بات نہیں کہ موجودہ دور میں ہم غیبی امور کے متعلق خلط ملط دعوؤں کی شنید کرتے ہیں اور ان کے انکشاف کی کمزور انسانی کاوشیں زندگی کی حصے دار بنتی ہیں۔ کچھ تو خرافت پر یقین رکھتے اور کہانت پر راضی ہیں اور کچھ سجع وتخمین کا جال بچھائے ہر وقت غیب کی خبریں پھینکتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی آیات ان پر صبح وشام تلاوت کی جاتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

[النمل: ٦٥]

”کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔“

انھیں نبی کریم ﷺ کے فرامین بھی سنائے گئے، جن میں ایک یہ ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ [لقمٰن: ٣٤]

”بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (ماؤں کے) پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ خوب جاننے والا، خوب باخبر ہے۔“

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ غیبی امور کے متعلق بات کرنا اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر محال ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ اگر اساطیر و اوہام کا محور اور آسمانی خبر سن لینے والے چور جن کی بات نہ ہو تو محض کہانتیں ہیں۔ اسلام درحقیقت ایسا دین ہے جو فکر سے خرافت، دل سے کینہ اور چال چلن سے بغاوت کو زائل کرتا ہے، پس ایمان بالغیب نہ اوہام پر یقین کرنے کا نام ہے اور نہ باہمی طے کردہ امور کی اجازت کا نام ہے۔

پھر اس ظاہر و واضح بات سے کنارہ کشی کرنے والے ایک اور اعتبار سے بھی اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور وہ معتبر چیز خواب ہے، جس پر انھیں ان کا شغف اور لاحق حالات کی معرفت بھی اکساتی ہے اور ان کا گمان بھی ہوتا ہے کہ ان حالات کا مستقبل کے ساتھ مضبوط ربط ہے اور خواب کے ذریعے وہ اپنے

بعض خیالات کی ترجمانی بھی پا لیتے ہیں۔ کبھی کوئی شخص اپنے بھائی کو فرح و مسرت میں اور کبھی رنج و الم میں مبتلا دیکھتا ہے اور اسے دکھائی دینے والی خوشی یا غمی میں تردد ہونے لگتا ہے، جب اسے علم ہو جائے کہ یہ معاملہ تو خواب کا تھا اور یہ معاملہ (خواب کا) صرف عام لوگوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اس میں ان کے ساتھ بڑے بھی شریک ہیں۔ کتنے ہی خوابوں نے بڑوں کے لیے بے چینی پیدا کر دی اور کتنے خواب آیندہ کی بشارتیں لے کر آئے اور کتنے خوابوں نے اپنے دیکھنے والوں کو الجھنوں میں مشغول کر دیا۔ یوسف علیہ السلام اور عزیزِ مصر کے خواب ہم سے مخفی تو نہیں، عزیزِ مصر کے لیے تو بشارت و تحذیر کو ایک ہی خواب میں جمع کر دیا گیا۔ سات سال رزق کی فراوانی کی بشارت اور سات سال قحط و پریشانی سے تحذیر تھی۔

اللہ کے بندو! اسلام کی آمد سے قبل اور اس کے بعد خواب فی الواقع لوگوں کے ہاں اہمیت کے حامل رہے ہیں، لیکن ان کی تعبیر میں بھی متعلقین اور ماہرین تعبیر خواب کی راہنمائی لازم ہے اور ہر طائفہ کی طرف رجوع کرنے میں بہت زیادہ تفاوت کا سامنا ہوتا ہے۔

فلاسفہ نے اس کا انکار کیا ہے اور تمام خوابوں کو جسم میں موجود اخلاط کی طرف منسوب کیا ہے، ان کی رائے میں خواب دیکھنے والے کے جسم میں موجود ان اخلاط کے بھڑکاؤ کے مطابق لاحق ہوتا ہے۔ نفس کے بعض علما کے نزدیک خواب انسان کے ان مزاجوں اور مصائب سے مخلوط چیز ہے جنھیں انسان ذہن نشین کرتا ہے اور نیند میں ذہن ان کی عکاسی کرتا ہے، حتی کہ انھوں نے اس کا معاملہ مادی قالب میں مقصور کر دیا ہے۔

البتہ شریعتِ اسلامیہ کے علما و ائمہ نبوی منہج پر چلے اور انھوں نے خواب کو

قرآن و سنت کی نصوص کے مطابق درجہ دیا۔ ان کا موقف یہ ہے کہ نیند میں دیکھے جانے والے نیک اور سچے خواب اللہ کی طرف سے حق ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض خوش خبری دینے والے اور بعض ڈرانے والے ہوتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نبوت ختم ہو گئی، لیکن مبشرات باقی ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک خواب، جو انسان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔''[1]

اور خوش خبری دینے سے مراد یہاں خیر اور شر دونوں کی خوش خبری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق فرمایا:

﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [آل عمران: ۲۱]

''تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔''

اللہ کے بندو! یہ خواب وہ ہیں، جن کے بارے میں صادق و مصدوق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب زمانہ قریب ہوگا تو مومن کا خواب قریب ہے کہ جھوٹا نہ ہو اور تم میں سے سب سے سچا خواب اس کا ہے جو بات میں سب سے سچا ہو اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''[2]

بعد ازیں عرض یہ ہے کہ میں نے لوگوں کی اکثریت کا اس زمانے میں تعاقب کیا، جس کی وجہ وہ کھوکھلی روحانیت ہے جس نے خوف و گھبراہٹ کو جنم دیا

---

[1] اس حدیث کی اصل بخاری میں ہے۔ صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٩٩٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٠١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٦٣)

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں دوری پیدا ہوئی اور اس ایمان میں کمزوری کا وقوع ہوا کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے تابع ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر کوئی کام واقع نہیں ہوتا۔ جو وہ چاہے گا ہو گا اور جو وہ نہ چاہے نہیں ہو گا، حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے نفوس کا خوابوں کے ساتھ ایسا تعلق بنا لیا جو قرنِ اول کے سلف صالحین کے خلاف ہے۔ پھر انھوں نے اپنے موقف میں توسیع کی، اسے آگے بڑھایا اور اس پر ایسا اعتماد کیا کہ نوبت یہاں تک پہنچ آئی کہ مجالس و محافل اور اجتماعات میں یہ ایک مستقل موضوع بن گیا اور شرعی فتاوی پر اس کا غلبہ ہونے لگا۔

امورِ دین، یعنی بندے پر کیا واجب ہے اور کیا واجب نہیں، کے متعلق اتنے سوال نہ ہوئے، جتنے خوابوں کے متعلق ہونے لگے اور اس تمام کی وجہ مومن کا ایسے امور کے سامنے بند باندھنے سے غافل ہونا ہے، جب کہ سیرتِ نبوی ﷺ میں ہمارے لیے اس کا حل موجود ہے، جس سے تجاوز یا انحراف انسان کو باغی بنا دیتا ہے اور جس سے جہالت انسان کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہے، کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں واضح دلائل پر چھوڑا ہے اور ہمیں بزعم خود خواب کے متعلق بات کرنے، اس کے متعلق نفس کو تھکاوٹ میں مبتلا کرنے اور اس کے انجام کی معرفت میں لاحاصل سعی کرنے سے بے فکر کر دیا ہے، اس لیے خوابوں پر اعتماد اور ان سے ایسا تعلق قائم کرنے سے گریز بہتر ہے اور لوگوں کا مذکورہ حد سے بڑھے ہوئے طریقے سے خوابوں کے متعلق سوال و بحث پر ٹوٹ پڑنا شرعی منقولات اور توازنِ کامل سے نکلنے کی ایک قسم ہے، جس کے نتیجے میں آپ بعض لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ کوئی خواب دیکھیں تو ان کے حواس مضطرب ہو

جاتے ہیں، جسم کانپنے لگتا ہے اور سانس رک رک کر آنے لگتی ہیں اور یہ کیفیت اس وقت تک طاری رہتی ہے جب تک کسی تعبیر کرنے والے سے اس کی تعبیر نہ کروالیں، جب تک اسے خواب کے اچھا یا برا ہونے کا علم نہ ہو جائے وہ بے قرار ہی رہتا ہے، اگر ہمارا ہر شخص خواب کے متعلق نبوی ہدایات پر اکتفا کر لے تو ہمیں ایسی پریشانی کا سامنا نہ ہو اور مجالس و محافل میں زیرِ بحث فضول باتوں کی الجھنوں سے چھٹکارا مل جائے۔

ہمیں اجتماعی طور پر خوابوں کے متعلق شرعی معاملات سے آگاہی ہو، تاکہ ہم معاشرے میں پھیلی قباحتوں کا ازالہ کریں اور معاشرے کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کر سکیں۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مجھے ایسے خواب دکھائی دیتے، جن سے میں بیمار پڑ جاتا، لیکن میں مریض کی طرح سر کو لپیٹتا تھا۔ یہاں تک کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، میں نے انھیں بتایا تو وہ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور پراگندہ خواب شیطان کی طرف سے ہیں، جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو وہ تین بار اپنی بائیں طرف تھوکے اور اس کے شر سے اللہ سے پناہ مانگے، وہ اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔"[1]

نیز مسلم کی ایک روایت میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

"میں ایسے خواب دیکھتا جو مجھ پر پہاڑ سے بھی بوجھل ہوتے تھے، لیکن اس حدیث کے سننے کے بعد مجھے ایسے خوابوں کی بھی کوئی پروا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٤٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٢٦١)

نہیں ہوتی۔‘‘[1]

یہ یاد رہے کہ ہر خواب دیکھنے والے کا ہر خواب ایسا نہیں ہوتا جس کا کوئی معنی و مفہوم ہو، بلکہ خواب صرف تین طرح کے ہوتے ہیں۔ خوابوں کے متعلق ابن ماجہ میں عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: ان میں سے بعض شیطان کی طرف سے ابن آدم کو پریشان کرنے کے لیے خوف ناک مناظر ہوتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں جن کا انسان بیداری کی حالت میں ارادہ کرتا ہے، پھر نیند میں بھی وہی دیکھتا ہے اور بعض وہ ہیں جو نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔‘‘[2]

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’اس حدیث میں اس امر کی وضاحت ہے کہ انسان کے بذریعہ خواب دیکھی جانے والی ہر چیز کا صحیح ہونا لازم نہیں۔ صحیح خواب وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں، ان کے سوا پراگندہ خواب ہیں، جن کی کوئی تاویل نہیں ہوتی۔‘‘

(1) ان پراگندہ خوابوں کی ایک مثال وہ ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

’’یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرا سر کاٹ دیا گیا اور وہ آگے کی طرف لڑھکا تو میں نے اس کے پیچھے دوڑ لگا دی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے کہا: اسے کسی کو بیان نہ کرنا، یہ شیطان

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۲۶۱)

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحدیث (۳۹۰۷) المعجم الأوسط للطبراني (٦٧٤٢)

ہے، جو خواب میں تمھارے ساتھ کھیلتا ہے۔"[1]

البتہ ایسے خوابوں کا دکھائی دینا عموماً لوگوں کی حالت پر موقوف ہوتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں ایسے خواب کے مخصوص آداب بیان ہوئے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ایسے خوابوں اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، جب بیدار ہو تو تین دفعہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور ان کا قطعاً کسی سے ذکر نہ کرے، حتی الامکان نماز ادا کرے اور جس پہلو پر لیٹا ہو، اسے بدل لے۔

بعض اہلِ علم نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کے پیشِ نظر کہ "آیت الکرسی پڑھنے والے کے شیطان قریب نہیں جاتا۔" اس موقع پر آیت الکرسی پڑھنا بھی مستحب قرار دیا ہے، خواب مذکور کی قسم شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"خواب دیکھنے والا ان تمام آداب کو عمل میں لائے تو زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر وہ بعض آداب بھی بجا لائے تو باذن اللہ خواب کے ضرر سے محفوظ رہے گا، جیسا کہ احادیث میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔"

2. خواب کی دوسری قسم وہ خیالات ہیں جو انسان بیداری کی حالت میں سوچتا ہے، مثلاً: کوئی شخص سفر یا تجارت وغیرہ میں مشغول ہو تو نیند میں وہی بیداری والے خیالات کی ترجمانی ہونا ممکن ہے اور خواب کی یہ قسم بھی اضغاث الاحلام (پراگندہ خواب) میں شامل ہے، جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔

3. تیسری قسم ان سچے اور نیک خوابوں کی ہے جو من جانب اللہ ہوتے ہیں، جن میں بشارت یا نذارت ہوتی ہے۔ یہ خواب کبھی تو بالکل واضح ہوتے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٢٦٨)

ہیں اور ان کی تاویل کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو خواب میں ذبح کرتے ہوئے دیکھا اور کبھی وہ رموز و کنایات میں ہوتے ہیں، جن کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے: یوسف علیہ السلام کے جیل خانے کے رفیقوں کے خواب تھے۔

اس قسم کے خوابوں کو کسی عالم یا خیر خواہ کے علاوہ کسی کے سامنے بیان کرنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے خواب عالم اور خیر خواہ کے سوا کسی کے سامنے بیان نہ کرو۔''[1]

مذکورہ خوابوں کے علاوہ ایسے خواب جو شرعی احکام، یعنی حلال و حرام ہونے، عبادت یا لیلۃ القدر کی تعیین وغیرہ سے متعلق ہوں یا ایسے خواب حقوق الناس، ان کی حرمت کی پامالی یا ان کے متعلق بدگمانی پر مشتمل ہوں یا کسی کو اچھا یا برا قرار دینے کے اشارے قرار دیے جائیں اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی سعی کی جائے تو یہ درست نہیں، بلکہ ایسے خواب اضغاث الاحلام اور ایسے گمانوں پر مشتمل ہیں، جن پر اعتماد کرنا جمہور اہلِ علم کے نزدیک جائز نہیں۔

امام شاطبی، نووی، ابن تیمیہ، ابن قیم اور ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہ اس پر اعتماد کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں، شاطبی نے ''الاعتصام'' میں ذکر کیا ہے:

''خلیفہ مہدی نے شریک بن عبداللہ القاضی کے قتل کا ارادہ کیا تو شریک نے اس سے پوچھا: امیر المومنین! میرا خون آپ پر حرام ہے، پھر مجھے قتل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو خلیفہ نے جواب دیا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم سے کسی معاملے میں بات کر رہا ہوں

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (۲۲۸۰)

اور تم مجھ سے اپنی گدی کی طرف سے بات کر رہے ہو۔ میں نے تعبیر کرنے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا: یہ آدمی آپ کی بساط لپیٹنا چاہتا ہے اور آپ کے خلاف منصوبے کرتا ہے۔ شریک نے یہ سن کر خلیفہ کو جواب دیا: امیر المومنین! آپ کا خواب یوسف بن یعقوب کا خواب نہیں اور مسلمانوں کے خون پراگندہ خوابوں کی بنیاد پر بہائے نہیں جا سکتے۔ مہدی نے اپنا سر جھکا لیا اور شریک کو ہاتھ کے اشارے سے نکل جانے کا حکم دیا، پس وہ نکل گیا۔''

خیر خواہی، حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم خواب کے معاملے کو اتنا عام بھی نہ کریں کہ ہر ایک کے سامنے پیش کر کے تعبیر چاہیں اور نہ ہی صرف ایک آدمی کی رائے پر اکتفا کر لیں، بلکہ لازم ہے کہ ہم خواب کی تعبیر کرنے والے ایک سے زائد افراد سے رابطہ کریں اور وہ لوگ پوری ذمے داری سے اپنا فریضہ ادا کریں۔

تعبیر کرنے والے کے لیے اس عظیم علم کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اس میدان میں مصالح و مفاسد کا ادراک ہونا ضروری ہے۔ وہ اپنی ذات کو اسی کام کے لیے مختص نہ کر لے۔ بالخصوص رسائل و جریدوں میں اور بڑی مجالس میں صرف اسی کا اہتمام نہ ہو۔

پس خواب کی تعبیر فتوے کے قریب ہوتی ہے، جیسے بادشاہ نے کہا: تھا:

﴿يَاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ﴾

[یوسف: ٤٣]

''اے درباریو! اگر تم خواب کی تعبیر کر سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''مفتی، معبر اور طبیب لوگوں کے پردوں اور اسرار پر دوسروں سے بڑھ کر مطلع ہوتے ہیں، اس لیے ان پر لازم ہے کہ جس چیز کا اظہار احسن نہ ہو، اس پر پردہ ہی رہنے دیں۔''

علاوہ ازیں تعبیر کرنے والوں پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ تعبیر کرنے میں جلدی نہ کریں اور اپنی تعبیر کو حتمی قرار نہ دیں، اپنے کام کے ذی قدر ہونے کو پہچانیں اور اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہونے اور تکبر کے امکان کے سامنے بند باندھیں اور اپنے آپ کو ہرگز بڑا نہ گردانیں۔

''ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا ہر شخص خواب کی تعبیر کر سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: ''کیا نبوت کے ساتھ کھیلا جا سکتا ہے؟''[1]

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ہشام بن حسان کا قول بھی نقل کیا ہے کہ ابن سیرین سے سیکڑوں خوابوں کا سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب میں صرف یہی بات کی:

''اللہ سے ڈر جا اور بیداری میں نیک ہو جا، خواب میں دیکھا جانے والا معاملہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا'' اور کبھی جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہہ دیتے تھے: ''میں ظن کے ساتھ جواب دیتا ہوں، اور ظن صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔''

جب تعبیر کرنے والوں کے امام کا اپنے زمانے میں جواب یہ ہوتا تھا تو بعد کے زمانوں میں معبرین کا گمان کیسا ہوگا؟ بلاشبہہ ہم آج کے معبر کو سنتے ہیں

[1] التمھید (۱/۲۸۸)

کہ جب اس سے ہزار خوابوں کے متعلق سوال ہو تو ایک بار بھی نہیں کہے گا: ''میں نہیں جانتا'' یا ''یہ پراگندہ خواب ہیں'' یا یوں کہے: ''یہ محض نفس کی بات ہے'' الا ماشاء اللہ اکثر تعبیر کرنے والوں کی حالت یہی ہے۔

اسی طرح تعبیر کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ خوابوں کی تعبیر کے مرتبہ و مقام کا ادراک کریں اور میڈیا کے ذریعے اور لوگوں کے اجتماعات میں بھی اس کا لحاظ رکھیں اور لاجواب ہونے کے اندیشے سے جھوٹ کو آڑ نہ بنائیں، ایسا کئی امور کی وجہ سے ہوتا ہے:

پہلی وجہ: مطلق طور پر خواب کی تعبیر امورِ غیبی کے متعلق بات کرنے کی وجہ سے فتنے کی ایک نوع ہے، بالخصوص جب بات درست نہ ہو تو تعبیر پوچھنے والا تعبیر کو قطعی طور پر درست ماننے سے انکاری ہوتا ہے، مگر جب وہ اسے فی الواقع دیکھ لے۔

دوسری وجہ: ٹیلی ویژن سکرین اور بھری مجلسوں میں خواب دیکھنے والے کی استقامت و عدمِ استقامت کی پہچان مشکل ہوتی ہے، جب کہ اس چیز کا خواب کی تعبیر سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ سے دو آدمیوں نے خواب کی تعبیر پوچھی: دونوں نے خواب میں اپنے آپ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے ان دونوں میں سے نیک آدمی کے لیے اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ [الحج: ۲۷]

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے۔''

کو سامنے رکھتے ہوئے حج کے ساتھ کی اور دوسرے کے لیے اللہ تعالیٰ

کے اس فرمان:

﴿ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ﴾ [يوسف: ٧٠]

''پھر ایک پکارنے والے نے پکارا اے قافلے والو! یقیناً تم چور ہو۔''

کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کی کہ وہ چوری کرے گا، جب کہ امام شاطبی ایسی حالت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب نیک خواب کی تعیین ہو جائے تو غیر صالح کی تعبیر کو ترک کرنا بہتر ہے۔

تیسری وجہ: خواب کی تعبیر کرنے والے بعض لوگوں کے طریقۂ تعبیر سے لوگوں کی عقلوں کا ادراک بھی نہیں ہو سکتا، بالخصوص ٹیلی ویژن سکرین اور اجتماعات میں جہاں ان کا طریقۂ تعبیر سامع کو جاہل سمجھتے ہوئے فی البدیہ جواب فراہم کرنا ہوتا ہے، جب کہ یہ درحقیقت کہانت، تخمین اور عرافت ہے اور ہمیں شریعت نے لوگوں کے ساتھ ان کی عقلوں کے مطابق بات کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

''لوگوں کے ساتھ ان کی معرفت کے مطابق بات کرو، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ (ناسمجھی میں) اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے۔''[1]

نیز صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

''جب تو لوگوں سے ایسی بات بیان کرے گا جسے ان کی عقلیں نہیں سمجھ پاتیں تو وہ ان کے بعض افراد کے لیے فتنہ بن جاتی ہے۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري في العلم (١٢٧)

[2] امام مسلم نے اسے اپنی صحیح کے مقدمہ (11/1) میں ذکر کیا ہے، جس کی سند میں انقطاع ہے۔

چوتھی وجہ: مفاسد کو روکنا، مصالح کو حاصل کرنے پر مقدم ہے۔ ٹیلی وژن سکرین پر دورانِ تعبیر میں کی جانے والی غلطی اس کی مصلحت سے زیادہ سنگین ہوتی ہے، جس کی وجوہات متلاشی پر مخفی نہیں۔ اس کا امورِ غیبی سے اور فتوی کے مانند ہونا بنیادی سبب ہیں، جب کہ سلف صالحین حتی الامکان فتوے کو اپنے سوا کی طرف ارسال کر دیتے ہیں۔

خوابوں کی تعبیر کے پروگرام سننے اور دیکھنے سے متعدد بار فساد و فتنہ کے دروازے کھلتے نظر آئے ہیں، مثلاً: کوئی تعبیر کرنے والا کسی جوان عورت سے کہے کہ اس کے نکاح کا معاملہ تاخیر کا شکار ہو جائے گا یا کسی عورت کو یہ تعبیر بتائی جائے کہ اس کا خاوند اس سے چھپا کر شادی کرے گا۔ اب دیکھو کہ پہلی اور دوسری عورت کا کیا حال ہو گا؟ پہلی عورت ہر لمحہ تاخیرِ نکاح کی وجہ سے بے قراری اور بے چینی میں بڑھے گی اور دوسری لمحہ بہ لمحہ اپنے خاوند کے متعلق شک میں اضافہ کرے گی۔

یہ تو خواب دیکھنے والوں کی کیفیت ہے اور جب میڈیا پر نشر ہونے والی ایسی تعبیرات دوسری عورتوں نے سنیں تو وہ اپنے خوابوں کی تعبیر کے لیے کسی تعبیر کرنے والے عالم سے رابطہ کرنے کے بجائے ان سنی اور دیکھی ہوئی تعبیرات پر ہی اکتفا کریں گی، پھر فساد کے راستے کھلیں گے، نوجوانوں اور مردوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیں۔

رہی صحیح مسلم کی وہ روایت جسے بعض لوگ اپنی دلیل بناتے ہیں، جس میں یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فجر کے بعد اکثر اپنے صحابہ سے پوچھتے تھے:

((مَنْ رَآیٰ مِنْکُمْ رُؤْیَا؟))[1]

''یعنی تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟''

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢٢٦٩)

اس کا جواب متعدد وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ: بلاشبہہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کی تعبیر برحق ہے اور اس میں کوئی شبہہ نہیں۔

دوسری وجہ: وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں تعبیر فرماتے تھے، جہاں لوگوں کی تعداد ضرور ہوتی، لیکن اس تعداد کی مانند نہیں جو ٹیلی ویژن اور میڈیا کے ذریعے دیکھنے سننے والوں کی تعداد ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود فضلا اور عقلا صحابہ ہوتے اور آپ ﷺ کے غیر کے ساتھیوں کا جوڑ ہی کیا ہے؟

تیسری وجہ: یہ ہے کہ خلفائے راشدین، صحابہ اور تابعین میں سے کسی سے بھی مسجد میں ایسا عمل ثابت نہیں، جیسے نبی اکرم ﷺ کیا کرتے تھے، بالخصوص ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں، جن کے خوابوں کی تعبیر کرنے والا ہونے کی گواہی نبی اکرم ﷺ نے دی ہے اور اکثر اہلِ علم کے نزدیک ان کا شمار معبرین میں ہوتا ہے، لیکن انھوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔

اس لیے مسلمان معاشروں پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، ظاہر و باطن میں اس کے احکام کی بجا آوری کریں اور اپنے مقصد کو پہچان کر زندگی بسر کریں۔ بحمد اللہ کامیابی ان کا نصیب ہوگی۔

500 سوال و جواب

برائے

عبادات

• طہارت • نماز • روزہ
• زکاۃ • حج و عمرہ

ترجمة

مولانا محمد یاسر عرفات

مکتبہ بیت السلام
لاہور، الریاض

مُشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟

دُنیاوی تکالیف ومصائب کا مقابلہ کرنے کے ۳۴ طریقے

ترجمہ | حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

مکتبہ بیت السلام
لاہور، الریاض

خلاصہ تفسیر قرآن
مسنون دعائیں
30
100